یکے از مطبوعات سالانہ المصداق حیدرآباد

روضات

شریعت و طریقت کے موضوع پر ایک اہم فارسی تصنیف
کا اردو ترجمہ مع فارسی متن

تالیف لطیف

منسوب بہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

مترجم

مولوی ثناءُ اللہ ندوی

باہتمام

شاہ انجم بخاری

مجلس شیخ عبدالحق محدث دہلوی حیدرآباد سندھ پاکستان

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

یکے از مطبوعات سالانہ المصداق حیدرآباد

روضات

شریعت وطریقت کے موضوع پر ایک اہم فارسی تصنیف
کا اردو ترجمہ مع فارسی متن

تالیف لطیف
منسوب بہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

مترجم
مولوی ثناء اللہ ندوی

باہتمام
شاہ انجم بخاری

مجلس شیخ عبدالحق محدث دہلوی حیدرآباد سندھ پاکستان

Marfat.com

یکے از مطبوعات

سالانہ المصداق حیدر آباد

138526

کتابی سلسلہ نمبر ۷ ☆ ۲۰۰۴ء۔۲۰۰۳ء

نام کتاب : روصات (فارسی)

تالیف لطیف : منسوب بہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

موضوع کتاب : شریعت و طریقت

اُردو ترجمہ بعنوان : روضۂ روضات

مترجم : مولوی ثناء اللہ ندوی

اشاعت اوّل : ۱۹۶۴ء۔ ادارۂ تحقیق و تصنیف کراچی۔

مقدمہ نگار : مفتی انتظام اللہ شہابی

اشاعت ثانی : ماہ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ / مئی ۲۰۰۳ء

ناشر : مجلس شیخ عبدالحق محدث دہلوی حیدر آباد سندھ

ضخامت : ۹۶ صفحات

باہتمام : شاہ انجم بخاری (مدیر منتظم)

پتا برائے رابطہ : ۵۵۶۔ امانی شاہ کالونی، یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد، حیدر آباد (سندھ)

پوسٹ کوڈ: ۷۱۸۰۰، فون نمبر: ۸۶۷۱۲۰

کمپوزنگ : محمد مرتضیٰ میو، فون نمبر: ۸۱۰۵۴۶

ہدیہ : دعائے خیر بحق معاونین

نوٹ : بیرونی حضرات بیس (۲۰) روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
حضرت شیخ محدث اور رسالہ روضات (تعارف و چند معروضات) از شاہ انجم بخاری	۹
رسالہ روضات پر ایک نظر از پروفیسر خادم حسین قریشی	۱۷
مقدمہ کتاب از مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی	۲۱
روضات: (اُردو ترجمہ)	۲۵
حمد:	۲۵
نعت:	۲۵
منقبت صحابہ	۲۶
مناجات	۲۶
فصل	۲۶
سبب تالیف کتاب	۲۷
رسالہ کا نام و خصوصیات	۲۷
روضۂ دنیا کی حقیقت	۲۷
دنیا کی ابتداء و انتہا	۲۸
دنیا و طالب دنیا کی مثال	۲۹
ترک دنیا	۲۹
ذریعۂ نجات خدا کی اطاعت ہے	۳۰
طریقت شریعت کی وضاحت ہے	۳۰
کافر و بدعتی کی معرفت تک رسائی نہیں	۳۱
ناکامی کا سبب اطاعتِ رسول میں کمی ہے	۳۱
ایک سوال	۳۲
اتباع کا طریقہ	۳۲

Marfat.com

قصۂ فرہاد ---------- ۳۳
نقال کون ہے ---------- ۳۴
متابعت رسول اللہ ﷺ ---------- ۳۴
ظاہر و باطن کی پاکیزگی ---------- ۳۵
شرع کا ظاہر سے تعلق اور اس کا مطلب۔ ایک مثال ---------- ۳۵
دوسری مثال ---------- ۳۶
روضہ۔ قطع تعلقات کا بیان ---------- ۳۶
طلب و ارادہ کا قطع تعلق ---------- ۳۷
عشق و محبت میں غیر سے قطع تعلق ---------- ۳۷
حسنِ حقیقی ---------- ۳۷
ایک نظم ---------- ۳۸
قصد و ہمت کا ترک ---------- ۳۹
علم و معرفت کی رو سے قطع تعلق ---------- ۳۹
قطع از روئے اضافت و نسبت ---------- ۳۹
عزم و نیت کا ترک ---------- ۴۰
قطع از روئے ذکر و اشغال ---------- ۴۰
قطع از روئے خیال و ذکر ---------- ۴۰
معائنہ و شہود کی رو سے قطع تعلق ---------- ۴۱
تحقیق و وجود کی رو سے قطع التعلق ---------- ۴۱
قطع از روئے اعتماد و التجا ---------- ۴۱
قطع از روئے خوف و رجا ---------- ۴۲
ترک از روئے رضا ---------- ۴۲
نظم۔ مولانا جامی ---------- ۴۳
تفسیر آیت کریمہ و تبتل الیہ تبتیلا ---------- ۴۳

Marfat.com

حق کے لیے مخلوق سے وابستگی ---------- ۴۴

حدیث سے اس کی تائید ---------- ۴۴

عشق، کمالِ طاعت کا باعث ہے ---------- ۴۵

آماجگاہ عشق ---------- ۴۶

عشق کی مجبوری ---------- ۴۶

عشق کے بغیر راہ شریعت طے نہیں ہوتی ---------- ۴۶

روضہ۔ شریعت، طریقت وحقیقت ---------- ۴۷

سوال۔ شریعت وطریقت کا فرق کیا ہے؟ ---------- ۴۷

جواب۔ شریعت وطریقت میں نسبت ---------- ۴۷

نسبت مساوات ---------- ۴۷

سوال اور اس کا جواب ---------- ۴۸

طریقت کی تفسیر ---------- ۴۹

پہلی دلیل ---------- ۴۹

دوسری دلیل ---------- ۴۹

تیسری دلیل ---------- ۵۰

چوتھی دلیل ---------- ۵۰

سوال ---------- ۵۰

جواب ---------- ۵۱

کمال شریعت ---------- ۵۱

روضہ۔ شریعت کے مدارج ---------- ۵۲

روضہ۔ ثبوت طریقت ---------- ۵۲

روضہ۔ طریقت سنت رسول ﷺ ہے ---------- ۵۲

متبع سنت ---------- ۵۳

روضہ عقائد شریعت وحقیقت میں فرق نہیں ---------- ۵۴

Marfat.com

عین حق وغیر حق کی بحث ---------- ۵۴
عینیت وغیریت کی مثال ---------- ۵۴
عینیت کے سمجھنے میں غلطی ---------- ۵۵
ذات حق کی تلاش کیوں؟ ---------- ۵۶
جواب ---------- ۵۷
اخفاء حال کا حکم ---------- ۵۸
اخفاء کی قسمیں ---------- ۵۸
وحدت وجود پر سوال ---------- ۵۹
جواب ---------- ۵۹
وجدان ذریعہ علم ہے ---------- ۵۹
سوال کیا احادیث میں یہ مضامین ہیں ---------- ۶۰
بعض احادیث میں یہ مضامین ہیں ---------- ۶۰
بعض احادیث چند صحابہ کو معلوم تھیں ---------- ۶۰
حضرت ابوہریرہ کی ایک حدیث ---------- ۶۱
اس علم کے اخفا کا سبب ---------- ۶۱
عوام کو باطنی معنیٰ معلوم نہیں ---------- ۶۱
باطنی معنی ظاہر آیات احادیث کے خلاف نہیں ---------- ۶۲
تین مخفی اسرار ---------- ۶۲
اسرار عشق ---------- ۶۲
انوار توحید ---------- ۶۲
اخبار کرم ورحمت ---------- ۶۲
بعض اذکار واشغال کی بحث ---------- ۶۳
خلاف شرع عمل کا حکم ---------- ۶۳
اولیاء کرام کے خلاف شرع اعمال کے متعلق سوال ---------- ۶۳

Marfat.com

شاہ شجاع کرمانی کی حکایت ---------------- ۶۴
خلاف شرع اعمال بتانے کا سبب ---------------- ۶۴
بے سجادہ رنگین کن کی تفسیر ---------------- ۶۴
علماء ظاہر و باطن ہم عقیدہ ہیں ---------------- ۶۵
وحدت وجود و تعینات پر سوال اور اس کا جواب ---------------- ۶۶
آئینہ کی مثال ---------------- ۶۶
روضہ عین ذات کی جلوہ گری ---------------- ۶۷
وجود کے بغیر نمود کیوں کر ممکن ہے؟ ---------------- ۶۸
روشنی و شیشہ کی مثال ---------------- ۶۸
سالک کا عقیدہ ---------------- ۶۹
محالات عقل ---------------- ۶۹
روضہ: وحدت وجود اور شریعت ---------------- ۷۰
تائیدی آیات ---------------- ۷۰
موید احادیث ---------------- ۷۰
اجماع ---------------- ۷۰
محقق کی قسمیں: صاحب صحو و صاحب سکر ---------------- ۷۱
صاحب صحو ---------------- ۷۱
صاحب سکر ---------------- ۷۲
غلبۂ سکر میں امتیاز نہیں رہتا ---------------- ۷۲
نظم اور اس کا ترجمہ ---------------- ۷۲
مقام سکر ---------------- ۷۳
ایجاد عالم کی غرض ---------------- ۷۳
صاحب صحو کی حالت ---------------- ۷۴
سلطان العارفین کا مقولہ اور توبہ ---------------- ۷۴

Marfat.com

توبہ کا سبب ---------- ۷۴
اظہار و اخفا میں غلبۂ حال کا فرق ---------- ۷۵
اقسام ملاحدہ ---------- ۷۵
محققین کی رائے ---------- ۷۶
ملاحدہ کا عقیدۂ وحدتِ وجود ---------- ۷۶
صوفیہ کا وحدتِ وجود ---------- ۷۷
مشرک کی تعریف ---------- ۷۷
روضہ معرفتِ حق ---------- ۷۷
چار عمل ---------- ۷۹
صفتِ تواضع ---------- ۷۹
تکبر بدترین گناہ ہے ---------- ۸۰
آداب ---------- ۸۰
اولیاء وعلماء کی عزت ---------- ۸۰
بے ادبی ابوجہل وابولہب کا طریقہ ہے ---------- ۸۱
رسالہ روضات کے فارسی متن کا عکس ---------- ۸۲
فہرستِ آیاتِ قرآنی ---------- ۹۵

حرفِ تشکر

''روضات'' کی تحقیق و اشاعت کے سلسلے میں ہم اپنے سرپرست و کرم فرما جناب صاحب زادہ محمد فرحین الدین ہٹی (لاہور) اور جناب محمد ناظر الدین ہٹی (کراچی) کے مالی تعاون کے شکرگزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے تعاون کو قبول فرمائے اور انھیں دنیا و آخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے، آمین۔ اُمید کی جاتی ہے کہ خانوادۂ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے یہ چشم و چراغ مجلس ہذا سے آئندہ بھی اسی طرح تعاون فرماتے رہیں گے۔

احقر شاہ انجم بخاری عفی عنہ

بانی و خادم مجلس شیخ عبدالحق دہلوی حیدرآباد، سندھ، پاکستان۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور رسالہ روضات

(تعارف و چند معروضات)

(۱)

بسم اللہ الرحمن الرّحیم۔ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ الکریم

حضرت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی قدس سرّہٗ العزیز (۹۵۸ھ۔۱۰۵۲ھ) عہدِ اکبری کے مشہور و معروف عالمِ ربانی اور ولیِ لاثانی تھے۔ آپ کی علمی و دینی خدمات سے اہلِ علم بخوبی واقف ہیں۔ مذکور الصدر عنوان کے مطابق اس مضمون کے دو حصّے ہیں۔ پہلے عامۃُ النّاس کی آگاہی و تعارف نیز حصولِ برکت کے لیے یہاں چند کلماتِ خیر درج کیے جاتے ہیں۔ جب کہ دوسرا حصّہ رسالہ روضات کے سلسلے میں چند معروضات پر مشتمل ہے۔

ہندوستان کی تاریخ، بالخصوص عہدِ اکبری پر نظر رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان کی مذہبی فضا کس قدر مکدّر ہو چکی تھی، ہر طرف بدعات اور الحاد، کا بازار گرم تھا۔ دینِ الٰہی کا اجرا (۹۸۹ھ) ہو چکا تھا۔ جس سے دل برداشتہ ہو کر شیخ محقق علیہ الرحمہ نے حجازِ مقدّس (۹۹۶ھ) میں مستقل قیام کا فیصلہ کیا۔ یہاں رہ کر اس زمانے کے مشاہیر محدّثین اور صوفیہ سے آپ نے بھرپور علمی و

Marfat.com

روحانی استفادہ کیا، نیز علمِ حدیث کی تحصیل کی۔ ان اساتذہ اور صوفیہ کا تفصیلی تذکرہ ''زاد المتقین'' ۱☆ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم و تربیت کے بعد آپ متعدد غیبی اشاروں نیز اپنے شیخ و مربی شیخ عبدالوہاب متقی علیہ الرحمہ کے حکم پر وطن واپس آئے (۱۰۰۰ھ) اور دہلی (شمالی ہند) میں ''مسند درس وارشاد'' بچھائی۔ یہاں آپ نے ہزاروں طالبانِ علوم مصطفیٰ ﷺ کو فیض یاب کیا۔

جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی نے شمالی ہندوستان میں اس مردِ حق آگاہ کی دینی خدمات کو اُجاگر کرتے ہوئے جو تجزیہ پیش کیا ہے جی چاہتا ہے، اُسے ہدیۂ قارئین کروں، آپ لکھتے ہیں کہ:

''شمالی ہندوستان میں اس زمانے میں یہ پہلا مدرسہ تھا جہاں سے شریعت و سنّت کی آواز بلند ہوئی۔ اس مدرسے کا نصاب تعلیم دوسری درس گاہوں سے بالکل مختلف تھا۔ یہاں قرآن و حدیث کو تمام علوم دینی کا مرکزی نقطہ قرار دے کر تعلیم دی جاتی تھی ... درس و تدریس کا یہ ہنگامہ شیخ محدّث علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک برپا رکھا ... شیخ محدّث کا یہ دارالعلوم اُس طوفانی دور میں شریعت اسلام اور سنّتِ نبوی ﷺ کی سب سے بڑی پشت پناہ تھا۔ مذہبی گمراہیوں کے بادل چاروں طرف منڈلائے، مخالف طاقتیں بار بار اس دارالعلوم کے بام و در سے آ کر ٹکرائیں، لیکن شیخ محدث کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش پیدا نہ ہوئی۔ اُن کے عزم و استقلال نے وہ کام انجام دیا جو اُن حالات میں ناممکن نظر آتا تھا:

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ ہُشیار جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۲۳۔۱۲۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے متعدد روحانی سلاسل سے فیض پایا ہے۔ آپ کو قادریہ، چشتیہ، شاذلیہ، مدنیہ اور نقشبندیہ میں بھی بیعت و اجازت حاصل تھی مگر آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے جو قلبی وابستگی تھی اس کا حال تو سبھی کو معلوم ہے۔

۱☆ ''زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین'' از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا اُردو ترجمہ کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔ اس کے مترجم مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی ہیں۔ یہ کتاب الرحیم اکیڈمی اے ۷/۱۷ اعظم نگر پوسٹ آفس، لیاقت آباد کراچی سے =/۱۵۰ روپے میں مل سکتی ہے۔ ش الف۔

Marfat.com

دہلی میں اس وقت (قیامِ خواجہ علیہ الرحمہ ۱۰۰۶ھ تا ۱۰۱۲ھ) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز (۲/۱۷۹۷ھ۔۱۰۱۲ھ) کی مسند ارشاد مرجع خلائق تھی۔ محمد صادق ہمدانی نے ''کلمات الصادقین'' میں لکھا ہے کہ شیخ محدّث نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اشارے پر حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی تھی''۔ (بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۳۴)۔ چنانچہ آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر اس طریقۂ عالیہ کے وظائف کی مشق اختیار کی۔ اس دوران حضرت مجدّد الف ثانی (۹۷۱ھ۔۱۰۳۴ھ) بھی حضرت خواجہ کے مرید اور شیخ محقق کے پیر بھائی بنے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے ان دونوں تربیت یافتہ شہ بازوں نے ظلمات اکبر کے خلاف اپنے اپنے انداز سے جہاد کا آغاز کیا اور بالآخر کامیاب ہوئے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمہ کو ایک کثیر التصانیف مُصنّف، مؤلف، مُرتّب، محقق، محدّث، عالم باعمل، صوفیِ باصفا، عاشقِ مصطفیٰ ﷺ اور ولی دائم الحضوری کی حیثیت سے عالمِ اسلام میں شہرت دوام حاصل ہے۔

آپ کی ایمان افروز کتب حقّہ میں، مدارج النبوۃ، اشعۃ اللمعات، اخبار الاخیار، زاد المتقین، جذب القلوب، مرج البحرین، تکمیل الایمان، شرح سفر السعادۃ، شرح فتوح الغیب، تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوّف، تائید مذہب النعمان، رسالہ نوریہ سلطانیہ، ماثبت من السنۃ اور المکاتیب والرسائل کو تو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

آپ کی تصانیف کی فہرست بڑی طویل ہے۔ جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی مشہور تالیف ''حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی'' میں ساٹھ کتابوں کی فہرست مرتّب کی ہے۔ ان میں سے امتدادِ زمانہ کی دست برد سے جو کتابیں بچ رہی ہیں اور جن کے مخطوطات پاک و ہند کے کتاب خانوں میں آج بھی پائے جاتے ہیں کم از کم انھیں تو محفوظ کر کے لائق استفادہ بنایا جا سکتا ہے۔ یہ محکمۂ اوقاف کے ساتھ ساتھ اہلِ ثروت اور اہلِ علم کا بھی اوّلین فرض ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اس عظیم علمی ورثے کو ضائع ہونے سے بچائیں۔

Marfat.com

(۲)

شریعت وطریقت کے موضوع پر حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ سے منسوب ایک فارسی رسالہ ''روضات'' بھی سامنے آیا ہے۔ اس کا ایک خطی نسخہ ڈاکٹر ایوب قادری کے کتاب خانے میں موجود تھا۔ جسے کراچی کے ادارۂ تحقیق وتصنیف نے ۱۹۶۴ء میں پہلی بار اُردو ترجمے کے ساتھ ۲۳x۳۶/۱۶ کے سائز پر شائع کیا۔ اُردو ترجمہ مولوی ثناء اللہ ندوی کا کردہ ہے۔ آپ نے ترجمے کے علاوہ اس کے عنوانات بھی قائم کیے ہیں جس سے ایک ہی نظر میں کتاب کے مشمولات کا تعارف حاصل ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں آیات قرآنیہ کی تخریج، مفصل فہرست عنوانات اور بعض حواشی کے اہتمام سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

اس کتاب پر جناب مفتی انتظام اللہ شہابی نے مقدمہ تحریر کیا ہے۔ اپنے مقدمے میں موصوف نے ''اندازِ تحریر اور داخلی شہادت'' کی بناء پر اسے حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

حالانکہ اندازِ تحریر اور شہادت کلام ہی کی بناء پر اس کا حضرت شیخ محدث سے انتساب محلِ نظر معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں خارجی شواہد سے بھی مفتی صاحب کے دعوے کی تائید نہیں ہوتی۔

راقم الحروف نے اس گتھی کو سُلجھانے کے لیے ملک کے معروف اہلِ علم ۱☆ سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب تو اکثر علمائے کرام اور اسکالر حضرات کی نظر ہی سے نہیں گزری۔

۱☆ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (حیدر آباد)
جناب ڈاکٹر مسعود احمد (کراچی)
جناب پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی (لاہور)
جناب علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)
جناب ڈاکٹر عارف نوشاہی (اسلام آباد)
جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی (ساہن پال شریف)
جناب ڈاکٹر سفیر اختر (اسلام آباد)
جناب صاحبزادہ سیّد محمد زین العابدین شاہ راشدی (کراچی)
جناب پروفیسر خادم حسین قریشی (حیدر آباد)

Marfat.com

ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی اور پروفیسر خادم حسین قریشی کی رائے کے مطابق اسے مکرر شائع کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مجلس ہذا کے دیگر محترم احباب کے مشوروں کے پیشِ نظر بھی یہی طے پایا کہ اس رسالے کو مکرر شائع کیا جائے تاکہ اہلِ علم اس کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لے سکیں۔ سو اس غرض سے ''روضات'' کا اُردو ترجمہ مع فارسی متن اہلِ علم کی نذر کیا جارہا ہے۔ زیرِنظر اشاعت میں اُردو ترجمے کی ازسرِ نو مشینی کتابت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

اُمید ہے کہ ہماری مندرجہ ذیل معروضات کے پیشِ نظر محققین حضرات اس کتاب کا تحقیقی مطالعہ کریں گے اور اپنی وقیع رائے سے ہمیں ضرور مطلع فرمائیں گے۔

اب احقر ''روضات'' کے سلسلے میں چند معروضات نکات وار بیان کرنے کی جسارت کرتا ہے:

- حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کی کسی فہرستِ تصانیف میں اس رسالے کا تذکرہ نہیں ہے۔
- حضرت شیخ محدث کے سوانح نگاروں [مثلاً منشی برکت اللہ ھٹی مؤلف مرأۃ الحقائق۔ سیّد محمد قادری مؤلف تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اور پروفیسر خلیق احمد نظامی مؤلف حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی] نے اپنی تالیفات میں اس رسالے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں دی ہے۔
- زیر بحث رسالے کا کوئی دوسرا خطی نسخہ بھی (کم ازکم ہماری محدود معلومات کے مطابق) اب تک دریافت نہیں ہوسکا۔
- زیرِنظر رسالہ ۱۲۵۷ھ کا مخطوطہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دور حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کے زمانے (۹۵۸ھ۔۱۰۵۲ھ) سے بہت بعد کا ہے۔
- اس رسالے کے بارے میں اب تک کوئی ہم عصر شہادت بھی دستیاب نہیں ہوسکی۔
- حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات کے آغاز یا اختتام پر بالعموم آپ کا نام نامی اسمِ گرامی ضرور ہوتا ہے بہ استثنائے چند مثلاً ''شرح فتوح الغیب'' اور ''رسالہ نوریہ سلطانیہ'' کے۔ حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ نے ''شرح فتوح الغیب'' کے آغاز میں اپنا نام اس لیے نہیں لکھا کہ وہ اسے خلاف ادب سمجھتے تھے جیسا کہ خود آپ نے تحریر بھی کیا ہے۔ اور ''رسالہ نوریہ سلطانیہ''

Marfat.com

میں اس لیے اپنا نام نہیں لکھا کہ بادشاہ اسے پسند نہیں کرتے تھے کہ جو کتاب ان کو مخاطب کر کے لکھی جائے اس کے آغاز میں مُصنّف اپنا نام تحریر کرے۔

□ کتاب کا اسلوب ہی جناب مفتی انتظام اللہ شہابی کے دعوے کی نفی کرتا ہے۔ جیسا کہ شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کی بحث کے دوران ''روضات'' میں اختیار کیا گیا ہے۔ یہ طرز نگارش شیخ صاحب کا نہیں ہے۔ اس بات کا ثبوت تصوّف کے موضوع پر ان کی مشہور کتابوں مثلاً ''مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین'' اور ''تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوّف'' کے تقابلی موازنے سے بھی مل جاتا ہے۔

□ حضرت شیخ محقق ومحدث علیہ الرحمہ کے حجاز مقدس تشریف لے جانے سے قبل کی فہرست کتب پر نظر ڈالی جائے تو اس میں ''روضات'' کا کہیں ذکر نہیں ملے گا اور حجاز مقدس سے واپسی کے بعد خود آپ کی مرتبہ فہرست کتب، بعنوان ''تالیف قلب الالیف بذکر فہرس التوالیف'' جو مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۰۹ھ میں شائع ہو چکی ہے (بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۰۲) میں بھی اس کتاب کا ذکر نہیں ہے۔

کتاب کے بعض مباحث تو ایسے ہیں جن پر گفتگو کرنے سے آپ کے شیخ ومربی حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قدس سرہٗ نے سختی سے منع فرمایا تھا مثلاً وحدۃ الوجود، تجدّد امثال، اعیان ثابتہ اور تنزلات ستہّ وغیرہ، اس لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ ان مسائل پر گفتگو فرماتے جب کہ ''روضات'' میں ان مسائل پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

□ حضرت شیخ محدث نے اپنی تصنیفات میں جا بجا بر محل اشعار کا استعمال کیا ہے جو زیادہ تر آپ ہی کی فکر عالی کا نتیجہ ہوتے ہیں کیوں کہ آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے علاوہ ازیں ان اشعار میں کوئی نہ کوئی ایسا شعر بھی نظر آ جاتا ہے جس میں آپ کا تخلص ''حقی'' کا استعمال کیا گیا ہو۔ لیکن ''روضات'' میں کہیں بھی آپ کے تخلص ''حقی'' کا استعمال نہیں ہوا ہے۔ اگر چہ اس کتاب میں بھی جا بجا اشعار درج ہیں مگر وہ دیگر شعراءؔ مثلاً حافظؔ، جامیؔ وغیرہم کا کلام ہے چونکہ کئی مقام پر شاعر کا نام نہیں دیا گیا لہٰذا شاعر کے بارے میں یقین سے کہنا مشکل ہے۔

□ اس کتاب میں بعض اقوال صوفیہ کو بطور احادیث پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ حضرت شیخ

Marfat.com

محقق علیہ الرحمہ ایسا صاحب النظر محدث ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔

اگر ہم حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کے طریقۂ تحقیق و تالیف پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ زیر تحقیق مسئلے کے بارے میں تمام مشہور احادیث و روایات کو زیر بحث لاتے ہیں۔ راویان حدیث اور ان کی اسناد پر مشاہیر محدثین کی رائیں پیش کرتے ہیں اور پھر آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن اس رسالے میں کہیں ایسا نظر نہیں آتا۔

☐ رسالے کے شروع میں یا آخر میں کہیں بھی مصنف کا نام درج نہیں ہے۔ صرف کاتب نے آخر میں شیخ محدث کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> ''بحمد اللہ علیٰ نعماۂ واحسانہ و(ن) علی رسولہ محمد والہ واصحابہ کہ نسخہ اوصاف من تصانیف عارف کامل عالم باعمل شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بخط ناقص بندہ عبدالحسین مودودی بروز پنجشنبہ تاریخ نوزدہم شہر ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ بعرصۂ اختتام رسید۔ نقل را کتابت زہدہ صلحائے اہان عمرہ (۰۰۰ن) والاشان محمد وارث علی خاں۔ بہادر اعلیٰ اللہ۔''

کاتب روضات نے خدا جانے دانستہ یا نادانستہ یہ غلطی بھی کی ہے کہ اپنے پیشِ نظر نسخے کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے، جس سے ماخذی نسخے کا پتا مل سکتا تھا۔ کاتب کی اسی عبارت کو جناب مفتی انتظام اللہ شہابی نے اپنے مندرجہ ذیل دعوے کی بنیاد بنایا ہے۔

> ''انداز تحریر اور داخلی شہادتوں کی بناء پر اس رسالے کو حضرت شیخ کی تصانیف میں شمار کرنا چاہیے''۔

لیکن اس ضمن میں انھوں نے کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جو ان کے دعوے کی دلیل بن سکے۔ کتاب کے مشمولات کا بہ لحاظ صحت تجزیہ کرنا ایک علاحدہ اور مستقل موضوع کا متقاضی ہے۔ لیکن سردست سوال یہ ہے کہ کہیں اس کے انتساب میں غلطی تو نہیں ہوئی؟

☐ کہیں روضات کے مصنف کوئی اور عبدالحق تو نہیں؟ جیسا کہ ایک عبدالحق کا ذکر تو خود حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدراج النبوۃ میں یوں کیا ہے:

''امام عبدالحق اکابر آئمہ حدیث میں سے ایک فرد ہیں انھوں نے اپنی کتاب احکام صغریٰ،

Marfat.com

میں صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔۰۰۰ الخ (۱☆)

اپنے اسی خیال کے پیشِ نظر ہم نے میر غلام علی آزاد بلگرامی کے تذکرۂ علماء وصوفیائے پاک و ہند یعنی "مآثر الکرام" کو کھنگال ڈالا مگر "روضات" اور اس کے مُصنّف کا پتا نہیں مل سکا۔ اسی جستجو میں ہم نے نزہۃ الخواطر کی بھی تین جلدیں (۵، ۶ اور ۷) دیکھ ڈالیں، جو گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کے ہندوستانی علماء و فضلاء کے تذکرے پر مشتمل ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے مقصد میں یہاں بھی کام یابی حاصل نہیں ہوئی۔ صرف ساتویں جلد، جو تیرہویں صدی ہجری کے علماء سے متعلق ہے، میں مندرجہ ذیل چار عبدالحق نام کے علماء اور ان کی تصنیفات و تالیفات کا تذکرہ ملتا ہے:

۱۔ الشیخ عبدالحق الطوکی۔ (الفقیہہ الحنفیۃ) ۳۔ الشیخ عبدالحق بنارسی محدث مجتہد (غیر مقلد)

۲۔ الشیخ عبدالحق رام پوری۔ (ایضاً) ۴۔ مولانا عبدالحق گوپاموی معروف فاضل (۲☆)

لیکن "روضات" کا ذکر کسی عبدالحق کی فہرستِ تصنیفات و تالیفات میں نہیں ہے۔ مختصراً یہ کہ اس کوشش ناتمام کے ذریعے ہم نے اپنے جن معروضات کے اظہار کی جسارت کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ "روضات" کے اصل مُصنّف کا علم ہو سکے اور اس تصنیف کو اس کا حقیقی مُصنّف مل سکے۔ اس طرح حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کے مُحقّق علمی اور دینی نظریات کے سلسلے میں کسی متوقع خلطِ مبحث سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

ہمیں اُمید ہے کہ اہلِ تحقیق اس ہیچمدان کی ان چند بے ترتیب معروضات کو لائق اعتنا سمجھتے ہوئے ضرور توجہ فرمائیں گے۔

مغفرتِ رب اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا اُمیدوار

احقر: شاہ انجم بخاری عفی عنہ،

☆۱ مدراج النبوۃ، جلد دوم، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم: مولانا عبدالمصطفیٰ محمد اشرف نقشبندی، مکتبۂ اسلامیہ لاہور، سنہ ندارد۔ ص ۱۹۔

☆۲ "نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر" (عربی) از عبدالحیٔ ندوی، القرن الثالث عشر، طبع اوّل، حیدرآباد دکن، ۱۹۵۹ء، ص ۲۳۹ تا۔۔۔

Marfat.com

پروفیسر خادم حسین قریشی

رسالہ روضات پر ایک نظر

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے منسوب رسالہ ''روضات'' کو شایع کرنے سے پہلے، مجلس کی طرف سے اس کی نقول چند ماہرین کے ملاحظہ کے لیے پیش کی گئیں۔ راقم نے بھی کتاب کا تفصیلاً جائزہ لیا، راقم الحروف کو متعدد داخلی شواہد کی بنا پر شیخ صاحب سے اس کتاب کا انتساب مشکوک نظر آتا ہے، کیونکہ اس کے مندرجات کا اسلوب بیان شیخ صاحب کے طرز نگارش سے مختلف دکھائی دیتا ہے۔ (اس کی تفصیلات پروفیسر شاہ انجم بخاری صاحب کے پیش کردہ معروضات میں دیکھیں)۔ راقم کے لیے سب سے زیادہ چونکا دینے والی بات یہ تھی کہ احادیث نقل کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیا گیا اور اقوال صوفیہ اور موضوع احادیث کو مستند احادیث کے زمرے میں داخل کر کے ان کو بلا جرح و تعدیل بے دھڑک قول رسول اللہ ﷺ کہہ کر پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ شیخ صاحب کا طریقہ یہ نہیں ہے۔ وہ روایات نقل کرنے میں حد درجہ محتاط واقع ہوئے ہیں اور ان کی تصانیف شاہد ہیں کہ وہ موضوع روایت بلا جرح کے نقل نہیں کرتے اور ضعیف روایت نقل کرتے

Marfat.com

وقت اس کا صحیح و سقم اور جرح و تعدیل ضرور بیان کرتے ہیں۔اس لیے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ شیخ صاحب ایسے محدث، موضوع روایت سے واقف نہ ہوں اور موضوع روایات کو مستند بتائیں اور اقوال صوفیہ کو حدیث بنا کر بیان کریں۔اس عقدے کو حل کرنے کے لیے کتاب میں موجود احادیث کو جانچا گیا تو معلوم ہوا کہ سوائے چند کے اکثر احادیث یا تو ضعیف ہیں یا موضوع۔اس ضمن میں چند معروضات پیشِ خدمت ہیں:

صاحب ''روضات'' کا دعویٰ ہے کہ:

''وآنچہ درین رسالہ درج نمودہ شد بے سندے از آیت یا حدیث یا قول مشائخ نیست (ص۔۲۰)''۔

اوّل تو اس قسم کا دعویٰ شیخ صاحب جیسے متواضع اہلِ علم نے کبھی نہیں کیا اور دوسرا یہ کہ یہ دعویٰ بوجوہ محلِ نظر ہے۔کیونکہ رسالے میں نہ صرف ضعیف روایات موجود ہیں بلکہ اس میں بعض موضوع روایات بھی درج ہیں۔ مثلاً جیسے حدیث:

"من تشبه بقومٍ فهو منهم" (ص۔۶۱)

اس حدیث کی سند میں کلام کیا گیا ہے۔علامہ طاہر پٹنی ''تذکرۃ الموضوعات'' میں لکھتے ہیں کہ:

"سنده ضعيف ۰ ۰ ۰ فيه حفص بن سالم مكذب دجال" (ص۔۱۹۳)

یعنی اس کی سند ضعیف ہے اور اس کی سند میں حفص بن سالم جیسا مانا ہوا جھوٹا دجال موجود ہے۔اب یہ کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ شیخ صاحب اس روایت کے ضعف سے ناواقف تھے لہٰذا انھوں نے اس کو مستند روایت کے طور پر بیان کردیا ہو۔اسی طرح ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

'حدیث نبوی ﷺ کہ "رأيتُ ربّي في ليلة المعراج امرد شابّ" (ص۴۵)
(میں نے اپنے ربّ کو معراج کی رات بے ریش نوجوان کے روپ میں دیکھا)۔

اصل میں یہ روایت اس طرح ہے کہ "رايت ربي في صورة شابّ امرد"۔اس کے بارے میں ملاعلی قاری ''الموضوعات الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں کہ:

"أن حديث ۰ ۰ ۰ دائر على ألسنة عوام الصوفيه وهو موضوع مفترى

Marfat.com

علی رسول اللہ ﷺ (ص۔۱۲٦)"۔

(یہ حدیث عامی صوفیہ میں زبان زد عام ہے اور یہ بات من گھڑت اور رسول اللہ ﷺ پر تہمت لگانے والی ہے)

اسی طرح ایک اور مقام پر ایک مجہول روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ترك الدنيا رأس كل عبادة وحب الدنيا رأس كل خطئية (ص۔۲۲)"

اس ہئیت پر یہ حدیث کہیں بھی نہیں ملتی بلکہ اس کا نصف آخر "حب الدنیا رأس کل خطئية" حدیث کے طور پر کتب احادیث میں موجود ہے اس کے بارے میں ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"قال بعضهم موضوع و منهم ابن تیمیه حیث جزم بأنه من قول جندب البجلّی ۰۰۰ وهو عند ابی نعیم فی ترجمة سفیان الثوری من "الحلیه" من قول عیسیٰ علیه السلام، وعند ابن ابی الدنیا فی "مکاید الشیطان" له من قول مالك بن دینار (من ۱۰۸۔۱۰۹)

یعنی "بعض لوگوں نے اس کو من گھڑت کہا ہے اور ابن تیمیہ بھی ان میں شامل ہیں۔ اس کو ہر جگہ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سمجھا گیا ہے اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت سفیان ثوری کے ذکر کے دوران اس قول کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول کہا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے "مکاید الشیطان" نامی کتاب میں اس کو حضرت مالک بن دینار کا قول کہا ہے"۔ اصل میں اس حدیث کو امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں۔ بسند حسن حضرت حسن بصری سے مرسلاً نقل کیا ہے اور دیلمی نے اپنی مسند میں بغیر اسناد کے اسے حدیثِ حضرت علی بن ابی طالب کے طور پر نقل کیا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مرسل روایت جمہور کے نزدیک حجت ہے اگر اس کی سند صحیح ہو، اور اگر اسناد کی تصریح نہ ہو تو وہ روایت بیشک موضوع ہے۔ راقم یہ سمجھتا ہے کہ حضرت شیخ جیسے محدث اس کو بلا سند اور غلط ہئیت پر ہرگز بیان نہیں کرتے اور اگر کرتے تو اس کا صحیح و سقم اور جرح ضرور بیان کرتے جیسا کہ ان کا طریقہ ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ایک مشہور قول صوفیہ "موتوا قبل ان تموتوا" کو حدیث بنا

Marfat.com

کر پیش کیا ہے (ص۔۳۱) اس قول کے بارے میں ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قلت: العسقلانی انه غیر ثابت ... قلت هو من کلام الصوفیه (ص۲۶۴)۔

بات اگر اس حد تک بھی رہتی تو شاید قابلِ برداشت ہوتی اور شک کا فائدہ مصنف کو دیا جا سکتا تھا، مگر اب جس قول کا ذکر راقم کرنے جا رہا ہے اور جسے صاحب ''روضات'' نے قول رسول اللہ ﷺ کہہ کر پیش کیا ہے۔ وہ بلحاظ درایت ہرگز اس قابل نہیں کہ حضرت محدث دہلوی ایسے بلند پایہ عالم ربانی اسے حدیث رسول کے طور پر بیان کرتے۔ وہ لکھتے ہیں:

''حضرت سرور ﷺ فرمود کہ:

الشریعة اقوالی و الطریقة افعالی و الحقیقة احوالی (ص۔۳۶)''۔

یہ قول اپنی شہادت خود دے رہا ہے کہ وہ کسی طرح بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔ کیوں کہ عہدِ رسول وصحابہ وتابعین میں حضور ﷺ کے تمام اقوال، افعال اور احوال صرف شریعت ہی کے ضمن میں سمجھے جاتے تھے نہ تو شریعت وطریقت کا فرق تھا اور نہ ہی طریقت وحقیقت کی اصطلاحات موجود تھیں یہ شریعت، طریقت اور حقیقت کی درجہ بندی صوفیہ نے کی ہے ان کا خیر القرون میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔

ان معروضات کی روشنی میں جب کتاب کو پرکھا جاتا ہے تو ایک طرف مصنف کا یہ دعویٰ صحیح نظر نہیں آتا، جس میں انھوں نے مستند احادیث نقل کرنے کی بات کی ہے، تو دوسری طرف ان دلائل کے پیشِ نظر، حضرت شیخ محدث دہلوی سے اس کتاب کی نسبت مشکوک قرار پاتی ہے۔

بہر حال کتاب چونکہ حضرت شیخ محدث دہلوی سے منسوب ہے اور تا حال اس کا صرف ایک ہی مخطوطہ دستیاب ہوا ہے اس لیے راقم، پروفیسر شاہ انجم بخاری صاحب کی رائے سے متفق ہے کہ اس کو مزید تحقیق اور حقیقت سے آگاہی کے لیے بعض توضیحات وتحفظات کے ساتھ شایع کیا جائے، تا کہ اس کتاب کا اصل مصنف سامنے آ سکے۔ کیوں کہ یہ مجلس کی ذمہ داری ہے کہ شیخ صاحب سے منسوب تصانیف وتالیفات کی جانچ پڑتال کرے اور اصل حقائق سے لوگوں کو آگاہ کرے۔

کتابیات: الموضوعات الکبریٰ (عربی) از ملا علی قاری۔ تذکرۃ الموضوعات (عربی) از محمد طاہر بن علی آلہندی الفتنی۔ رسالہ روضات (فارسی۔ اُردو) منسوب بہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔

Marfat.com

مقدمہ

از جناب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبرآبادی

مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں دینی اُفق پر جس قدر تیرگی چھائی اتنے ہی زیادہ روشن ستارے اس اُفق پر نمودار ہوئے، یہ وہ انجم درخشاں تھے جن کی تابانی وضوفشانی سے آج بھی دل کی دنیا منور ہے، ان کواکب علم وعرفان میں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کی ذات گرامی تو نیر اعظم کی حیثیت رکھتی ہے، ان کے بعد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا درجہ ہے جو علوم و معارف کے مہ کامل تھے، آپ نے اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے دور میں جو گرانقدر علمی خدمات انجام دیں وہ محتاج بیان نہیں، آج بھی آپ کی کئی کتابیں علماء اور صوفیہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق، سلیم شاہ سوری کے دور حکومت میں ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے اور ایک طویل عمر پاکر اور تین مغل شہنشاہوں کے زمانہ میں علم اور عرفان کی روشنی برصغیر کے مختلف گوشوں میں پھیلا کر شاہجہاں کے سولھوں سال جلوس میں ۲۸۔۲۹ر جون ۱۶۴۲ء کی درمیانی شب میں فوت

Marfat.com

ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سیف الدین تھا، وہ قادری سلسلہ میں منسلک اور نظریہ وحدت الوجود پر اعتقاد رکھنے والوں میں سے تھے، اس کے ساتھ ساتھ ان کو علوم ظاہری میں بھی تبحر حاصل تھا۔ حضرت شیخ کی تعلیم وتربیت ان ہی بزرگ باپ کی نگرانی میں ہوئی، شروع ہی سے آپ علم کے اس درجہ شیدائی تھے کہ والد کے منع کرنے کے باوجود آدھی، آدھی رات تک مطالعہ کتب میں لگے رہتے تھے اور لہو ولعب میں اپنے وقت عزیز کو ضایع نہیں کرتے تھے۔

حضرت شیخ نے ۲۰۔۲۲ سال کی عمر تک تحصیل علم دہلی میں رہ کر کی، بعدہٗ فتحپور سیکری تشریف لے گئے اور وہاں کئی علماء وصلحا سے فیضیاب ہوئے، وہیں کے قیام میں قرآنِ مجید حفظ کیا۔ ۱۵۸۷ء میں حرمین شریفین گئے اور وہاں شیخ عبدالوہاب متقی سے اکتساب فیض کیا۔

علوم باطنی میں آپ پر متضاد اثرات پڑے، باپ سے وحدۃ الوجود کا نظریہ ملا، شیخ عبدالوہاب متقی سے وہ سلوک حاصل کیا جو شریعت کا کلیتاً تابع تھا، بعدہٗ حضرت باقی باللہؒ کی صحبت میں رہ کر نقش بندی مسلک سے متاثر ہوئے، ان مختلف اثرات کا نتیجہ تھا کہ حضرت شیخ کے مسلک میں بڑی حد تک اعتدال وتوازن کی کیفیت پیدا ہوگئی، اور یہی اثرات آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ دوسروں تک پہنچائے۔

زمانہ طالب علمی ہی سے حضرت شیخ کا میلان طبع تصنیف وتالیف کی جانب تھا، چنانچہ آپ کی مشہور کتاب ''اخبار الاخیار'' جو برصغیر کے اولیاء کا ایک مستند تذکرہ ہے، طالب علمی کے زمانہ میں لکھی گئی تھی۔ اس کے علاوہ کتاب الصالحین اور ایک دو رسالے بعض اور موضوعات پر بھی اسی زمانہ میں ترتیب دیئے گئے تھے۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تصنیف وتالیف کے کام کو نہایت باقاعدگی سے انجام دینا شروع کیا، اور آخر تک اس شغل کو جاری رکھا، آپ کی چھوٹی بڑی تمام تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے، ان میں اخبار الاخیار کے علاوہ دیگر اہم تصانیف لمعات فی شرح مشکوۃ (عربی) اور اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ (فارسی) علم حدیث سے متعلق، مدارج النبوۃ سیرۃ الرسول کے موضوع پر، جذب القلوب فی دیار المحبوب مدینہ کے تاریخی حالات کے بارے میں شرح فتوح الغیب حضرت غوث اعظم کے ارشادات کی توضیح وتشریح میں اور زاد المتقین الیٰ طریق

138526

Marfat.com

الیقین ان شیوخ واساتذہ کے حالات پر مشتمل ہے، جن شیوخ واساتذہ سے حضرت شیخ سفرحجاز کے دوران فیضیاب ہوئے تھے، آپ کی بہت سی کتابیں شایع ہوچکی ہیں۔ بعض کے ترجمے اُردوزبان میں بھی ہوگئے ہیں، مثلاً: اخبار الاخیار کا ترجمہ، انوار صوفیہ اور جذب القلوب فی دیار المحبوب کا تاریخ مدینہ کے نام سے ہوا ہے۔

اب بھی بعض کتابیں ایسی ہیں جو زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئیں، حالانکہ اُن کی افادیت و اہمیت سے انکار نہیں ہوسکتا۔ ان ہی میں ایک رسالہ روضات ہے جو اس وقت ادارۂ تحقیق وتصنیف کی جانب سے فارسی متن مع اُردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے، اس رسالہ کا موضوع شریعت وطریقت ہے۔ حضرت شیخ نے ان دونوں چیزوں پر سیر حاصل بحث کی ہے اوران کے ربط باہمی کو واضح کیا ہے۔ یہ موضوع اس لیے اور بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں کو چھوڑ کر ہر زمانہ میں اس میں افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے اوراس لیے بہت سے خام کار جادہ اعتدال سے بھٹک کر یا تو زندقہ میں مبتلا ہوگئے یا صرف صورت ظاہر کو اپنا کر باطنی احوال کو برابر نظر انداز کرتے رہے جس کی وجہ سے اپنے اندر روحانیت اور حسن اخلاق نہ پیدا کرسکے، یوں تو اور بھی بزرگوں نے اس موضوع پر لکھا ہے تاہم حضرت شیخ نے جس انداز سے اس کو پیش کیا ہے اس کی وجہ سے یہ بحث بے حد مؤثر ہوگئی ہے۔

اس رسالہ کو حضرت شیخ کی تصانیف میں شمار کرنے کے لیے داخلی شہادتیں موجود ہیں۔ اس کا انداز نگارش اور مضمون کا رنگ ڈھنگ ہی بتارہا ہے کہ یہ اسی ولی کامل اور عالم باعمل کے قلم کی تراوش ہے۔

اس کے علاوہ جس قلمی نسخہ کی یہ نقل پیش کی جارہی ہے (۱) اس کے آخر کی عبارت سے جو درج ذیل ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حضرت شیخ کی تصنیف ہے۔

بحمد اللہ علیٰ فضلہ واحسانہ وعلیٰ رسولہ محمد والہ اصحابہ کہ نسخہ روضات من تصانیف عارف کامل، عالم باعمل شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بخط ناقص بندہ

(۱) اس کتاب کا قلمی نسخہ محمد ایوب قادری صاحب کے کتب خانہ میں محفوظ تھا، اسی نسخہ کو ادارہ کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے۔

Marfat.com

عبدالحسین مودودی بروز پنجشنبہ نوزدہم شہر ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ، بعرصۂ اختتام رسید۔

چونکہ حضرت شیخ کی اس تصنیف کا علم بہت کم لوگوں کو تھا اور یہ رسالہ مخطوطہ کی صورت میں ہونے کی وجہ سے اکثر و بیشتر شائقین کی دسترس سے باہر تھا، نیز فارسی زبان میں ہونے کے سبب ہر شخص کے لیے قابلِ فہم بھی نہیں تھا۔ اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ ادارہ تحقیق وتصنیف کی جانب سے اس کو طبع کرا کر عام کر دیا جائے اور ترجمہ وحواشی کا اضافہ کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ آدمی اس سے فیضیاب ہوسکیں۔

اس کام کی انجام دہی ادارہ کے رکن جناب ثناء اللہ صاحب ندوی کی توجہ اور محنت کی رہین منت ہے، اول تو ترجمہ کا کام جس قدر آسان سمجھا جاتا ہے اتنا آسان نہیں ہے، دوسرے شریعت وطریقت کی جو بحثیں اس میں کی گئی ہیں ان کو اصل روح کے ساتھ دوسری زبان میں بیان کر دینا خود ایک دشوار مرحلہ ہے، لیکن رفیق محترم ثناء اللہ صاحب نے جو ایک صاحب علم وفضل ہستی اور ادارہ کے ایک خاموش مگر مستعد کارکن ہیں اس کام کو آسان کر دیا ہے اور ترجمہ نہایت سلیس زبان میں کر کے کم استعداد لوگوں کے لیے بھی اس کو قابلِ فہم بنا دیا ہے، پھر مشکل مقامات کو حواشی کے ذریعہ واضح کر دیا ہے، اصل کتاب میں اس زمانہ کے رواج کے مطابق ذیلی عنوانات نہیں دیے گئے تھے۔ مترجم ومرتب نے ترجمہ میں اس کمی کو بھی پورا کر دیا ہے، ذیلی عنوانات کوئی رسمی چیز نہیں، بلکہ ان سے اصل عبارت کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے اور لمبی چوڑی عبارت کا خلاصہ چند الفاظ میں معلوم ہو جاتا ہے ایسی علمی اور کسی مخصوص فن سے متعلق کتابوں کے لیے یہ چیز اور بھی ضروری ہے۔
بہر حال رسالہ ہذا کو حضرت شیخ کی نگارشات کا ایک نادر نمونہ سمجھتے ہوئے بہتر سے بہتر شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، خدا کرے قارئین اس سے پوری طرح مستفید ومتفع ہوسکیں اور یہ لوگوں کو افراط وتفریط سے بچا کر جادۂ اعتدال پر چلانے کا موجب بن سکے۔

انتظام اللہ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ

روضہ روضات

مقدمہ

حمد:

دائمی تعریف اور تمام احسانات فضل وکرم کرنے والے مالک کے ہیں جس نے ازل ہی میں اس مشتِ خاک پر انعام کا دروازہ کھول دیا۔ محض اپنے لطف وکرم سے ایمان کی نعمت اطاعت وعبادات کی جزا کے ساتھ جس کو چاہا عطا فرمایا اور نیک بخت مومنوں کو یُحِبُّهُم وَيُحِبُّونَه کے جذبے سے بے خود کیا اور دردمند عاشقوں کو وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ کے وعدہ سے مستظہر فرمایا اور کامیاب وصل اولیاء کو فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ کی ابدالآباد تک بڑھتی رہنے والی دولت سے بامراد کیا۔

شکر ما را انتہا و نعمت بے منتہا: کے شود بے منتہا ئے را مقابل منتہا (۱)

---

(۱) نعت کی اُردو عبارت کاتب سے لکھنے سے رہ گئی ہے۔ اصل فارسی میں ملاحظہ کر لی جائے۔

Marfat.com

منقبت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یار غار سر حلقۂ اصحاب کبار افضلِ مہاجرین و انصار غواض دریائے قضا سیاح صحرائے بقا سالکِ راہ تحقیق ابوبکر صدیق اور امام عادل و بدر کامل، ناصر دین وملّت وقامع کفر و بدعت گرم روراہ تجدید محرم اسرار توحید، مجاور ممبر ومحراب امیر المومنین عمر ابن خطاب اور معدن حلم وحیا منبع جود وسخا مقبول درگاہ شہید صبغتہ بحر محیط علم وعرفاں مخصوص الحیاء من الایمان امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور شجاع میدان جہاد، قاتل اہل کفر وعناد صدر نشین مسندِ فقر وتقویٰ سلطان مملکت توکل ورضا شیر بیشہ رضی اللہ عنہ امام طریق مبین مفتاح کنوز مطالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سلام یہ چاروں دین میں رسول خدا کے یار ہیں۔ ہر ایک ایمان ویقین میں کامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے بحر دین کے گوہر بے بہا ہر ایک راہ خدا کی دوربین اور شمعِ رسالت کا نور ہے۔ رسولِ خدا کے خلیفہ اور شریعت میں امام ہدیٰ ہیں، یہ لوگ بحر ذات میں مستغرق، خدا کے عاشق اور رسول کے دوست ہیں۔ ظاہری اور باطنی برائیوں سے پاک، خانۂ شریعت کے چارستون ہیں۔ جس کے دل میں ان کی محبت نہ ہوگی اس سے خدا کے رسول بیزار ہوں گے اور خدا کا رسول جس سے بیزار ہوا اس مردود کا ٹھکانا جہنم ہے۔

مناجات:

اے خدا ہمارے دلوں کو اغیار سے بچا۔ غیر اللہ سے ہمارا دلی لگاؤ باقی نہ رکھ۔ اپنی محبت سے ایسا سرشار فرما کہ آپے کا ہوش نہ رہے اور اپنی رحمت سے ایسا نواز کہ دولت دین سے شادکام ہو جاؤں۔ راہ شریعت پر چلنے کی قوت اور اپنے حبیب کی پیروی کی استقامت سے بہرہ ور فرما۔ ہمیں اپنے حال پر نہ چھوڑ اور دونوں جہاں میں ہمارے کام اپنی رحمت کے حوالے کر۔

فصل:

یہ رسالہ چند دقیقوں پر مشتمل ہے۔ حق بین طالبانِ حق کی صحیح رہنمائی اور بُعد وحجاب کے اسباب کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ اولیاء کے اقسام کا امتیاز عرفا و ملاحدہ کے عقائد کا فرق اور

Marfat.com

شریعت کے ساتھ طریقت کے اتحاد کا بیان ہے اور چند دقیقے خدا کی صفت کے بیان میں ہیں۔

سبب تالیف کتاب:

اگر چہ دل کی صفائی اور وجد و حال کے حصول کے بغیر اسرار توحید کا سمجھنا ناممکن ہے اور عقل کی زبان اس کی کیفیت بیان کرنے سے عاجز ہے لیکن چوں کہ بعض کم ہمت وجد و حال کے درجہ تک نہیں پہنچ سکے اور ظاہر و باطن کا اتحاد چشم بصیرت سے نہ دیکھ سکے لہٰذا شریعت و حقیقت کو مخالف سمجھ کر شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور علماء و عرفاء کو ایک دوسرے کا مخالف سمجھ کر پریشان ہوتے ہیں بعض لوگ عارفوں سے عقیدت رکھتے ہیں اور علماء کے عقائد کے منکر ہو کر ملحدوں کے گروہ میں شمار ہوتے ہیں اور بعض علماء کے معتقد اور صوفیوں کے منکر ہو کر ان اندھوں میں شامل ہو جاتے ہیں جن کی شان میں آیا ہے کہ:

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ۝

(جو اس دنیا میں بے بصیرت ہیں وہ آخرت میں بھی بے بصیرت ہوں گے)

چنانچہ جہاں تک ممکن تھا علم حقیقت اور شریعت کی مطابقت کے لیے چند رموز بیان کیے گئے ہیں تا کہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے قائل اور معتقد ہو کر متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے کا انکار نہ کریں، شریعت و طریقت کو ایک سمجھیں اور ایک کو دوسرے کا مخالف نہ خیال کریں۔ توفیق اللہ کے ہاتھ ہے۔

رسالہ کا نام و خصوصیات:

اس رسالہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ بے سند نہیں ہے بلکہ ہر بات قرآن و حدیث یا مشائخ کے اقوال کی سند و دلیل سے بیان کی گئی ہے۔ طالبانِ راہ تحقیق کے لیے ہر نکتہ ایک باغ ہے جو ہدایات کے ثمرات سے پُر ہے اس لیے اس کا نام روضات رکھا گیا ہے۔

روضۂ دُنیا کی حقیقت:

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۝ [دنیا کی زندگانی (بچوں) کا کھیل اور

Marfat.com

(دیوانوں) کی جولان گاہ ہے]۔

میرے عزیز! دنیا ایک ویرانہ ہے اور زندگی پل پر بنے ہوئے ایک مکان کی طرح ہے اس کی خوشی وغم دونوں ناپائیدار، اس کے رنج وراحت محض خواب وخیال، دنیا کی محبت پر پھولنا گمراہی اور اس کا غم کرنا نری نادانی ہے۔

رُباعی

دریں سرائے فنا بنگر سرسری ہیچ است | غم گدائے و فخر توانگری ہیچ است
بچشم عقل بنگری جہاں خوب است | بخواب شادی وغم ہر چہ بنگری ہیچ است

دُنیا کی ابتدا و انتہا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وَسَلَّمُ الدنیا اولُھا بکاو اوسطھا عنا و آخرھا فنا.

ترجمہ:

"رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی ابتدا گریہ۔ اس کا بیچ کا زمانہ رنج وغم اور اس کی انتہا فنا ہے"۔

دل دنیا کے حوادث سے پیچ وتاب میں ہے اور کامیابی کیمیا کی طرح نایاب ہے۔ ہر مقصود سو ذلتوں پر موقوف اور ہر راحت ہزار ہا محنت پر منحصر ہے۔ ابھی آفتاب جمال نے جلوہ دکھایا اور ابھی ذرا سی دیر میں زوال پذیر ہوا ادھر بدر کمال ظاہر ہوا اور ادھر اس میں نقص پیدا ہوا۔ ہر ہنگامہ جسے گرم دیکھتے ہو یہ کچھ ہی دنوں میں ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ ہر چمن جو ہرا بھرا ہے تھوڑی مدت میں خزاں کے ہاتھوں مرجھا کر زرد ہو جائے گا۔ اس کی دولت سراب کی نمود اور اس کی زندگانی پانی کا نقش ہے:

جہاں چوں آب روانست و عمر یا جو حباب
وجود ماست چو عکسے کہ از حباب بود

آج دل جس کی محبت میں گرفتار ہے کل اسی کی جدائی سے 'فگار' آج جس کے وصل سے شاد کام ہے کل اسی کے فراق میں بے قرار ہوگا:

Marfat.com

گر چہ ہم صحبت بود صد بار
الفراق الفراق آخرکار

جس نے اس دنیا سے دل لگایا اس کے چھوٹنے کی فکر نے اس کا دل جلایا جس نے اس سے آس لگائی اس کی آنکھیں انتظار میں اشک بار رہیں۔ جو اس کے پیچھے بھاگا اس کو کبھی آرام نہ ملا۔ وہ بلند ہمت مطمئن رہا جس نے اس سے کنارہ کشی کی اس سے کوئی مطلب نہ رکھا دنیاوی جاہ و حشمت کے دھوکے میں نہ آیا اور اس کی نیرنگیوں کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا:

دنیا و طالبِ دنیا کی مثال: ہر بہارے کہ بدنبال خرابی وارد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّنیا جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ ؀

(ترجمہ) دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتوں کی مانند ہیں۔

جن کے دلوں میں دنیا کی محبت ہے وہ اس کے عیوب نہیں دیکھتے، یوں کہ محبوب کی برائیاں بھی محبوب ہوتی ہیں اور چاہنے والے کی آنکھیں اس کے عیوب پر نہیں پڑتیں۔ ہما کی طرح بلند ہمت بن کر مخلوق کی صحبت سے گریزاں ہو اور قناعت کے دروازے کا مرید بن، مکھی نہ بن کہ جو چیز سامنے آئی اسی پر بیٹھ گئی۔ پاک و ناپاک کا دھیان نہ رکھا۔

ترک دنیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَرکُ الدُّنیا رأس کُلِّ عِبادَۃٍ وَحُبُّ الدُّنیا رأس کُلِّ خَطِیئَۃٍ ؀

(ترجمہ) ترک دنیا ساری عبادتوں سے بہتر اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

میرے عزیز! راہ حق میں پہلا قدم ترک دنیا ہے اور اس سے مراد دنیا و مافیہا سے دل کا پاک ہونا ہے۔ اور ترک معنوی کا یہی مطلب ہے اگر اس کے ساتھ بہ ظاہر بھی دنیا ترک ہو جائے تو بہت بہتر اور افضل ہے اس لیے کہ معنوی اور صوری دونوں فقر اختیار کرنا رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے۔

میرے عزیز ہمت سے کام لے کر اس راہ میں قدم رکھ۔ ماسوا سے دل کو خالی کر۔ جب گھر فضول چیزوں سے بھرا ہوا ہو تو خالی کیے بغیر اس میں آرائش و زیبائش کے قیمتی سامان نہیں رکھ سکتے۔ جس

Marfat.com

بوتل میں شراب کثیف بھری ہو اس میں نفیس گلاب کیسے بھر سکتے ہیں۔ اگر گھر میں معزز مہمان کا استقبال کرنا ہے تو گھر کی صفائی ضروری ہے۔

ذریعہ نجات خدا کی اطاعت ہے:

انسان کی سعادت بخشش و احسان کرنے والے بادشاہ کی اطاعت میں ہے اور اس بادشاہ کی نافرمانی خسارے کا سودا۔ اس میں ایک نکتہ یہ ہے کہ اہلِ طلب میں سے کوئی شخص حصول مقصد کے لیے کوئی عمل کرتا ہے اگر کھلے یا چھپے اس میں شریعت کی مخالفت کی بو بھی آتی ہو تو اس عمل کے ذریعہ مقصد میں کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں بلکہ باغ مراد تک پہنچنا ناممکن ہے۔ ابلیس نے اپنے خیال میں آدم کو سجدہ نہ کرنے میں بھلائی دیکھی تھی اور غیر حق کے آگے سر جھانے میں اُس کو بے وفائی نظر آئی تھی لیکن اس کی یہ حرکت حکم خداوندی کے خلاف تھی اس لیے گمراہی اور لعنت ابدی کی وادی میں جا پڑا۔

نظم

پسند حق بود چوں بہترین راہ — پسند خویش کن ترک اندریں راہ

پسند حق ترا با حق سپارد — پسند تو ترا با تو گذارد

چو بجوئی خلاص از قید ہستی — چہ باشی پائے بند خود پرستی

طریقت شریعت کی وضاحت ہے:

راہ طریقت میں جو مشکل پیش آئے اور اس کے حکم کی کیفیت عقل سے معلوم نہ ہو تو شریعت سے اس کا حکم معلوم کرو۔ شریعت میں جو عقدہ عیاں ہے راہ طریقت و حقیقت میں اور واضح ہے اور اس کی حقیت معلوم ہو جاتی ہے۔ یعنی جو امر شریعت میں خوب ہے وہ طریقت میں محبوب ہے، اگر شریعت اسے پسند نہیں کرتی اور وہ بُرا ہے تو یہاں (طریقت میں) بھی مردود ہے۔ لِاَنَّ کُلَّ طَرِیْقَۃٍ رَدِیْنَۃُ الشَّرِیْعَۃِ فَھُوَ مَرْدُوْدٌ ○

Marfat.com

شریعت چراغ است ذرراہ دیں — منور ز نورش زمان وزمیں
کہ در ظلمت رہ بچشم خرد — ز نورش عیاں می شود نیک و بد

کافر و بدعتی کی معرفت تک رسائی نہیں:

طالب کو پہلے اپنے عقائد شریعت کے مطابق درست کرنا چاہئے اس کے بعد حق کی طلب میں مشغول ہونا چاہئے کیوں کہ بعض مرید اپنے پیروں کی خدمت میں رہ کر ریاضت ومحنت کرتے ہیں لیکن حصول مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے عقیدے میں فساد ہوتا ہے اور عقائد درست نہیں ہوتے اور اس فساد کے باعث ان کی محنت اکارت جاتی ہے اور ریاضت کا چمن پھلتا پھولتا نہیں، حکم شریعت کے خلاف عقیدہ رکھنا یا کفر ہے یا بدعت، اور کافر و بدعتی کی اللہ تعالیٰ کی معرفت تک رسائی نہیں اور سچا مومن ہرچند گنہ گار ہو مغفرت کا اُمیدوار ہے۔ حق تعالیٰ نے خوش نصیب طالبانِ سعادت کو اپنے محبوب کے طریقے کی طرف راہ نمائی فرمائی جو سب سے افضل و اولیٰ ہے اور اپنی پسندیدگی کا معیار رسول کی اطاعت کو قرار دیا۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تم کو محبوب رکھے گا۔'' (۱)

ناکامی کا سبب اطاعت رسول ﷺ میں کمی ہے:

بعض طالبانِ حق جو حصول مقصد سے محروم رہے ان کے مقبول نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ پیروی رسول میں انھوں نے تقصیر کی دراصل خلاصۂ کائنات ﷺ کی اتباع کے بغیر حق کی طلب اور محبت ناممکنات میں سے ہے۔ جس کو یہ سعادت حاصل ہوئی وہ اسی اطاعت و پیروی کی برکت سے حاصل ہوئی ہاں فرائض اور واجبات میں اطاعت، جذبۂ محبت اور طلب کے ظہور کا باعث ہے اور مسنونات اور مستحبات کی اتباع برآری مقصد و ذوق، شوق کی فراوانی کے لیے اکسیر۔ حدیث قدسی ہے۔ کہ بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے اتنے قریب ہو جاتا ہے کہ اس بندہ کو اپنا دوست بنالیتا ہوں اور جب میں اس کو دوست بنالیتا ہوں تو میں اس بندے کی شنوائی، گویائی اور بینائی بن جاتا ہوں وہ

(۱) اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی الخ (پارہ ۳، سورۃ العمران، آیت ۳۱)

Marfat.com

میرے ساتھ سنتا ہے میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ بولتا ہے۔

طالبِ حق جب عشق حقیقی کا بیج مزرعِ دل میں بوئے تو اسے طے کر لینا چاہیے کہ سنت کا دامن یا دامنِ رسول ﷺ کو ہاتھ سے نہ چھوڑے گا، اور قول و فعل بلکہ ہر حال میں حضور ﷺ کی پیروی کرے گا۔ پھر فیضانِ الٰہی کی بارش اس کے دل کی سرزمین کو شاداب کرے گی اور نہالِ امید میں برگ و بار آئیں گے اور مقصود کا پھل ملے گا۔ اگر پوری اتباع نہ ہو سکے تو جتنی بھی ممکن ہو اسی کو غنیمت سمجھے۔

نظم

اے آنکہ زنی لافِ محبت ہمہ جا ہر دم زرہ عشق نمائی دعویٰ
بے پیروی نبی اگر جاں بکنی ہرگز نشوی محب و محبوب خدائی

ترجمہ: اے شخص تو ہر محفل میں عشق خدا اور محبتِ رسول کے دعویٰ کرتا ہے لیکن نبی کی پیروی کے بغیر اگر تو اپنی جان بھی دے ڈالے تو نہ خدا کا سچا عاشق ہو سکتا ہے نہ محبوب۔

سوال:

حالات کی متابعت کیسے حاصل ہو جب کہ اس کا بجالانا محال ہے کیوں کہ حالِ نفسانی کیفیات کا نام ہے جو غیر شعوری طور پر واقع ہوتا ہے بدنی اعمال نہیں ہے کہ اس پر اختیار ہو اور اس کو محنت اور کوشش سے حاصل کیا جا سکے۔ مثلاً عشق و عرفان، ذوق و وجدان و مسرت و غم اور اسی طرح دوسرے جذبات و احساسات جو انسان کے دل پر گزرتے ہیں، سالک انھیں کیسے حاصل کرے۔

اتباع کا طریقہ:

جواب: ہر وہ عمل جس کے حصول پر احوال دلالت کرتے ہیں اس کے مطابق عمل کی کوششِ احوال کی مطابقت ہے۔ بقولہ ﷺ:

اذا رأیتم اهل البلاء فابکوا وان لم تبکوا فتباکوا ٥

ترجمہ: جب تم کسی مصیبت زدہ کو دیکھو تو رو اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔

Marfat.com

گریہ ایک کیفیت ہے، جب دل میں یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے تو آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ حدیث میں اس کیفیت کے حصول کے لیے کوشش کرنے کا حکم ہے جو اہلِ مصیبت کو دیکھ کر دل میں پیدا ہوتی ہے اور رونا آ جاتا ہے۔

طالبِ خدا کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و پیروی کے لیے یہی کوشش کرنا چاہیے جو عمل حال اور کیفیت پیدا کرے اس میں مشغول ہو جانا چاہیے اور پوری کوشش و تکلف سے اس کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے کہ پیروی رسول یہی ہے:

گر نہ داری درد و آہی دردمنداں پیشہ کن　　گر نداری عشق رو چوں عاشقا در پیشہ کن

گر نداری تیشہ چوں فرہاد تا کوہے کنی　　در ہوائے وصل شیریں روز دنداں تیشہ کن

ترجمہ: اگر دل میں سوز و گداز نہیں ہے تو اپنا حال دردمندوں کا سا بنا لو۔ اگر عشق و محبت میں مبتلا نہیں ہو تو ان کی سی صورت اختیار کر لو۔ اگر فرہاد کا تیشہ نہیں ہے کہ پہاڑ کاٹ سکو تو کوئی پرواہ نہیں شیریں کی تمنائے وصل میں دانت ہی تیشہ کا کام دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے سرگشتگانِ محبت اور عاشقانِ بے خود کے لیے اپنی محبت کو ایمان و عمل صالح پر منحصر کر رکھا ہے اور فرمایا ہے۔

(ترجمہ) جو کوئی اپنے رب سے ملنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھرائے (۱)

اور علماء کے نزدیک شریعت پر چلنا، اس کی مخالفت سے بچنا اور آنحضور ﷺ کی سنت پر عمل کرنا عمل صالح ہے۔ عاشق صادق سے ممکن نہیں ہے کہ محبوب کے حکم کے خلاف کوئی کام کرے۔ خصوصاً وہ حکم جس پر وعدۂ وصال موقوف ہو۔

قصۂ فرہاد:

جیسا کہ مشہور ہے کہ جب فرہاد کے سر میں وصل شیریں کا سودا سمایا تو شیریں نے اس کو پہاڑ

(۱) سورۂ کہف آیت ۱۱۵

Marfat.com

کاٹ کر نہر نکالنے کا حکم دیا۔ فرہاد نے اپنے محبوب کی خوشی اسی میں دیکھی تو بسر و چشم کہہ کر پہاڑ کاٹنے کی مہم پر روانہ ہو گیا۔ سخت محنت کی اور بہت تکلیف اٹھائی۔ یہاں تک کہ آرزوئے شیریں کے مطابق پہاڑ کاٹ کر رکھ دیا۔ جو شخص جمال ازل کا عاشق اور دیدار لم یزل کا طالب ہے اس کو تو اور بھی اپنے معشوق کے حکم سے سرتابی نہ کرنی چاہیے اور اس کے وصال کی امید میں سختی و محنت سے جی نہ چرانا چاہیے۔

بیت

در بیابان غمش ہر خار کاندر پا خلد — بر دل عاشق ازآں صد گونہ گلہا بشگفد

ترجمہ: میں نے سو گلشنِ جنت کو کیا اس پہ نثار — دشتِ یثرب میں اگر زیرِ قدم خار آیا

نقال کون؟:

جو شخص معشوق کا حکم سر آنکھوں پر نہیں لیتا وہ خود رائی سے کام لیتا ہے یا اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور وصل محبوب کی راہ بھول جاتا ہے۔ اس کے بعد بھی حق تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہے اور ذات مطلق کے عشق کی باتیں کرتا ہے تو وہ نقال ہے اس کی نقالی بیہودہ اور اس کا دعویٰ سفید جھوٹ ہے:

کاش خوباں ہمہ از عاشق خود جاں می طلبند — تا بہرِ بوالہوسی عاشقی ارزاں نشود

متابعت رسول:

متابعت رسول کی دو قسمیں ہیں، ظاہری و باطنی جن افعال کا تعلق جسم سے ہے۔ وہ ظاہری اتباع ہے۔ اور جن اعمال کا تعلق دل سے ہے وہ باطنی اتباع ہے اور شریعت میں دونوں کی پیروی کا حکم ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۱) ○

(ترجمہ): اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

یہ حکم عام ہے اس لیے اس میں دونوں قسم کی متابعت آ گئی ہے۔ پھر فرمایا:

(۱) پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸۔

Marfat.com

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۝

(ترجمہ) بدن کے گناہ ترک کردیتے ہیں اور دل کے گناہ بھی چھوڑ دیتے ہیں، یہی کمال اتباع ہے۔

ظاہری سنتیں بھی بجالائے اور باطنی سنتوں سے بھی غفلت نہ برتے تاکہ در فیض ان کے دل کے سامنے کھل جائے اور جمال مطلوب پردۂ غیب سے ظہور فرمائے:

تانسازی پاک پیدا و نہاں　　ظاہر و باطن نہ بینی حق عیاں

(ترجمہ) جب تک ظاہر و باطن پاک نہ ہوگا، تجھے حق کا جلوہ نظر نہ آئے گا۔

ظاہر و باطن کی پاکیزگی:

اس مقصد کے لیے قسم ثانی یعنی ظاہر و باطن کی یکساں پاکیزگی و اتباع مؤثر ہے اور قسم اوّل میں کمال حاصل کر لینے کے فوراً بعد اس کی تلاش فعل عبث اور احمقانہ کوشش ہے۔

چوں بیاری طہارت ظاہر　　باطنت سرّ حق کند ظاہر

(ترجمہ) جب ظاہری طہارت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو باطن حق بھید ظاہر کریگا۔

شرع کا ظاہر سے تعلق اور اس کا مطلب:

اور یہ جو مشہور ہے کہ شرع کا تعلق ظاہر سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان شرعی احکام کا اجرا جن کا تعلق براہ راست مخلوق سے ہے جیسے تعزیر، قصاص تذلیل و اعزاز وغیرہ وہ بہ ظاہر معتبر ہیں نہ کہ شرع کے رو سے صرف ظاہر پر منحصر ہیں۔

ایک مثال:

اس کو یوں سمجھیے کہ دو آدمیوں نے کسی پر تہمت لگائی اور قاضی کے سامنے اس کے خلاف شُربِ خمر کی گواہی نہ دی اب اگر قاضی کو ان کا جھوٹ معلوم نہیں ہے تو قاضی کا فرض ہے کہ مُتّہم یا ملزم کو شراب پینے کی سزا دے اگرچہ وہ اللہ کے نزدیک بے گناہ ہے۔ کیوں کہ انسان باطن کے حالات نہیں جان سکتا۔ اور غیب کا علم خدائے علام الغیوب کے سوا کسی کو نہیں۔ پس چونکہ باطن کا حال معلوم کرنا انسان کی قدرت سے باہر ہے لہٰذا مجبوراً اجراء احکام شرع ظاہر کے مطابق ہوگا۔ اسی لیے

Marfat.com

انسان ظاہر حکم کا پابند ہے۔ اللہ کے نزدیک ملزم اور قاضی دونوں بے گناہ ہیں اور سزا و عذاب کے مستحق وہ دونوں گواہ ہیں۔

دوسری مثال:

یا ایک شخص خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل سے منکر ہے اب اگر اس کے باطنی حال کا علم نہیں ہے تو اسلامی احکام جیسے قبول شہادت، القائے اسلام اور نماز جنازہ وغیرہ ظاہر کے مطابق اس پر جاری ہوں گے اگرچہ اللہ کے نزدیک کافر ہوگا اور اس کا حشر منافقوں کے ساتھ ہوگا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اجراء احکام شرع کی دو صورتیں ہیں ایک کا تعلق خلق سے ہے جیسے تعزیر قصاص وتسلم اما طاع علی مدعی والحکم بالکفر والایمان. کفر وایمان کا حکم وغیرہ کے یہ سارے احکام ظاہر سے متعلق ہیں اور مخلوق اسی کی مکلف ہے اور فَاِنَّ الشَّرعَ ظَاهِرٌ (شرع ظاہر کا نام ہے) کا یہی مطلب ہے دوسری قسم کا تعلق خدا کے ساتھ جیسے ہے اور سچے اور جھوٹے کا فرق، ثواب وعذاب کا اجرا، جنتؑ ودوزخ میں داخلہ اور اس کے مثل احکام کا اجرا باطن پر موقوف ہے جو خدا سے مخفی نہیں ہے۔

روضہ قطع تعلقات کا بیان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلًا (۱) ٥

ترجمہ: مخلوق سے کٹ کر خدا سے جڑ جا، پس یہ وہ عمل ہے جس کے بموجب ہر طرف سے مخلوق قطع تعلق کر کے خدا سے پیوستہ ہو جائے کہ کسی سے کچھ طلب نہ کرے کسی سے کچھ نہ چاہے۔ عشق و محبت، قصد و ہمت، علم و معرفت، اضافت و نسبت، عزم و نیّت اشغال و ذکر، خیال و فکر، معائنہ و شہود، تحقق وجود، اعتماد و التجاء خوف و رجا، ایثار و رضا، سب خدا کے لیے ہو اور مخلوق کا واسطہ نہ ہو۔

---

(۱) پارہ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۸۔

Marfat.com

طلب وارادہ کا قطع تعلق:

طلب وارادہ کا قطع تعلق یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ ڈھونڈے غیر کی خواہش دل سے نکال دے۔ طلب دنیا وآخرت کا خیال باقی نہ رہے۔ حق کی عبادت حور وقصور کے لیے نہ ہو اور اطاعت میں قدم نفس کے لیے نہ اُٹھے۔ اور کوئی فعل ریا کے لیے نہ کرے، اور مراد مطلوب صرف حق کی ذات ہو۔ اور عبادت واطاعت محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوں۔ کیوں کہ دنیا کا طالب مخنث عقبیٰ کا طالب مؤنث ہے صرف خدا کا طالب مرد ہے۔

دنیا مطلب کاں ہمہ مطلب زنبور است   عقبیٰ مطلب کاں ہمہ قسمے زریاست
شو طالب مولیٰ وغیر او ہیچ مخواہ   مولیٰ چوں ازاں تست آں جملہ تراست

عشق ومحبت میں غیر سے قطع تعلق:

عشق ومحبت میں قطع تعلق یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کو اپنا محبوب ومعشوق نہ بنائے عشق ومحبت باری تعالیٰ کا خاص حق ہے کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی صورت وسیرت میں عیب سے خالی نہیں تو صرف ذات حق سے محبت کرنا بلند ہمتوں کا کام ہے جو عیب تمام مخلوق میں عام ہے یہ ہے کہ اس کی خوبی وخوبصورتی بے ثبات اور اس کی ہستی فانی ہے، عشق ومحبت کے لائق وہ ہے جو ذات وصفات میں تمام عیوب سے پاک ہو اور اس کا حسن وجمال بے زوال اور تمام نقائص سے منزہ ہو۔ اس کے تمام اخلاق وافعال اعلیٰ ومحمود ہوں اور وہ خود بھی حسن وجمال میں یگانہ ویکتا ہو۔ اس کے جمال پر فنا کا گذر نہ ہو اور اس کے کمال کو نقصان کا خطرہ نہ ہو:

بلبلانِ عشق را حسنِ تو نادر گلشنے است   ایمن از باد خزاں مستغنیٔ از باد بہار

حسنِ حقیقی:

ہر حسن وجمال جو دنیا میں روشن ہے اسی کے خورشید حسن کا ایک ذرہ ظہور ہے ہر عشق ومحبت جو دلوں پر موجزن ہے اسی کے دریائے عشق کا ایک قطرہ ہے۔ اس کے کمال حسن کا عقل وفہم میں آنا محال ہے۔ اور اس کا جمال وہم وخیال سے فزوں تر ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے(۱)۔

حق تعالیٰ ہی کی محبت اصلی اور اعلیٰ ہے۔ اس کی کاریگری کی حد و انتہا نہیں ہے۔ اس غافل پر تعجب ہوتا ہے جو ایسے حسن و جمال کا والہ و شیدا نہیں ہے اور دوسرے کی محبت میں گرفتار ہے: ؎

اصل صد یوسف جمال ذوالجلال — اے کم ازاں تو فدائے آں جمال

اگرچہ دنیا کا حسن اس کے دریائے حسن کا صرف ایک قطرہ ہے لیکن اس قطرے سے حظ اُٹھانا اور ہمت مردانہ سے کام لینا دوست تک پہنچنے کا ذریعہ ہوگا۔

نظم

اے بخوبی از ہمہ خوباں فزوں — حسن و عشقت ہر دو از غائب بروں
پر تو حسنِ تو در عالم فتاد — عالم از عشقِ تو درد و غم فتاد
حسن تو خورشید دیگر ذرہ ہا — عشق تو دریا و باقی قطرہ ہا
اے خوش آں کو شد دراں دریا غریق — رفت در قعرش نہنگانہ طریق
اے خوش آں کو شد دراں دریا مقیم — دید دروی خوبی دریتیم
اے جمالت خوشتر از باغ بہشت — ہست جنت پیش او یک پارہ خشت
راہ عشق خود نما ای ذوالجلال — تارسم از عشق تو اندر وصال
طوق عشق خود بنہ بر گرد نم — آتش عشق خود افگن درتنم
بر مکش از بحر عشق خود مرا — گرچہ نفسم می کشد سوئے ہوا
بست زنجیر ہوا پائ دلم — قوتے آں نیست کا نرا بکسلم ؟
ایں چنیں قوت کجا یا رائے ماست — روبہاں را قوت شیراں کجاست ؟
گر بلطف خود بگیری دست من — از غریبی برکشی سوئ وطن

(۱) مشکوٰۃ شریف و مسلم شریف۔

Marfat.com

بشکلید زنجیر نفس از پائے من — دار ہید از روئی دل شیدائے من
در ہوائ عشق تو پراں شوم — بگدزم از نفس جملہ جاں شوم
یارب از یمن قبول مصطفےٰ — کن دعائی مستمداں را روا

قصد و ہمت کا ترک:

قصد و ہمت کا ترک یہ ہے کہ تمام مقاصد سے ہاتھ اٹھالے دونوں جہاں بھی ملے تو اُن کو خس برابر بھی نہ سمجھے۔ نہ کسی چیز کے ملنے پر خوش ہو نہ جانے والی چیز کا غم کرے تیری خوشی اس کے وصل و حضور پر منحصر ہو اور تیرا غم اس کی جدائی و فراق پر موقوف۔ نہ کشف و کرامات کی طرف دل مائل ہو نہ دنیا و آخرت اس کے اور تیرے درمیان حائل ہو کیوں کہ قرب و وصال کی لذت وہیں ہے۔

دنیائے فانی کی لذتیں اور بہشت جاودانی کی نعمتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں:

دنیا طلبی کار زناں فی المثل است — عقبیٰ طلبی نزد مخنث عمل است
ایں ہر دو گذار حق طلب و گرم روی — کاے ہر دو بدل دار حق بیں بدل است

علم و معرفت کی رو سے قطع تعلق:

علم و معرفت کا ترک یہ ہے کہ اس کے سوا سب کا منکر اور سب سے انجان بن جائے، اور غیر کا نقش، دل سے مٹا دے۔ صرف خدا کی ذات اور اس کی توحید کا دل سے یقین کرے یعنی ایسا یقین کہ اس کے سوا عالم میں کچھ ہے ہی نہیں اور تمام چیزیں جو نظر آتی ہیں وہ بہ اعتبار حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہیں جو تعینات متنوعہ حق سے عبارت ہیں۔ عین حق کے ساتھ ہیں اور وہ حق ہستی مطلق ہے۔

عین حق، اور تعین حق میں بہت فرق ہے، کیوں کہ ''عین'' صرف ایک ہے اور تعینات بے شمار:

خانہ دل کن زغیرِ حق تہی — تا متاع وحدت اندر وی نہی
خویش راہم در دل خود راہ مدہ — درمقام شاہ رخت خود منہ

قطع از روئے اضافت و نسبت:

ترک اضافت و نسبت یہ ہے کہ ذات جمیع عالم کو مظہر ذات حق سمجھے اور سب کی صفات کو

Marfat.com

مظہر صفات حق خیال کرے۔ جب اس پر یقین ہوگا تو تمام اقوال و افعال، حرکات و سکنات، صفات و خاصیات کو اپنی اور خلق خدا کی طرف منسوب نہ کرے گا۔ بلکہ تمام افعال کو حق تعالیٰ کا ارادہ و فعل سمجھے گا۔

گرچہ تیر از کمان می گذرد | از کماندار بیند اہلِ خرد

لیکن حق تعالیٰ کی صفات کو ممکنات کی صفات کی طرح خیال نہ کرے۔ اور یہ اس خیال فاسد کو حضرت پاک کی ذات سے دور ہے کہ اس کی صفات کو بھی وہی نسبت ہے جو لکھنے کی نسبت کاتب کے کاغذ پر قلم چلانے سے ہے۔ ورنہ لکھنے کی صفت کا موصوف تو قلم ہے اور تیر اندازی کی نسبت تیر انداز کے لیے کمان کھینچنے اور اس کو چھوڑنے کی جہت سے ہے ورنہ صفت کا موصوف تو وہی کمان ہے۔

عزم و نیت کا ترک:

عزم و نیت کی رو سے ترک تعلق یہ ہے کہ کوئی عمل غیر خدا کے لیے نہ ہو، تیرے تمام افعال و اقوال خالص اللہ کے لیے ہوں اور ہر وہ کام جس کی تو نیت کرے نیک نیتی پر موقوف ہو۔ جب نیت درست ہو جائے اُس وقت عمل شروع کیا جائے۔ یا عمل اللہ کے لیے کرے ورنہ عمل ہی نہ کرے۔

قطع از ذکر و اشغال:

ذکر و اشغال میں ماسوا سے قطع تعلق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل کا دروازہ خطرات پر بند کر دو اور اس کے ذکر کے بغیر کوئی بات دل کو پسند نہ ہو۔ اور ہمہ وقت اس کی یاد میں مشغول رہو اور کوئی سانس اس کی یاد کے بغیر نہ لو۔

اے دوست دلت خانۂ اسرار خداست | ایں خانہ بروئے غیر وابستہ سزاست
می دار بجد و جہد ہردم پاکش | زاررو ئی کہ یک خانہ بیک دوست رواست

قطع از روئے خیال و فکر:

خیال و فکر کا ترک تعلق یہ ہے کہ باطل خیالات سے دل کو پاک رکھے۔ اور بیہودہ افکار دماغ سے

Marfat.com

باہر نکالے۔اور ہمیشہ اسی کا دھیان رکھے اور اس کی آیات وصفات میں غور وفکر کرے۔

من و فکرِ توچہ بینم بجمال دگراں ہم خیال تو مرابہ کہ وصال دگراں

معائنہ وشہود کی رو سے قطع تعلق:

وہ یہ ہے کہ غیر خدا سے نظر ہٹا کر تمام اشیاء کو خدا کا مظہر سمجھے اور ہر جگہ حق کو جلوہ گر دیکھے۔اور "مارأیتُ شیئاً الاورایة فیه" کے باغ سے مشاہدہ کا پھول چُنے۔ ہر چیز میں اسی کو جلوہ گر دیکھے۔ یعنی جس چیز پر نظر پڑے اس کے بارے میں یہ سوچے کہ اللہ اس شے کی صفت سے مقدس اور معرا ہے ہاں اس کا ظہور اس صفت سے روشن اور ہویدا ہے۔اسی کے ساتھ یہ بھی خیال کرے کہ جس طرح ازل میں اس صفت سے پاک اور منزہ تھا آج بھی اسی طرح پاک ومنزہ ہے۔[فارسی متن میں اس مقام پر یہ شعر درج ہے:

گناہ آمد شہودِ ماسوئ اللہ از ایں نوع گناہ استغفراللہ

جو شاید مطبوعہ اُردو ترجمے میں کاتب کے لکھنے سے رہ گیا ہو۔ش الف]

تحقیق ووجود کی رو سے قطع تعلق:

یہ ہے کہ حدیث "موتوا قبل ان تموتو" کے مطابق صفات بشریت ونفسانی سے باہر آجائے اور بحکم حدیث "تخلقوا باخلاق الله" یعنی [فنا] فی اللہ کے راستہ اپنے وجود سے باہر آئے تاکہ بقاباللہ کی منزل تک رسائی ہو۔ جب اپنی ہستی کے تمام نقوش مٹادے گا اس وقت حق کی نظر سے دیکھے گا حق سنے گا اور حق ہی بولے گا۔

اگر پیش از اجل یکدم بمیری دراں یک دم ہمہ عالم بگیری

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "وجودک ذنبا" تیرا وجود گناہ ہے۔

قطع تعلق از روئے اعتماد والتجا:

وہ یہ ہے کہ اس کے سوا کسی پر اعتماد اور کسی غیر سے التجا نہ کرے اس کے فضل وکرم پہ بھروسہ رکھے، غیر کی آفت سے اس کی پناہ مانگے، عاجزی و پریشانی میں اسی کو پکارے، عزت و

Marfat.com

ذلت اسی کی جانب سے جانے، وہی مجیب ہے وہی مغیث ہے وہی عزت دینے والا ہے، وہی ذلت دینے والا ہے۔

دائما تفویض کار خود بحق باشدنکو | حاجت از دے خواہ راز خویشتن بادے بگو
عزت وخواری ورنج وراحت چوں ازحق است | اعتماد و التجا برکس مکن الابدو

قطع تعلق از روئے خوف ورجا:

وہ یہ ہے کہ غیر سے امید نہ رکھے اور غیر کے خوف کو دل میں جگہ نہ دے۔ قاضی الحاجات خدا تعالیٰ ہے اور اسی سے ڈرنے کا حق ہے۔ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ:

موحد کہ درپائی ریزی زرش | چہ شمشیر ہندی نہی برسرش
اُمید و ہراسش نباشد زکس | بریں است بنیاد توحید و بس

غیر کے نفع ونقصان سے نظریں ہٹالے، محبت، راحت، مصیبت ونعمت سب کو خدا کی جانب سے تصوّر کرے اور اپنے تمام کام اس کو سونپ دے

درشرع از شرک پوشیدہ است | کہ زیدم بیاز رو عمرم نجست
گرت دیدہ نجشد خداوند امر | نہ بینی دگر صورت زید و عمر

ترک از روئے رضا:

وہ یہ ہے کہ مخلوق کی خوشنودی کا خیال نہ کرے صرف حق تعالیٰ کی رضا جوئی میں رہے بلکہ رضاء خلق بھی خوشنودی حق کے لیے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے وہ بجالائے اور منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہے۔ مخلوق کی خوشی کے لیے خدا کے غضب کو دعوت نہ دے۔ جو قدم بھی اُٹھے وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی راہ میں اُٹھے نہ جاہل مباحیاں کی طرح کہ کسی مخلوق کا دل نہ دکھانا چاہیے اور مخلوق کی رضا جوئی میں لگ جانا چاہیے اگر کوئی شراب مانگے تو پلادے اگر کوئی اور خواہش ہو تو اس کی خواہش پوری کردے۔ یہ نفس کا فریب ہے اور ابلیس کا حکم، ابلیس کے شر سے خدا کی پناہ۔

Marfat.com

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں:

نظم

ترک آزار کردن اے خواجہ | دفتر کفر راست دیباچہ
منکر آمد بہ پیش او معروف | شد بمنکر عنانِ او مصروف
نفس محنت گریز و راحت جوئی | داردش در رہ اباحت روئی
از علامات عقل دوں عاری | مذہبش حصر در کم آزاری
درد دار از اباحیان کہن | کس میا زار وہرچہ خواہی کن
نسبت خود کند بدرویشان | دم زنداز ارادت ایشاں
ہر کہ درویش او بود بیزار | کے ز درویش آید ایں کردار
نیست درویشی ایں زندقہ است | نیست جمعیت ایں کہ تفرقہ است

ترجمہ: اے خواجہ! آزار نہ دینے کا تہیہ کرنا کفر کے دفتر کا دیباچہ ہے کیوں کہ اس طرح برائی کی راہ کھلے گی، بدی کو نیکی سمجھے گا اور اس پر عمل کرے گا، راحت پسند کام چور نفس اس کو اباحیان کا راستہ دکھائے گا۔ اس کی عقل ماری جائے گی اور صرف کم آزاری کو ہی مذہب جانے گا۔ اباحیان کے قدیم طریقے یعنی کسی کو نہ ستاؤ اور جو جی میں آئے کرو پر عمل کرے گا۔ وہ اپنے کو درویش سمجھتا ہے اور ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتا ہے، لیکن جو درویش ہے وہ اس سے بیزار ہے بھلا کسی درویش کا یہ کردار کہاں ہوسکتا ہے کہ منکر کو معروف سمجھے یہ درویشی نہیں ہے الحاد ہے، یہ جمعیت نہیں ہے بلکہ جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا ہے"۔

تفسیر آیت کریمہ:

اے عزیز! آیت کریمہ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًاo کے معنی بیان کرنے کے سلسلے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ طالب حق آیت کریمہ کے مطالب ذہن میں رکھے اور ظاہراو باطنا ہر طرح سے اس پر عمل کرے اور ہر معاملہ میں غیر سے قطع کر کے حق سے پیوست ہو، اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں ہر معاملہ میں ماسوا سے قطع تعلق کا حکم فرمایا ہے۔ اگر چہ فقیر نے اس جگہ صرف ترک ماسوا کا مختصر ذکر کیا ہے۔ جب تک پوری طرح ماسوا سے قطع تعلق اور حق تعالیٰ سے پوری وابستگی نہ ہوگی توحید کے معنی سالک کے دلنشیں نہ ہوں گے، اگر ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی میں بھی کمی ہوگی تو یہی شرک خفی ہوگا۔

حق کے لیے مخلوق سے وابستگی:

اے عزیز! اگر چہ ہر طرح مخلوق سے قطع تعلق ممکن ہے لیکن مخلوق سے حق کے لیے پیوستہ رہنا اچھا ہے کہ اس طرح مخلوق سے وابستگی حق تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ مثلاً پیر کو تلاش کرنا کہ وہ راہ خدا کے رہبر ہوتے ہیں۔ بہشت کی آرزو کرنا کہ خدا تعالیٰ کے دیدار کا وعدہ جنت میں پورا ہوگا۔ اولیاء اللہ سے محبت کرنا کہ وہ حق تعالیٰ کے دوست ہیں یا ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ لوگ یاد خدا میں محو ہیں، یا ماں باپ کو خوش رکھنے کی فکر کرنا کہ حق تعالیٰ کی خوشنودی ان کی خوشنودی میں ہے۔ یا مخلوق کے حسن سے اس اُمید میں عشق کرنا کہ مجاز سے حقیقت تک رسائی ہوگی۔ یہ تمام امور اور ان کے مثل حقیقت میں خدا ہی سے پیوستگی ہے اگر چہ بہ ظاہر مخلوق سے وابستگی ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حدیث سے اس کی تائید:

اِنَّ اللہ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی نِیَّاتِکُمْ ۝

(ترجمہ) یقیناً اللہ تعالیٰ نہ تمھاری صورتوں کو دیکھتا ہے نہ تمھارے اعمال کو بلکہ وہ تمھاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

عاشقاں دائم تعالیٰ دوست دارند دوست	درغم و راحت رضائی دوست می دارند دوست
وعدۂ دیدار چوں در جنت آمد لاجرم	عاشقاں جنت برائے دوست میدارند دوست

بشرطیکہ ان امور میں نیت خالص ہو نہ کہ نفس کی خاطر ان کاموں میں مشغول ہو، اور حق کی نیت کو بہانہ بنائے۔

Marfat.com

عشق کمال طاعت کا باعث ہے:

حق کی حضوری اور خلق سے غفلت جو کمال طاعات کی شرط اور تمام عبادات سے مقصود ہے کسی عمل سے حاصل نہیں ہوتی اور کسی تدبیر سے ہاتھ نہیں آتی یہ صرف عشق سے حاصل ہو سکتی ہے۔ عشق حقیقی یا مجازی کے غم سے جو آشنا ہے وہ اس بات کی صداقت کا چشم دید گواہ ہے کہ جب محبوب دل میں سماتا ہے تو دل میں معشوق کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا۔ عاشق کسی کام میں بھی مصروف ہو اس کا دل محبوب کی یاد سے معمور ہوتا ہے، گویا ہو یا خاموش اس کی یاد اور اسی کے ذکر سے سرشار ہے، اگر سوتا ہے تو اسی کے خواب دیکھتا ہے اگر بیدار ہے تو اسی کے وصال کی آرزو میں گم ہے۔ ہر عاشق تمام امور میں اُٹھنا، بیٹھنا ہو یا چلنا پھرنا، کھانا کھانا ہو یا نماز و قرآن پڑھنا جس طرف بھی متوجہ ہوگا جو کام بھی کرے گا بہ ظاہر وہ ان کاموں میں لگا ہوگا لیکن اس کا دل یار کے حضور میں حاضر ہوگا۔ خواہ عشق حقیقی ہو یا مجازی۔

جب دل میں غیر کا خیال نہ ہوگا تو ہر عبادت حضور دل سے ادا کرے گا۔ پھر اس کی تمام عبادات میں کمال پیدا ہوگا اور اس کی تمام عبادتوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ بدلیل حدیث رسول اللہ ﷺ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضُوْرِ الْقَلْبِ ٥

(ترجمہ): ''کوئی نماز حضور قلب کے بغیر نہیں ہوتی''۔ جب تک نماز میں دل نہ لگے نماز نہیں ہوتی۔ عبادات میں جو مراتب ہیں اور اطاعت کے جو مقاصد ہیں وہ خزانہ عشق میں جمع ہیں۔

کیوں کہ عشق جامع کمالات ہے۔ اسی مفہوم کو مولانا روم بیان فرماتے ہیں:

شاد باد! اے عشق(۱) خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائی نخوت و ناموس ما — وی تو افلاطون و جالینوس ما
ہرچہ گویم عشق را شرح و بیاں — چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

(۱) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا — درد کی دوا پائی درد لا دوا پایا

عشق نخوت و تکبر کا بہترین علاج ہے اور انسان کی جملہ علتوں کا بہترین طبیب عشق کی تعریف اور تفسیر نہیں ہو سکتی اس کا حق ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اس کے سامنے ہمیشہ شرمندہ رہوں گا۔

Marfat.com

آماجگاہ عشق:

حق تعالیٰ نے ہر عضو کو ایک ایک عبادت کی منزل مقرر کی ہے جس سے وہ ظہور میں آتی ہے۔ لیکن عشق کی بنیاد خانۂ دل میں رکھی ہے جو تمام بدن میں ایک محفوظ اور مستور جگہ ہے اور یہ اس راز کے مخفی رہنے کا اشارہ ہے۔ جو بندے اور مالک بے نیاز کے درمیان ہوتا ہے۔ عاشق کو چاہیے کہ نامحرموں اور نااہلوں سے اس راز کو چھپائے رکھے اور اس کے ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرے کیوں کہ اظہار کرنے میں ریا ہوتی ہے اور عشق کا غلبہ بھی ہوتا ہے۔

عشق کی مجبوری:

دل تہی گردد چواز دل برزباں آرند راز مشک رابوکم شود چوں شد دہانِ نافہ باز

(ترجمہ): راز بیان کر دیا جائے تو دل خالی ہو جاتا ہے۔ جیسے نافہ کا منہ کھل جائے تو اس کی خوشبو اُڑ جاتی ہے۔

لیکن اگر کبھی حالات عشق اور جذباتِ شوق غالب آ کر زمام اختیار اس کے قابو میں نہ رہے اور وہ بے اختیار پردۂ راز اُٹھا دے اور ان حالات کو ضبط کرنا اس کے لیے ممکن نہ ہو تو لا یُکلف اللہ نفساً اِلّا وسعھا (۱)'' کے مطابق اس کے اظہار میں معذور ہوگا۔

عشق کے بغیر راہ شریعت طے نہیں ہوتی:

راہ شریعت سر تا سر راہ عشق ہے۔ یہ راہ بغیر عشق طے نہیں ہوتی۔ اس کا سالک عاشق کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ قرآن و حدیث میں جو اوامر و نواہی ہیں اور ان کے بجالانے میں جو تکلیف ہوتی ہے اس کی برداشت بغیر عشق ممکن نہیں اور اس رنج و تکلیف کو عاشق کے سوا کوئی پسند نہیں کرتا۔ اگرچہ عابد و زاہد حضرات دوزخ کے خوف اور جنت کی اُمید میں اس قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہیں لیکن اکثر جگہ لغزش ہو جاتی ہے اور کمال تقویٰ باقی نہیں رہتا اور آنحضرت ﷺ کی اتباع کے لیے پوری طرح کمر ہمت نہیں باندھتے اور اکثر احکام شریعت بجا نہیں لاتے کیوں کہ

(۱) پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۸۶۔

Marfat.com

ان کا تقویٰ جنت و دوزخ کے اُمید کی وجہ سے ہے اور عاشقوں کی پرہیزگاری پروردگار کے عشق میں ہے۔ جو کام عشق و محبت کے ہاتھوں انجام پاتا ہے اس کام سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے جو اُمید و بیم میں کیا جائے۔ اسی لیے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ زاہد راہ خدا میں چلتا ہے اور عارف اس کی راہ میں اُڑتا ہے:

کے رسند ایں درگرد عشق — کاسماں را فرش سازد درد عشق
زاہدے بارس می آید بپا — عاشقاں پراں تراز برق و ہوا

شریعت، طریقت، حقیقت:

روضہ: میرے عزیز! قرآن پاک اور حدیث شریف میں جو کچھ ہے اور جن باتوں پر علماء کا اجماع ہے وہ شریعت ہے اور انھیں اعمال کو تقویٰ اور احتیاط سے بجالانا طریقت ہے۔ اور ان اعمال کی برکت سے جو کوائف حاصل ہوتے ہیں وہ حقیقت ہے۔

شریعت و طریقت کا فرق:

سوال: شریعت و طریقت میں فرق کیا ہے؟

شریعت و طریقت میں نسبت:

جواب: ایک تو مساوات کی نسبت ہے، دوسرے عموم و خصوص مطلق کی نسبت سے بھی فرق ہے۔ یعنی ایک طرح سے شریعت عام اور طریقت خاص، یعنی طریقت شریعت میں داخل ہے اور شریعت شاملِ طریقت ہے۔

نسبت مساوات:

نسبت مساوات اس لیے ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال''۔ آں حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ دو جدا چیزیں ہیں لیکن حقیقت کے اعتبار سے ایک ہی ہیں۔ ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس معنی میں فرق کرتے ہیں کیوں کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا ہے

Marfat.com

اس پر خود عمل بھی کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا قول:

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (۱)o

(ترجمہ): ''تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو'' کی تردید ہوتی ہے۔

پس اقوال افعال کے تحت ہیں جن اقوال پر آپ نے عمل فرمایا ہے۔ انھیں کی اتباع کا حکم دیا ہے تو آپ کے افعال کی متابعت ثابت ہوگئی۔ اب رہے آپ کے اقوال تو افعال اقوال میں داخل ہیں، اب چوں کہ افعال واقوال میں اتحاد ثابت ہو گیا تو شریعت وطریقت میں بھی اتحاد لازم آیا۔ اب رہے اقوال تو اوپر کی دلیل سے ثابت ہوا تو افعال واقوال میں داخل ہیں۔ چوں کہ اقوال افعال میں اتحاد ثابت ہوا تو شریعت وطریقت میں بھی اتحاد ہونا ضروری ہو گیا۔

سوال:

جب کہ شریعت وطریقت میں اشتراک پایا جاتا ہے تو پھر الگ الگ نام اور الگ الگ حکم کا کیا فائدہ ہے۔ یعنی کیوں شریعت کا حکم اقوال کے ساتھ فرمایا اور طریقت کا حکم افعال کے ساتھ واضح فرمایا۔

جواب:

یہ جائز ہے کہ نام اور حکم الگ الگ ہوں لیکن حقیقت میں اتحاد پایا جاتا ہوں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''ایمان سینے میں پوشیدہ ہے اور اسلام ظاہر ہے''۔ تفرید اسلام سے ایمان واسلام کے حکم کے درمیان تفرید موجود ہے لیکن باعتبار ''ماصدق'' مغایرت مفقود ہے، کیوں کہ جو مسلم ہے وہ مومن ہے اور جو مومن ہے مسلم ہے۔ لیکن نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے چونکہ شریعت آنحضرت ﷺ کے اقوال سے عبارت ہے اور اقوال آنحضرت ﷺ اداء احکام کے لیے عام ہیں اس معنی میں احادیث کا حکم صرف اداء عمل کا ہوگا اور تقویٰ واحتیاط کی قید اس پر بڑھادی کہ وہ فرائض وواجبات کے درجے میں ہے ور احادیث میں اعمال بجالانے کو تقویٰ واحتیاط فرمایا گیا کہ یہ رتبہ مسنونات ومستحبات کا ہے۔

(۱) پارہ ۲۸، سورہ الصف، آیت ۲۔

Marfat.com

طریقت:

طریقت آنحضرت ﷺ کے افعال سے عبارت ہے اور آپ کے افعال بحرِ توحید کے وہ دریکتا ہیں جو تقویٰ واحتیاط کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس اس اعتبار سے شریعت عام ہے اور طریقت خاص، اس نکتہ سے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عام کا وجود خاص کے بغیر ممکن ہے، لیکن خاص کا وجود عام کے بغیر محال یعنی اس کی تعبیر اس طرح ہوسکتی ہے کہ ایک شخص شریعت پر عامل ہو لیکن ابھی اس نے طریقت کی راہ میں قدم نہ رکھا ہو لیکن یہ محال ہے کہ ایک شخص راہ طریقت کا سالک ہو اور شریعت پر عامل نہ ہو۔ وجہ اوّل کے اعتبار سے جو شریعت پر ہے وہ طریقت میں ہے اور جو طریقت میں ہے شریعت پر بھی ہے۔ یقین جانو کہ طریقت وحقیقت کسی طرح بھی شریعت سے باہر نہیں ہیں۔ اس کی دلیل کہ طریقت وحقیقت، شریعت میں داخل ہیں، کئی وجوہ پر ہے۔

پہلی دلیل:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (ترجمہ) ''طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال میں'' پس ہر فعل وحال جو آنحضرت ﷺ سے صادر ہوگا اور آپ کی افعالی صفات میں ہوگا وہ ہمارے لیے سنت ہے اور سنت احکام شریعت میں سے ایک حکم ہے۔

دوسری دلیل:

اللہ تعالیٰ نے ہم کو آنحضرت کی اتباع کا حکم فرمایا ہے:

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝

''آپ کی اتباع کرو تا کہ ہدایت پاؤ''۔

آیت کریمہ میں اتباع کا جو حکم ہے وہ عام ہے اور یہ حکم پوری پوری اتباع کے لیے ہے خواہ اقوال ہوں یا افعال پس چونکہ طریقت آنحضرت ﷺ سے افعالی نسبت ہے اور حقیقت احوالی متابعت کا حکم ہے۔ افعال کی متابعت کرنا طریقت ہے اور احوال کی متابعت حقیقت اور جس چیز کے بجالانے کا حکم ہے وہ شریعت میں داخل ہے۔

Marfat.com

تیسری دلیل:

ہر عمل، اور اعتقاد جو طریقت اور حقیقت میں ہے جیسے ترک دنیا، سلوک، تقویٰ، مخالفت نفس وہوا، تحقیق فنا، دوام ذکر حق، نفیِ ماسوا، جدوجہد برائے قرب مولیٰ وغیرہ آیات واحادیث واجماع سے باہر نہیں ہے۔ اور جو کچھ آیات واحادیث اور اجماع سے ہے وہ شریعت میں داخل ہے۔

چوتھی دلیل:

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ خط مستقیم خدا تعالیٰ کی طرف جاتا ہے اور اس خط کے دائیں بائیں کچھ اور خطوط کھینچے کہ یہ راستے میں جن میں سے ہر ایک پر ایک ایک عفریت بہکانے کو بیٹھا ہے(۱) اور یہ آیت پڑھی:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ وَلَاتَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ٥ ذَالِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ٥

(ترجمہ) ''خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شریعت کی یہ سیدھی راہ ہے پس اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں کی اتباع نہ کرو ورنہ دوسری راہیں تم کو راہِ حق سے جُدا کر دیں گی''۔

اور راہ حق تمہاری شریعت ہے جس پر چلنے کا حکم خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تم کو خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور دوسری راہوں سے بچنا چاہیے۔ اس آیت اور اس حدیث کے مطابق صرف یہی ایک سیدھی راہ ہے جو حق کی طرف جاتی ہے اور علماء کا اجماع ہے کہ وہ راہ خیر شریعت ہے پس طریقت و حقیقت بھی اس راہ میں داخل ہیں اور جس نے دوسری کوئی راہ اختیار کی وہ گمراہ ہوگا۔

سوال:

جب راہ حق ایک ہی ہے تو ''الطریق الی اللہ بعدد انفاسِ الخلائق''۔ ترجمہ: ''اللہ کی طرف پہنچانے والے راستے خلائق کی تعداد کے برابر ہیں''۔ کیوں مقرر کیا گیا ہے۔

---

(۱) بخاری شریف

(۲) پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۵۳۔

Marfat.com

جواب:

یہ تمام راہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف پہنچانے والی ہیں شریعت عزیز کے اعمال سے عبارت ہیں اور شریعت ان سب کی جامع ہے، کیوں کہ بعض کثرت نماز کے ذریعہ حق تعالیٰ کو حاصل کرتے ہیں اور بعض عجز و نیاز کے ذریعہ بعض زیادہ روزے رکھ کر اور بعض بزرگ اس کے لیے راتوں کی نیند حرام کر کے قرب خداوندی حاصل کرتے ہیں۔ کوئی ہر وقت خدا کی یاد میں محو ہو کر اور اس کے کمال ذکر سے، کوئی غزا و جہاد سے، تو کوئی رفاہ عام کے کام سے، کوئی صدقہ و خیرات کے وسیلے سے، غرض بھلائی اور نیکی کے وہ سارے کام جو اعمال شریعت ہیں وہ قرب خداوندی کے مختلف راستے ہیں اور جو شریعت کے اعمال نہیں ہیں وہ کفر یا بدعت ہیں یہی وہ راستے ہیں جن پر شیطان مقرر ہیں جیسا کہ نبی ﷺ کی مذکورہ حدیث میں بیان ہوا۔

کمال شریعت:

طریقت کمال شریعت ہے اور آدمی شریعت میں اسی وقت کامل ہوتا ہے جب اعمال طریقت پر عمل کرے اور سلوک طریقت اس وقت طے ہوتے ہیں جب کہ اس کی راہ شریعت کے مطابق ہو۔ بعض نادان جنھیں شریعت کی حقیقت کا پتہ نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شریعت، روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج کا نام ہے۔ انھیں خبر نہیں کہ شریعت خدا اور رسول خدا ﷺ کے تمام احکام پر عمل کرنے کا نام ہے جس میں طریقت بھی داخل ہے۔ اور بعض ناواقف جو طریقت کو پوری طرح نہیں جانتے وہ سمجھتے ہیں کہ طریقت لذتوں کے ترک کرنے اور ماسوا سے قطع تعلق کرنے کا نام ہے۔ وہ اس بات سے آگاہ نہیں ہیں کہ طریقت دراصل آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال میں آپ کی اتباع کرنے اور تمام فرائض و واجبات کی ادائیگی پر مشتمل ہے کیوں کہ کمال شریعت اس سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جو شخص شریعت کی راہ میں کامل ہے طریقت کے احکام کا یقیناً عامل ہے۔

چوں تابع احکام شریعت گردی ناچار تو سالک طریقت گردی

(ترجمہ) جب تو شرعی احکام پر عامل ہوگا تو یقیناً راہ طریقت کا سالک ہوگا۔

Marfat.com

شریعت کے مدارج درجہ اوّل: روضہ:

شریعت کے دو درجے ہیں ایک درجہ فرائض واجبات وسنن مؤکدہ کا ہے اور منہیات و محرمات سے پرہیز کا ہے جس کے ارتکاب سے حد کفر سے باہر ہوکر شرعی حد میں داخل ہوتا ہے۔

درجہ دوم:

دوسرا درجہ سنن زائدہ، مستحبات اور شبہات و مکروہات سے پرہیز کا ہے جس کے بجالانے سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اور طریقت اسی دوسرے درجہ کا نام ہے اب شریعت میں آدمی اس وقت کامل ہوگا جب دونوں درجوں پر عامل ہوگا اگر درجہ اوّل میں کامل رہا اور دوسرے درجہ تک پہنچنے کی جانب مائل نہ ہوا تو اگرچہ شریعت کی حد میں داخل رہے گا لیکن شریعت کاملہ سے خارج ہوگا۔ اسی بناء پر ایک بزرگ نے فرمایا ہے:

اگر تو در شریعت کامل آئی — طریقت را ضرورت شامل آئی
شریعت را مقدم دار اکنوں — طریقت از شریعت نیست بیروں
کسے کو در شریعت راسخ آید — حقیقت رابردل خود کشاید

(ترجمہ) اگر تو شریعت میں کامل ہوگا تو طریقت میں بھی ضرور شامل ہوگا۔ شریعت مقدم ہے اور طریقت شریعت سے الگ نہیں ہے۔ جو شریعت میں راسخ ہوگا اس پر حقیقت کے اسرار کُھل جائیں گے۔

ثبوت طریقت: روضہ:

بعضے اعمال جن کو اہلِ سلوک نے طریقت کہا ہے۔ جیسے دوام ذکرِ حق و ترک محبت دنیا اس طرح کہ خدا سے ایک لحظہ کی غفلت حرام کہتے ہیں اور دنیا کی محبت کو کسی طرح جائز نہیں رکھتے۔ پس جب کہ وہ چیزیں جو شریعت میں فرض ہیں طریقت میں جو شریعت کا جز ہے کیوں نہ ثابت و فرض ہوں گی۔

طریقت سنت رسول ﷺ ہے: روضہ:

جب طریقت خاتم النبین ﷺ کی سنّت ہے تو یہ شرائط اس سنّت کی صحت سے مشروط

Marfat.com

ہوں گی'' جیسا کہ نماز میں ہے۔ نفل میں بھی فرائض میں بھی۔ اگر مصلّی ان میں سے ایک کو ترک کرے گا۔ نماز فاسد ہوگی۔ اسی پر طریقت کے فرائض کو قیاس کرنا چاہیے۔

جب علماء کا اجماع اور عارفان پاک کا اتفاق ہے کہ ہمارے لیے وہ رسول کافی ہیں جن کا سینہ معرفت حق کا گنجینہ اور جن کا دل موجِ عشق حقیقی کا سفینہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کی اتباع کا حکم دیا ہے تو ظاہر ہے کہ عشق و معرفت کے حاصل کرنے کا بھی حکم دیا ہے بلکہ ان تمام امور کا جو آپ کی ذات مجتمع صفات میں جمع ہیں چاہے وہ اقوال و افعال ہوں یا اخلاق و احوال لہٰذا شریعت کے احکام بجالانے اور طریقت و حقیقت میں کمال حاصل کرنے کا یکساں حکم ہے۔ ظاہر کو آپ کی ذات کے ساتھ اور باطن کو آپ کے اخلاق کے ساتھ متصف کرے

مستغرق خدائے در شہودی مطلق سر بوحدت کردنِ
بتوانی کہ قدر آب کن جہد دانی خود حد نہ اینہا اگر

(ترجمہ) دل میں صرف وحدت مطلق کو جگہ دے اور خود خدا کے دھیان میں مستغرق رہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو جس قدر ہو سکے اس کی کوشش کرے۔

متبعِ سُنَّت:

اتباع سنّت اور پیروی رسول اللہ ﷺ آسان نہیں ہے۔ آپ کی سنّت کا متبع وہ شخص ہوتا ہے جو دنیا کو چھوڑ کر زہد و تقویٰ کی راہ اختیار کرے، نفس و خواہشات کی مخالفت میں سرگرم ہو حق کی خاطر جد و جہد کرے، وحدت مطلق کے مشاہدے کے ساتھ ذکر دوام حاصل کرے، اور ظاہر و باطن کے ساتھ راہ شریعت طے کرے۔ اور تمام اعمال و احوال جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات میں تھے بجالائے اس وقت اتباع درست ہوگی، لیکن یہ کہ چند آسان سنتوں کو بجالائے اور جو نفس پر شاق ہوں ان کو ترک کر دے اور اس کے باوجود اپنے کو رسول اللہ ﷺ کے متبعین میں شمار کرے تو وہ بے خبر ہے اس کو اتباع سنّت کی حقیقت معلوم نہیں۔ ہاں اگر بعض اعمال کی وجہ سے اس پر اتباع کا اطلاق کریں تو درست ہے اگر تمام اعمال کے اعتبار متبع ہونے کا اطلاق کریں گے تو غلط ہوگا۔

Marfat.com

عقائد شریعت و حقیقت میں فرق نہیں: روضہ:

شریعت و حقیقت کے عقائد ایک ہیں ان کے درمیان فرق و تفاوت بالکل نہیں ہے۔ ہاں جو چیز ان میں مختلف ہے وہ احوال ہیں جو ایک کو دو دکھاتے ہیں۔

عین حق و غیر حق کی بحث:

سوال:

شریعت میں خلق کو غیر حق اور طریقت میں ''عین حق'' کہتے ہیں تو دونوں کے اعتقاد میں موافقت کیسے واقع ہوگی اور مخالفت کیسے رفع ہوگی؟

جواب:

شریعت میں خلق کو جو ''غیر حق'' مقرر کیا ہے اس سے غیریت مجازی مراد ہے اور مجازی غیریت عینیت حقیقی کے منافی نہیں ہے۔ جس کے سبب اعتقاد حقیقت میں منافات و مخالفت واقع ہو اور حقیقت میں خلق کو عینِ حق کہا ہے اس سے عین، عین حقیقی مراد ہے نہ کہ عین مجازی، اور عینیت حقیقی غیریت مجازی کے عرض کے ساتھ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اعتقاد شریعت میں مغائرت واقع ہو۔ پس اس معنی میں خلق باعتبار حقیقت عین حق ہے اور باعتبار صورت مجاز غیر حق ہے اور یہ دونوں اعتبارات مخلوق میں خداوند بے نیاز کی نسبت سے ثابت ہیں۔ پس جو شخص ان دونوں اعتقادات کا معتقد ہے صادق ہے اور جو ان دونوں کا منکر ہے منافق ہے۔ کیوں کہ ان میں سے کسی ایک کا انکار یا عرفا کے حال کا انکار، یہ دونوں انکار نادرست ہیں اور صریح نادانی ہے۔ اگر تمھاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تو اس مثال کو دیکھو، اچھی طرح بات سمجھ میں آجائے گی۔

عینیت و غیریت کی مثال:

ایک زبردست دریا ہے۔ جس کی نہ ابتدا و انتہا معلوم ہے نہ عرض و عمق کی وسعت اور ایک چھوٹا دریا اس سے نکل کر ایک طرف رواں ہوا۔ پس حقیقت کے اعتبار سے وہ عین بحر ہے کیوں کہ یہ اسی بحر سے نکلا

Marfat.com

ہے بلکہ وہی دریا جو اس جگہ ٹھہرا ہوا ہے، بحر متصف ہے اس مقام میں ایک منکشف صورت ہے۔

عین دریا کہتا ہے سچا ہے۔ صوفیہ جسے عینیت خلق یا حق کہتے ہیں وہ یہی عینیت ہے اور وہی دریا جو باعتبار حقیقت عین بحر ہے باعتبار مجاز غیر بحر ہے اس لیے کہ وہ صفات جو اس بحرِ بیکراں میں موجود ہیں وہ اس دریا میں مفقود ہیں۔ جس عظمت و شوکت کے ساتھ بحر بیکراں بہہ رہا ہے وہ دریا اس صورت و صفت سے خالی ہے۔ کیوں کہ سمندر ہاتھی کو ڈبو دیتا ہے اور دریا میں کمر سے زیادہ پانی نہیں ہے۔ سمندر میں بڑے بڑے جہاز چل سکتے ہیں اور دریا میں معمولی چھوٹی کشتی بھی نہیں چل سکتی، جو شخص اس لحاظ سے دریا کو ''غیر بحر'' کہتا ہے وہ بھی راہ حق ہی دکھاتا ہے۔ حق و خلق کی مغائرت جس کے علماء قائل ہیں اسی فرق کی بناء پر ہے:

که فاعل شر بود و که کاسب خیر — که صاحب خانقه و که راهب دیر

از روئی تعین همه غیر اند نه عین — وز روئی تحقق همه عین اند نه غیر

ترجمہ: شر کا فاعل کون ہے اور خیر کا حاصل کرنے والا کون، تعین کے اعتبار سے سب غیر ہیں کوئی عین نہیں اور بہ اعتبار حقیقت سب عین ہیں کسی میں غیریت نہیں''۔

عینیت کے سمجھنے میں غلطی:

لیکن جو شخص بحر کو عین نہر سمجھتا ہے اور ذات و صفات کے اعتبار سے بھی کوئی فرق نہیں کرتا جاہل ہے، عقل سے نابلد ہے کیوں کہ فرق بالمشاہدہ موجود ہے۔ پس منکر مذموم و مردود ہے اور بے دینوں کا یہی مذہب ہے۔ اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ یہ نہر اس بحر سے نہیں نکلی ہے بلکہ اس کا اپنا وجود علیحدہ ہے وہ غافل ہے اور بصیرت نہیں رکھتا:

گرچہ عالم قطرہ از بحر ذات مطلق است — درمیانِ بحر و قطرہ فرق دیدن از حق است

یعنی فرق انگاشتن بر ہر دو ظن ملحد است — غیر دیدن یکد گر را نیز با شرک اوفق است

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس اللہ سرہ اس باب میں فرماتے ہیں:

نه به تنزیه شو چناں مشغوف — که بنفی صفت شوی موصوف

Marfat.com

نہ بہ تشبیہ ایں چناں مائل — کہ بجسم وجہت شوی قائل
معتدل شو کہ ہر کہ اہل دل است — از جمیع امور معتدل است
تا رساند ترا مرتبہ ہا — حکم خیر الامور اوسطہا

(ترجمہ) ذات پاک کی تنزیہ میں اتنا شغف نہ ہو کہ صفت کو موصوف سمجھ لو نہ ذات پاک کی تشبیہ اس طرح سے دو کہ جسم و جہت کے قائل معلوم ہونے لگو۔ اعتدال پر رہو کیوں کہ اہلِ دل تمام امور میں اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ تا کہ بلند مراتب تک تمھاری رسائی ہو کیوں کہ ہر معاملہ میں درمیانی راہ بہتر ہوتی ہے۔

میرے عزیز! جو تمثیل اوپر بیان کی گئی ہے اس سے یہ نہ سمجھو کہ ذات حق کل ہے اور خلق اس کا جزو جیسا کہ نہر بحر کا جزو ہے لیکن اس کا نقص اور تفاوت بحر کی نسبت سے ظاہر ہے۔ اسی طرح خلق ذات حق کا ظہور ہے لیکن یہ ظہور اس کی صفت کی نسبت سے ایک جو ہے بلکہ بحر کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے۔ اس معنی میں کہ مخلوق کی ذات وصفات میں نقص ہوتا ہے اور حق جل وعلیٰ کی ذات وکمال [کی] صفات اس سے پاک ہے۔ صفات میں تغیر، خیالات میں تبدیلی، حادثات کا وقوع جیسے رنج و غم، قضا و عدم مخلوق کی خصوصیات ہیں، ذات مطلق ان چیزوں سے مبرا و پاک ہے۔ مثلاً جو حالات قطرہ پر گذرتے ہیں وہ بحر کو پیش نہیں آتے۔ قطرہ کو ایک آدمی پی جاتا ہے لیکن بحر کو نہیں پی سکتا، قطرہ تیرہ ہو جاتا ہے بحر میں تیرگی نہیں آتی، قطرہ رنگوں کے امتزاج سے سبز، سرخ یا سیاہ ہو جاتا ہے بحر کوئی رنگ قبول نہیں کرتا۔

حق گرچہ با نواع صور کردہ ظہور — شد (؟) دارد بعالم مشہور
ہر حادثہ کہ برجہاں می گذرد — از ساحت پاک حضرتش باشد

ذات حق کی تلاش کیوں؟

سوال:

جب کہ ذات حق کا ظہور تمام موجودات سے آشکارا ہے اور اس کا جلوہ کائنات کے ذرے

Marfat.com

ذرّے سے نمایاں ہے تو یہ کیا ہے کہ طالبان حق اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور حیراں ہیں اور یہ کیوں ہے کہ اس کو ڈھونڈ ھتے ہیں اور نہیں پاتے۔

جواب: اگر چہ تمام موجودات اس ذات کا ظہور ہے لیکن بحر ذات مطلق کی نسبت سے قطرات ہیں، جو شخص بحر کا طالب ہو اس کو قطرات دیکھ کر کیسے تسلی ہو سکتی ہے:

بدنیا عاشقاں بے کار باشند بعقبیٰ نیز بی آرام باشند
بیک قطرہ کجا گردند قانع نہنگانے کہ بحر آشام باشند

ترجمہ: عاشق دنیا میں کسی کام کے نہیں رہتے اور عقبیٰ میں بھی بے آرام ہی رہیں گے جو نہنگ بحر آشام ہوں، انھیں ایک قطرہ سے کیا تسکین ہو سکتی ہے جو طالبان حق ہیں وہ مظاہر قدرت کے جلوے دیکھ کر تسکین نہیں پاتے۔

طالب حق کو کائنات کے ذرّے میں جلوۂ ذات دیکھنا چاہیے لیکن ذات پاک کی طرف پوری توجہ اور طلب ہونا چاہیے کہ معروف بہ سرّہ شان اور موصوف بصفت آلان کما کان ہے۔ کیونکہ شریعت معظمہ میں بندے کو ذات خداوندی کی طلب کا حکم دیا گیا ہے اور ذات حق کے سوا تمام موجودات وممکنات کی عبادت وطلب سے منع کیا گیا ہے جو شخص لوگوں کا معبود مطلوب ہے وہ کافروں وگمراہوں میں ہے۔ اگر چہ بحر کے طالب کو قطرہ کی دید سے تسلی حاصل نہیں ہوتی لیکن خدا تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ جب چاہے طالب کو تجلی دکھائے اور مظہر مقید میں کمال صفات کا مشاہدہ کرائے۔ ذات مطلق کے جمال کا ایک عکس اس پر ڈالے۔ جیسے چراغ شیشہ میں ہو اور شیشہ چراغ کی طرح روشن نظر آئے یا قطرہ میں بحر کا عکس پڑے اور قطرہ میں بحر کی شکل نمایاں ہو۔ اسی طرح ذات مطلق طالب وصال کے آئینۂ دل میں جمال لایزال کا نظارہ کرائے۔ تجلی کے یہی معنی ہیں، اور حضور ﷺ کی حدیث کہ رأیت ربّی فی لیلۃ امرد شاب (۱) اسی معنی کو ظاہر کرتی ہے اور تجلی ہر شکل وصورت میں جائز ہے۔ لیکن ذات سبحانہ اس صورت میں بھی شکل وصورت سے منزہ و پاک ہے:

پذیرد رنگ خورشید آئینہ از عکس اولیں گردد آئینہ خورشید پس خورشید آئینہ

(۱) (ترجمہ): میں نے اپنے پروردگار کو معراج کی شب ایک امرد جوان دیکھا۔

Marfat.com

در قطرہ چو عکس بحر گرد و پیدا | از پر تو آں قطرہ شود بحر نما
اما چوں نظر کنی زراہ معنی | دریا نشود قطرہ و قطرہ دریا

ترجمہ: آئینہ خورشید کا رنگ اس کے عکس سے قبول کرتا ہے، اور خورشید کی طرح روشن آئینہ خورشید سے ہی ہوتا ہے۔ قطرہ میں جب عکس بحر ظاہر ہوتا ہے تو وہ قطرہ بحر نما ہوتا ہے۔ لیکن اگر تم معنی میں غور کرو تو دریا قطرہ نہیں ہو جاتا اور یہ قطرہ دریا نہیں بن جاتا۔

اخفاء حال کا حکم:

شریعت میں وحدت کے انکار کا کوئی وجود نہیں تاہم اس کے اخفا کا حکم ہے کیوں کہ قرآن پاک و احادیث میں اس صورت کا ظہور ان آیات و احایث کی بہ نسبت جو وحدت وجود پر دلالت کرتی ہیں تاویلات سے خالی نہیں ہیں۔ چھپانے میں یہ حکمت ہے کہ اس کا اظہار گمراہوں میں سرکشی کا باعث اور جاہلوں میں فساد کا سبب ہوگا کیوں کہ یہ لوگ بات کی تہ کو نہیں پاتے بلا فرق و امتیاز تمام مخلوق کو عین حق سمجھنے لگیں گے اور مراتب وجود کے فرق مراتب کو فراموش کر دیں گے حلال وحرام کو یکساں جان کر حد شرع سے باہر ہو جائیں گے اس بداعتقادی اور نافرمانی کے باعث ملحدوں کے زمرہ میں شمار ہوں گے اور غیریت مجاز کا اظہار اگر چہ متبادر ہے کہ قطرہ غیر دریا ہے کسی خرابی عقیدہ اور فساد کا سبب نہیں ہوسکتا، اسی وجہ سے اس کا اظہار جائز ہے۔

اخفاء کی قسمیں:

لیکن اخفاء کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ ہے کہ سب کی نظر سے پوشیدہ ہے جیسے ستارے کہ دن میں آسمان پر جلوہ گر ہوتے ہیں لیکن سب کی آنکھوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ بعض لوگوں سے وہ مخفی ہوتا ہے اور بعض حضرات کے سامنے عیاں و نمایاں۔ جیسے ۲۹ کا چاند کہ شام کو آسمان پر نمودار ہوتا ہے تو دور بین نگاہیں دیکھ پاتی ہیں اور جن کی بینائی کمزور ہوتی ہے ان سے وہ پوشیدہ ہی رہتا ہے۔ شریعت میں وجود کا ظہور اور اخفاء مثال ثانی کے موافق ہے۔ بعض آیات و احادیث اسی معنی پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا سمجھنا نکتہ رسی و دقیقہ سنجی

Marfat.com

پر موقوف ہے اور یہ اخفاء اظہار راز کے اعتبار سے کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس راز کا اخفاء عوام سے ہے خواص سے نہیں۔

وحدت وجود پر:

سوال:

جبکہ شریعت میں وحدت وجود کا اعتبار پنہاں ہے تو اس کا جاننا ہم پر کس دلیل سے عیاں ہے؟

جواب: عارفانِ خدا جو خاصانِ بارگاہ ہیں ان کے متواتر بیان اور اولیاء عظام کے اجماع سے معلوم ہوا ہے اور جو کچھ ان سے سُنا گیا ہے وہ ہمارے لیے سند اور قابلِ اتباع ہے کیوں کہ وہ متقی وصالح ہیں۔ دل وجان سے عامل شریعت اور ظاہر و باطن میں متبع سنت ہیں اور طریق معرفت میں شریعت کی رو سے ان سے گریز ممکن نہیں۔ اور ان کا کوئی عمل اور کوئی قول استاد کی اجازت اور پیر کی رخصت کے بغیر نہیں ہوتا۔ یا انھوں نے اپنے پیر سے خود سنا ہے یا پیروں کے واسطے سے بطور تواتر سنا ہے، اسی طرح یہ سلسلہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک اور ان سے آں حضرت ﷺ تک پہنچتا ہے، پس اس بات کے راوی سب ثقہ ہیں اس لیے کہ ہر ایک راہ تقویٰ کا سالک اور کذب و افترا کی راہ سے متنفر ہے ہاں جو شخص ان کو ثقہ نہ سمجھے گا وہ ان کے اقوال کا معتقد نہ ہوگا۔ لیکن یہ جب ہی ممکن ہے کہ تمام اولیاء اللہ کا انکار کرے کیوں کہ ہر سلسلے میں اس گروہ کے لوگ معتقد ہیں۔ اور اولیاء اور عارفوں کا اس پر اجماع ہے۔ جب سالک عبادت و ریاضت میں مداومت اختیار کرتا ہے تو مداومت ذکر اس پر فیض کا دروازہ کھول دیتا ہے وحدت وجود کا علم وجدان کے ذریعہ اس کے دل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور وجدان بھی علم کا ایک ذریعہ ہے۔ جیسا کہ کلام میں مذکور ہے۔ کہ: اسباب العلم للخلق ثلثة الحواس السلیمة و الخبر الصادق و النقل"۔ مخلوق کے لیے علم کے تین ذرائع ہیں۔ صحیح حواس، سچی خبر اور روایت۔

وجدان ذریعہ علم ہے:

وجدان کو اندرونی عقل (عقل کا دل) میں شمار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی ذات میں دیکھتے

Marfat.com

ہیں کہ ہماری بھوک پیاس، راحت وغم، لذت والم سب وجدان ہیں۔

عارفانِ خدااوراولیاء کرام کو وحدت وجود کا علم دو ذریعوں سے حاصل ہوتا ہے۔ایک تو اس راہ کے سالکوں سے جن کا سلسلۂ ارادت آں حضرت ﷺ تک پہنچتا ہے اور یہ خبر صادق ہے۔ دوسرے وجدان کہ وہ بھی خبر صادق کے مثل ہے۔

کیا احادیث میں یہ مضامین ہیں؟: سوال:

جب کہ یہ علم احادیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے تو اس کو کتب احادیث میں کیوں نہیں بیان کیا گیا؟

احادیث میں یہ مضامین ہیں:

جواب: احادیث کی مشہور کتابوں میں جو احادیث آئی ہیں انھیں کے مضامین میں اس علم کے معانی بیان ہوئے ہیں لیکن کوتاہ بینوں کی عقل اس کے سمجھنے سے قاصر ہے پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ آں حضرت ﷺ کی تمام احادیث حدیث کی کتابوں میں درج کرلی گئی ہوں، کیوں کہ اکثر احادیث ایسی ہیں جن کے سننے والے عام وخاص سبھی ہیں ان کو آنحضرت ﷺ نے اصحاب سے فرمایا اور حکم دیا کہ عام وخاص سب کو یہ مسائل بتادیے جائیں اور یہ باتیں سکھادی جائیں اور وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعہ سب کو معلوم ہوگئیں۔ جس کو محدثین اور مجتہدین نے جمع کیا اور کتابوں میں لکھ لیا۔

بعض احادیث صرف چند صحابہ کو معلوم تھیں:

بعض احادیث اس قسم کی ہیں کہ جن کے سننے والے گنتی کے چند لوگ ہیں اور آں حضرت ﷺ نے ان احادیث کو صرف مخصوص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا اور صرف اہلِ اشخاص سے بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا قول ہے تکلمو الناس بعقولھم لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق گفتگو کرو''۔ اور فرمایا:

مَنْ وَضَعَ الْحِكْمَةَ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فقد ظَلَمَ ○

Marfat.com

(ترجمہ): جس نے نااہل کے سامنے حکمت کی باتیں کیں اس نے ظلم کیا۔

اور تمام صحابہ درجہ میں برابر ہونے کے باوجود یکساں نہیں تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جس کو جس حقیقت کا اہل سمجھا اس سے وہ حقیقت بیان فرمائی۔ اور غیر اہل سے مخفی رکھی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث:

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ایسے علم حاصل کیے جو پوشیدہ تھے ان میں سے ایک کو تم لوگوں کے سامنے بیان کیا، لیکن اگر اس دوسرے کی اشاعت کروں تو میرا یہ گلا ہی کاٹ دیا جائے گا''(۱)

اس علم کے اخفا کا سبب:

اور جس نے اس علم کو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سنا اس نے اس کی اتباع ضروری سمجھی، اس کا اظہار صرف اہل حضرات سے کیا۔ اسی طرح ہمارے زمانے تک وہ علم اس راہ کے سالکوں تک پہنچا۔ اگرچہ مجتہدان کبار اس طریقہ سے خوب واقف تھے لیکن چونکہ اس کا ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف تھا۔ اس لیے اس کو ضبطِ تحریر میں نہیں لائے۔ بعض سالکانِ طریقت تنگی ظرف کی وجہ سے حالت سکر میں راہ شریعت سے ڈگمگا گئے اور اس راز کو عوام پر افشاء کرنے سے نہیں ڈرے۔ اسی وجہ سے ان مخفی باتوں میں سے چند ایک عوام میں پھیل گئیں، اور اہلِ شریعت نے اسی اظہار کے سبب ان کے ظاہر کرنے والوں پر قتل کا فتویٰ لگایا:

غیرت گو کہ زبانِ ہمہ خاصان برند　　　که کجا سرِ غمش در دہن عام اُفتد

غیرت سے کہو کہ افشاء راز کے جرم میں خاصانِ خدا کی زبان کاٹ ڈالے کہ کیسے ان کے غم محبت کے اسرار عوام کو معلوم ہو گئے۔

عوام کو باطنی معنی معلوم نہیں:

ہر چند کہ یہ اسرار عوام میں مشہور ہو گئے لیکن ان کے انوار ان کی نگاہوں سے اب بھی مستور ہی رہے۔ کیوں کہ وہ اس معنی میں بھی ظاہری آیات و احادیث پر عمل کرتے ہیں اور باطنی معانی

(۱) مشکوۃ شریف، جلد اول، کتاب العلم۔

Marfat.com

کے دروازے ان پر اب بھی نہیں کھلے۔

اسرار ازل بقال نتواں دانست — بے نشۂ وجد و حال نتواں دانست
تاکسب کمال نکنی ایں معنی — از گفتۂ کسے کمال نتواں دانست

ازل کے اسرار فال دیکھ کر نہیں معلوم ہو سکتے۔ اس کو وجد و حال کی کیفیت کے بغیر نہیں جانا جا سکتا۔ جب تک خود کمال حاصل نہ کرے دوسروں کے بتانے سے کمال معلوم نہیں ہو سکتا۔

باطنی معنی ظاہر آیات واحادیث کے خلاف ہیں؟:

یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ کوئی باطنی معنی ظاہر آیات واحادیث کے مخالف نہیں ہو سکتا ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر جھوٹ کا گمان ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر کوئی مدعی ولایت کوئی بات خلاف شرع بیان کرے یا اسے ظاہر ہو اور وہ جملہ اسرار میں شمار کرے تو ہرگز اس کو قبول نہ کرنا چاہیے اور بے شک وشبہ رد کر دینا چاہیے کہ نہ تو وہ پروردگار عالم کی جانب سے اسرار ہیں اور نہ ہی سید الاخبار کی حدیث ہے بلکہ وہ پوری کی پوری بات محض کذب و افترا ہے جو گمراہ کن ہے۔ وہ شیطانی وسوسہ ہے اور نفس وخواہش کی اتباع۔ اس لیے کہ ''ہر باطن جو ظاہر معنی کے مخالف ہو وہ باطل ہے''۔ وہ چند نکات ہیں کہ خاصانِ خدا ان کے اخفا پر مامور ہیں۔ ان کی یہ تین قسمیں ہیں۔

تین مخفی اسرار عشق:

اوّل بعضے اسرار عشق ہیں کہ ان کو عوام پر ظاہر کرنا خلاف ادب ہے۔

دوم انوار توحید:

دوسرے انوار وحدت وتوحید ہیں کہ دنیا کو ان کا بتانا حفظ مراتب سے قطع نظر کرنا ہے۔

سوم اخبار کرم ورحمت:

بعض کرم ورحمت کی خبریں ہیں کہ ان کو نادانوں سے کہنا آیات وعید کے انکار کا سبب ہوگا اور فسق وفجور پر جرأت کا باعث بنے گا۔ عوام سے جو خبر اور امر پوشیدہ رکھا گیا ہے ان کے پوشیدہ رکھنے کے یہی راز ہیں۔

Marfat.com

بعض اذکار واشغال کی بحث:

بعضے اذکار واشغال جو مرشدان صاحب کمال اپنے طالب وصال مریدوں کو علم وحدت اور زیاد عشق ومحبت کے لیے تلقین کرتے ہیں اور وہ اذکار واشغال کتاب وسنت سے ظاہری سند نہیں رکھتے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی اسی قسم کے ہوں اور الہامات خداوندی ان کی دلیل ہو۔ جیسا کہ بعض نمازیں اور دعائیں جنھیں اولیاء اللہ نے پڑھنے کے لیے فرمایا اور ان کے فوائد بیان کیے اور ان کے علم کا ذریعہ الہام ربانی ہو۔ اگر بدعت ثابت ہو تو بدعت حسنہ کہی جائے گی۔ اور ایسے عمل جو نفس کی ہلاکت اور ہوا وہوس کی تباہی کا سبب ہو شریعت میں پسندیدہ بھی ہے اور افضل بھی۔ اس لیے کہ احکام شریعت مطہرہ پر عمل اور بے ریاء اور عجز وانکسار سے بجا لانا نفس کی ہلاکت اور ہوا وہوس کی مخالفت پر منحصر ہے ہر وہ عمل جس سے یہ بات حاصل ہو شریعت میں مستحسن اور پسندیدہ ہے۔

خلاف شرع عمل کا حکم:

مگر جو عمل نامشروع ہے اس کا ارتکاب نیک نیتی کے ساتھ بھی ممنوع ہے۔ اس لیے کہ خلاف شرع اعمال سے فائدہ کی امید خیال خام ہے اور اس کا مرتکب احمق اور نااہل ہے۔ گناہ نیک نیت کے ساتھ بھی عبادت نہیں ہو جاتا۔

اولیاء کرام کے خلاف شرع اعمال کے متعلق:

سوال:

بعض کامل بزرگوں نے اپنے مریدوں کو خلاف شرع عمل کا حکم دیا ہے اور اس عمل کے ہی سبب کشود کار ہوا ہے اس کا کیا سبب ہے؟

جواب:

ان کے کشود کار کا سبب وہ عمل نہیں ہے بلکہ ان نیک اعمال کا ثمرہ جو گناہ کے ساتھ ظہور میں آیا ہے۔ کیوں کہ اگر اس کے کشود باطن کا سبب وہ خلاف شرع عمل ہوتا تو جو لوگ اس گناہ میں مبتلا

Marfat.com

ہیں ان کو بھی وہی مقام حاصل ہو جاتا۔

شاہ شجاع کرمانی کی حکایت:

مشہور ہے کہ شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ طلب حق میں چالیس رات جاگتے رہے اور اس پوری مدت میں پلک بھی نہ جھپکی۔ چالیس روز کے بعد نیند طاری ہوگئی اور ایک گھنٹہ سو رہے۔ ناگاہ خدائے لایزال کا جمال جس کے لیے ہمیشہ بے تاب رہتے تھے خواب میں دیکھا اور اس نیند میں عرض کیا کہ خداوندا میں جس کی طلب میں رات دن دوڑتا رہا تعجب ہے کہ اپنے اس مطلوب کو خواب میں پایا۔

جواب میں آیا کہ اے ناسمجھ! جمال لایزال کی دولت جو تجھے خواب میں میسر آئی یہ اسی بیداری کی بدولت ہے جو تلاش حق میں راتیں گذاریں اگر تو ہمیشہ خواب نوشین کے مزے لیتا تو تیرا نصیبہ نہ جاگتا اور خواب کی یہ نعمت نہ پاتا۔

خلاف شرع اعمال کے بتانے کا سبب:

بعض پیر جو کسی مرید کو کبھی کبھی خلاف شرع عمل کا حکم دیتے ہیں اس وجہ سے دیتے ہیں کہ وہ بعض گناہ سے روکتے ہیں۔ بعض چیزیں جو اس راہ کی مانع ہیں جیسے شراب پینا، امردوں سے ربط رکھنا، دماغ سے غرور کو نکال دیتی ہیں اور بھیک مانگ کر روٹی کھانے سے تکبر ٹوٹتا ہے۔ اس بناء پر مرشدان کامل جنھیں مریدوں کے دلوں کی طینت معلوم ہوتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ اس راہ کے موانع میں سے کوئی مانع اس کی طبیعت میں جڑ پکڑ گیا ہے تو اس کی طبیعت کو پاک صاف کرنے کے لیے وقتی طور پر ایک ایسے گناہ کی اجازت دیتے ہیں جس سے وہ مرض زائل ہو جاتا ہے، علاج کے بعد فوراً ہی اس کو اس ہلاکت گاہ سے باہر لاتے ہیں اور اس خلاف شرع فعل سے روک دیتے ہیں۔

”بے سجادہ رنگین کن،“ کی تفسیر:

میلے کپڑے کو پانی سے دھوتے ہیں لیکن صاف نہیں ہوتا، تو اس کو صابن لگا کر صاف کرتے

Marfat.com

ہیں۔صابن کے استعمال سے کپڑے کا میل دور ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی صابن کو بھی دھو کر بہا دیتے ہیں۔ کپڑے میں لگا نہیں رہنے دیتے۔لیکن یہ علاج اس وقت کرتے ہیں جب دوسرے علاج کارگر نہیں ہوتے۔حافظ:

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

علماء ظاہر و باطن ہم عقیدہ ہیں:

جن عقائد کے علماء ظاہر معتقد ہیں علماء باطن بھی ان میں متحد ہیں۔یعنی جو علماء کے عقائد ہیں وہی عقائد عارفوں کے بھی ہیں۔ان عالموں کے دل عقل کے نور سے بینا ہیں عارفوں کے یہاں یہ حقیقت ظاہر اور ہویدا ہے۔کیوں کہ علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی پاک ذات یکتا و تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، عرفاء کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ خدائے پاک و برتر یکتا و منزہ ہے اس کا کوئی مثل نہیں، بلکہ وجود شرکاء سے بھی مقدس و معرّا ہے کیوں کہ وحدہٗ لاشریک لہٗ میں شرکاء کی مطلق نفی ہے۔عارفانِ حق ماسوا اللہ کا حکم یہیں سے اخذ کرتے ہیں (کہ ماسواء کچھ نہیں ہے) اور جو فرق حق اور خلق کے درمیان علماء کے یہاں معتبر ہے وہی فرق عارف بھی مانتے ہیں جیسا فرق قطرہ و دریا میں نظر آتا ہے وہی فرق اطلاق کے اعتبار سے حق اور خلق میں پایا جاتا ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ خدا کی ذات جس طرح ازل میں منزل اور مقدس تھی اسی طرح آج بھی بلا تغیر ویسی ہی پاک ہے۔عرفا بھی اسی کے قائل ہیں کہ وہ ذات باعتبار اطلاق جیسی اس وقت تھی اس وقت بھی ہے۔اور یہ کہ علماء خلق کو غیر حق شمار کرتے ہیں، عرفا اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ بھی غیریت مجازی ثابت کرتے ہیں۔احکام میں یہ غیریت علماء کے عقیدہ کے موافق ہی ہے۔اور علماء جو یہ کہتے ہیں کہ مخلوق کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی خلقت کے اثر سے ہے تو عرفا بھی اسی کے معتقد ہیں کہ تعینات غیر سب کے سب اس کی قدرت و صفت کے مظاہر ہیں کیوں کہ اگر کوئی قادر مطلق اور صانع عالم نہ ہوتا تو کس طرح گونا گوں تعینات کے پردے میں ظہور فرماتا۔

Marfat.com

وحدت وجود و تعینات پر سوال:

جب تمام چیزوں کا وجود اس کی ذات کا ظہور ہے اور تمام عالم کی صفات اس کی صفات کا ظہور ہیں اور اس کی ذات وصفات ازل سے ابد تک ایک حال پر قائم اور تغیر وزوال سے منزہ ہے تو جو شخص عالم میں تغیر قبول کرتا اور بدلتا رہتا ہے وہ کون ہے اور جو چیز عدم سے وجود میں آتی ہے اور وجود سے عدم میں چلی جاتی ہے وہ کیا ہے؟

جواب:

وہ سب اسی کے تعینات وتلبسات ہیں جو عدم سے وجود میں آتے اور وجود سے عدم کو جاتے ہیں اور ذات مطلق کے مختلف ارادہ کے ساتھ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور یہ سب امور اعتباریہ ہیں حقیقی نہیں۔ عالم کا وجود موجودات اعتباریہ سے ہے حقیقی نہیں ہے کیوں کہ وہ سب اعراض ہیں، جوہر نہیں ہیں۔ یعنی حقیقت کے اعتبار سے وہ اعراض ہیں ظاہر کے اعتبار سے نہیں۔ اور اس نکتہ کی فہم طبع قاصر سے بعید ہے۔ پس اس کی ذات خالق اور صانع ہے اور مخلوق ومصنوع اس کے تعینات ہیں۔ اس کی ذات جس طرح ازل میں صفات کمال سے موصوف تھی ویسے ہی آج بھی موصوف ہے اور تغیر وتبدیلی جو کچھ نظر آتی ہے یہ تعینات وتلبسات پر ہوتی ہے۔

گر بگردانی بیک دم صد لباس — نیست تبدیلی بذاتت در قیاس

(ترجمہ) اگر تو بیک وقت سو لباس کرے جب بھی تیری ذات میں کوئی تبدیلی نہیں سمجھی جائے گی، ذات تو وہی ہوگی ہاں لباس بدلتے جائیں گے۔

آئینہ کی مثال:

حق تعالیٰ تعینات کے وجود سے نہ بڑھتا ہے نہ ان کے معدوم ہونے سے کوئی کمی اس کی ذات میں آتی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کے سامنے سو آئینے ہوں تو ہر آئینے میں اس کی ذات کا عکس ظاہر ہوگا۔ لیکن وہ شخص اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرے گا اور ہر آئینہ میں موجود ہوگا۔ یا وحدت سے نکل کر کثرت قبول کرے گا۔ باوصف وحدت کثرت میں جلوہ گر ہوگا۔ جب آئینہ کو

Marfat.com

سامنے سے ہٹادیں گے تو اس کے عکس معدوم ہو جائیں گے۔ اور وہ شخص بذات خود موجود رہے گا اور اس کے کمال میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور بعض شکستہ اور ناہموار آئینوں میں عکس صحیح نہیں آتا اور اصل کے مطابق نہیں ہوتا۔ بلکہ صورت بری، غلط اور کج مج نظر آتی ہے۔ اس خرابی اور کجی کے ساتھ نظر آنے والی چیز بھی عکس ہی ہے نہ کہ اصل ذات۔ کیوں کہ وہ شخص اپنی اصلی حالت میں اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن اس مثال سے یہ نہ سمجھا جائے کہ تعینات اور تلبسات قادر و قیوم کی ذات کا عکس ہیں۔ کیوں کہ عکس اصل کا غیر ہے اور غیر حق معدوم ہے۔ بلکہ اس تمثیل سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ وجود و عدم سے عکس میں تغیر و تبدل ہوتا ہے اور لوگوں کی شکل میں کوئی تغیر، تبدیلی یا منتقلی واقع نہیں ہوتی اس طرح ذات حق ظہور میں کثرت تعینات کے ساتھ متغیر نہیں ہوتی۔

عین ذات کی جلوہ گری: روضہ:

ذات حق نے جس مظہر میں بھی ظہور کیا ہے اس مظہر میں عین ذات ہی جلوہ گر ہوئی ہے اور مظہر کی صورت میں اپنی ہستی کا اظہار فرمایا ہے لیکن مظہر کی صفات سے بالکل متصف نہیں ہے اور حدوث و امکان کی صفات کا ذرہ برابر اثر نہیں۔ جیسے روشنی کہ رنگارنگ شیشوں سے جھلکتی ہے اور دیکھنے والا رنگوں کے مطابق سرخ و سبز روشنی کے نام سے پکارتا ہے لیکن روشنی سرخ، سبز یا زرد نہیں ہوتی اور اس کی صفات اس نور کے اندر اسی طرح موجود ہوتی ہیں۔ اسی طرح ذات خداوندی کہ تمام اشیاء سے پاک اور بری ہے اور اس کی نمود اشیاء کی صورت میں نمایاں اور ظاہر ہے۔ اس کے بعد بھی اس کا وجود تمام اشیاء سے منزہ اور مبرا ہے۔ لیکن اس مثال سے یہ نہ سمجھنا کہ اس کی ذات سے کوئی اور چیز موجود ہے جس کی صورت میں حق جلوہ گر ہے جیسا کہ رنگین شیشے جو نور کے علاوہ ہیں اور نور ان میں سے جھلکتا ہے کیوں کہ یہ تمام صورتیں اور شکلیں جو نظر آتی ہیں وہ سب اسی ذات کی نمود ہیں ورنہ حقیقت میں ان کا وجود نہیں ہے وہ معدوم ہیں۔ ان کا وجود اعتباری ہے جو محض نمود ہے نہ حقیقی کہ وجود کے تحقق سے عبارت ہے۔

Marfat.com

وجود کے بغیر نمود کیوں کر ممکن ہے:

سوال: جس چیز کا وجود نہیں ہے اس کی نمود کیوں کر ہوگی؟

جواب: نمود کے لیے وجود لازمی نہیں ہے کیوں کہ عکس جو آئینہ میں نظر آتا ہے موجود نہیں ہے۔ لیکن چوں کہ اشیاء کا وجود حقیقت میں ذات حق ہے اس بناء پر وجود کا اطلاق ان پر کیا جا سکتا ہے لیکن جب ان کی ذات کی حیثیت سے ان کا نام لیا جائے گا تو وہ صرف نمود ہوں گی نہ کہ موجود۔ پس تمام عالم نمود حق ہے اور حق وجود عالم۔

روشنی و شیشے کی مثال:

نور اور شیشوں میں سے اس کی نمود کی مثال پر غور کرو کہ صور و اشکال میں حق کے ظہور کے سبب نمود اصلی میں تغیر آ گیا جس طرح نور اپنی چمک کے سبب شیشوں کے رنگ کے ساتھ متغیر ہو گیا۔ یا اس کی اصلی نمود میں رنگین شیشوں کے ساتھ فرق آ گیا، اور شیشوں کے رنگ میں رنگ گیا حالانکہ حق کی نمود جیسی ازل میں تھی ویسی ہی ہے۔ اس کے باوجود ہر طرح کی شکل وصورت میں اس کا جلوہ عیاں ہے تاکہ جو کوئی اس کو صورتوں اور شکلوں میں دیکھنا چاہے وہ متشکل اور متمثل دیکھے اور اگر ہستی مطلق میں نظر کرے مقدس و منزہ پائے۔ اور یہ تمام صفات ناقصہ، تغیر، تبدیلی، تلبس، تشکل، تمکن، زمان و مکان کی قید، حدوث و امکان وغیرہ سب نمود کی ہیں اور صفات کاملہ، وجوب، قدم، وحدانیت، تنزیہہ، تقدیس، وغیرہ سب لازمۂ وجود حق ہیں۔

رُباعی

در ہستی حق و امتیاز است عیاں — بود ست یکے دوم نمودش می داں
اوصاف تشبیہ است محمول بریں — اوصاف تنزیہہ است محمول براں

(ترجمہ): ہستی حق میں دو اعتبار ظاہر ہیں۔ ایک اس کا وجود ہے دوسرے اس کی نمود۔ تمام فانی و تشبیہی صفات کا تعلق اس کی نمود سے ہے اور تقدیس و تنزیہی صفات اس کے وجود کے ہیں۔

Marfat.com

سالک کا عقیدہ:

مذکورہ تمثیل سے مراد یہ ہے کہ سالک کو پختہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ذات حق صفات کمالیہ سے موصوف ہے بے مثل و بے مثال ہے، تغیر و زوال سے پاک ہے، شکل و صورت سے مبرا ہے، وہم و خیال سے پرے ہے اور وہ امکان کے تمام عیوب سے پاک ہے۔ اس کے باوصف طرح طرح کی شکلوں اور صورتوں کو اپنا مظہر بنایا، اور موجودات کے ذرہ ذرہ میں ظہور فرمایا۔ لیکن اس ظہور کے ساتھ اس کی حقیقت ازلی میں کوئی تغیر نہ آیا۔ اور صفات قدیمی تغیر کے شائبہ سے بھی منزہ رہی اور اس کی ذات وصفات جیسی ازل میں تھی اسی حال میں اب بھی ہے۔ اور حوادث کا اثر اس کی ذات پر محال ہے۔ اس کی صفت حقیقتاً صرف تنزیہہ ہے، اور اس کی نمود میں تنزیہہ وتشبیہ دونوں ہیں اور اگر نمود میں ان دونوں تشبیہ وتنزیہہ کے سبب استحالہ اور جمع ضدین کا خیال پیدا ہو تو دل سے یہ وسوسہ یہ سوچ کر نکال دینا چاہے کہ حق تعالیٰ جمع ضدین پر قادر ہے۔ اگر چہ محال بظاہر نظر آتا ہے۔ اور جزوی عقل اس کے سمجھنے سے عاجز ہے۔ اس لیے کہ دو چیزوں میں تضاد کی صفت خدا تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہے تو جس ذات نے ان کو ایک دوسرے کی ضد بنایا ہے اگر موافق کردے تو بھی درست ہے۔

محالات عقل:

چند چیزیں جن کو عقل محالات میں سمجھتی ہے۔ آئینہ میں ان کو صاف صاف دکھا دیتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ بغیر وجود کے نمود ممکن نہیں اور اس آئینہ میں نمود شکل بے وجود ہوتی ہے۔ دوسری محال کی مثال یہ ہے کہ اعراض بغیر اجسام کے وجود میں نہیں آتے۔ یا محال ہے کہ اجسام کے بغیر اعراض کا وجود ہو۔ حالانکہ آئینہ میں صورت، شکل رنگ اور حرکت وسکون، سب جسم کے بغیر ظہور میں آتے ہیں ایک اور محال عقلی یہ ہے کہ بڑی چیز چھوٹی چیز میں نہیں آسکتی لیکن آئینہ میں بڑی بڑی شکلیں اور صورتیں نظر آتی ہیں باوجود یکہ آئینہ ان سے چھوٹا ہوتا ہے اور ایک مثال لیجیے کہ جو شکلیں ان سے چھوٹے اور دھندلے آئینہ میں نظر آتی ہیں وہ آئینہ کے اندر نہیں ہوتیں بلکہ باہر ہوتی ہیں۔ یہ سب جمع ضدین ہیں اور دو متضاد چیزوں کو یکجا کردینا اس کی قدرت سے ممکن ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے:

Marfat.com

وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ (۱)

وحدت وجود اور شریعت روضہ:

ہر چند کہ شریعت میں وحدت وجود کی تعبیر پنہاں ہے لیکن آیات و احادیث اور اجماع میں روشن اور واضح ہے۔

تائیدی آیات:

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (۲) اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (۳) اور هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ (٤) اور اَلَا اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (٥) اور اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (٦) اور وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا (٧) اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (٨) وَغَیْرَ ذَالِكَ۔

مویداحادیث:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ اور فرمایا لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ الدَّهْرَ هُوَ اللّٰه (۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اَلْاِحْسَانُ وَاِنْ تَعْبُدُ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ (۱۰)

اجماع:

علماء کا اجماع ہے کہ مخلوق کا قول، فعل اور حرکات و سکنات سب اللہ کی جانب سے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ پارہ ۵، سورہ النساء یہ وحدت الوجود اور مخلوق کے مظہر ذات ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ خلق کا وجود قائم باللہ ہے اس میں توحید (وحدت الوجود) کی طرف اشارہ ہے۔ اور علماء محقق وحدت الوجود کے دل سے قائل ہیں لیکن

---

(۱) پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۲۔
(۲) پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۷۔
(۳) پارہ ۲۶، سورۃ ق، آیت ۱۶۔
(۴) پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۔
(۵) پارہ ۲۵، سورہ حم السجدۃ، آیت ۵۴۔
(۶) سورۃ البقرہ
(۷) پارہ ۲۲، سورہ سباء، آیت ۴۷۔
(۸) پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۰۔
(۹) مسلم شریف
(۱۰) بخاری و مسلم باب الایمان۔

Marfat.com

زبان پر اس خوف سے نہیں لاتے کہ جاہل، بے وقوف خدا کے بارے میں گمراہی میں نہ جا پڑیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے سبب بھی کہ وَاللّٰہُ لَایُحِبُّ الْفَسَادَ (۱) اور آں حضرت ﷺ کے ارشاد کے باعث مَنْ وَضَعَ الْحِکْمَۃَ فِیْ غَیْرِ اَھْلِہٖ فَقَدْ ظَلَمَ جس نے نااہل سے حکمت کی بات کہی اس نے ظلم کیا۔

محقق کی قسمیں:

محقق اولیاء کرام وحضرات صوفیہ دو قسم کے ہیں۔ ایک صاحب صحو، دوسرے صاحب سکر۔

صاحب صحو:

صاحبِ صحو وہ لوگ ہیں جنھوں نے لوحِ دل سے نقش وجود غیر حقیقی کو دھو ڈالا ہے۔ مشاہدہ غیبیہ حقیقی حاصل ہے لیکن اسی کے ساتھ اعتبار غیریت مجازی کی رعایت بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔ ہر شے کے مشاہدہ کے وقت عینیت حقیقی پر نظر رکھتے ہیں اور غیریت مجازی کی خبر اور جو فرق مقید و مطلق میں ہے اور جو تفاوت کہ مقید و مطلق کے درمیان ہے اور ایک دوسرے کی نسبت سے متحقق ہے اس کو اور درجات کے وجود کی رعایت جس کو حفظ مراتب کہتے ہیں ملحوظ رکھتے ہیں۔ شریعت کے احکام عملاً اور اعتقاداً بجالاتے ہیں۔ یعنی تمام اشیاء کو حقیقت کے اعتبار سے "عین" کہتے ہیں۔ اور مجازی اعتبار سے "غیر حق" اور دونوں کے احکام کی رعایت کرتے ہیں اور یہ مقام انبیاء مرسل اور اولیاء کامل کا ہے اور اس مقام کے جملہ کاملیں:

محققان ہمہ یک ذات در جہاں بیند ولیک فرق مراتب آں میاں بیند
بحسب مراتب کنند بروے حکم زنیک نیکی و از بد بدی عیاں بیند

(ترجمہ): تمام محققین ہر شی کو ایک ذات دیکھتے ہیں لیکن ان سب میں فرق مراتب بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ مراتب کے اعتبار سے ہر ایک پر حکم لگاتے ہیں۔ نیک سے نیکی اور بد سے بدی کو نمایاں طور پر پہنچانتے ہیں۔

(۱) پارہ:۲، سورۃ البقرہ

Marfat.com

صاحبِ سکر:

صاحبِ سکر وہ ہے کہ جس کا اعتقاد تو صاحبِ صحو کے اعتقاد کے مثل ہوتا ہے لیکن عینیت حقیقی کے مشاہدہ میں محو ہو جاتا ہے اور غیریت کے فرق کو نہیں دیکھتا، اعتقاد دونوں کے یکساں ہیں ہاں ان کے مشاہدہ میں فرق ہے کیوں کہ صاحب سکر صرف عینیت حقیقی کے مشاہدوں میں گم ہے اور قطرہ میں دریا کو دیکھتا ہے اور وہ زبان حال سے وحدت وجود کا ایسا قائل ہو جاتا ہے کہ غیریت مجازی کے اعتبارات اس کے دل سے محو ہو جاتے ہیں۔ جب ہر وقت ایک اعتبار کی دید میں محو ہوگا تو دوسرا رُخ نگاہوں سے آپ ہی اُوجھل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے اعتقاد سے زائل نہ ہوگا۔ جیسے زید نے ایک شخص کو ضرب لگائی یا اس کو کوئی چیز عطا کی تو مشاہدے کے لحاظ سے تو ضرب وعطاء کا ظہور زید سے ہوا ہے اور اعتقاد کے لحاظ سے حق جل علیٰ کی تقدیر اس کا سبب ہے اب جو شخص مشاہدہ میں ضرب وعطا کو زید کا فعل سمجھتا ہے اس پر تقدیر حق کا انکار تو صادق نہیں آتا۔

غلبۂ سکر میں امتیاز نہیں رہتا:

صاحبِ سکر بعض اوقات غلبۂ سکر کی وجہ سے ایسی باتیں کہتا ہے جو وحدت حقیقی کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور غیریت وعینیت کا فرق باقی نہیں رہتا اور حلال وحرام کا امتیاز بھی نہیں ہوتا۔

نظم

محو تماشائی تو گشتم چناں کز خود و از غیر ندیدیم نشاں
ہر چہ بدیدم ہمہ ذات تو بود و زہمہ اشیاء صفات تو بود
چوں نہ یکے بحر کشد موج موج چشم سوئی بر کشادم زموج
مشتغل بحر چناں شد دلم کز خبر غرق شدن غافلم

(ترجمہ) میں تیری دید میں ایسا محو ہوا کہ مجھے اپنے پرائے کی کوئی خبر نہ رہی اور مجھے سوا

Marfat.com

تیرے کسی کا وجود نظر نہیں آیا، ہر چیز تیری ذات معلوم ہوئی تھی اور تمام اشیاء سے تیری صفات نمایاں تھیں۔ جیسے موج سمندر سے اُٹھتی ہے تو میری نگاہ موج سے نہیں اٹکتی بلکہ اس سمندر کو دیکھتی جس کی یہ موجیں ہیں اور بحر کے خیال میں دل ایسا محو ہو جاتا ہے کہ غرق ہونے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ ہر شے میں ذات حق کا جلوہ نظر آتا ہے اور اس کے علاوہ میں کچھ نہیں دیکھتا۔

مقام سکر:

یہی سکر اور عین القضات وغیرہ کا مقام ہے، اور جو لوگ اس مقام پر پہنچے ہیں وہ پہلی قسم کے لوگوں کی نسبت ناقص اور خام ہیں کیوں کہ صاحبِ صحو نے اس مقام کو حاصل کر کے غیریت مجازی کی رعایت بھی ملحوظ رکھی ہے۔

ایجاد عالم کی غرض:

چونکہ سبحانہ تعالیٰ کی مراد ایجاد عالم سے اپنی معرفت اور عبادت ہے جیسا کہ فرمایا ''ہم نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ وہ عبادت کریں (۱) اور بحکم کُنتُ کنزاً مخفیًا فَاَحببتُ ان یعرفَ خلقت الخلق ۝ پس عشق ومعرفت وعبادت کی نسبت جو عاشق ومعشوق، عابد ومعبود اور عارف ومعروف میں ہے وہ مطلق کے ساتھ غیریت مجازی کی ہے لہٰذا حق سبحانہ تعالیٰ مرتبۂ اطلاق سے جو وحدت محض ہے تقید کے مرتبہ میں جو دوئی صوری اور مجازی سے عبارت ہے ظہور فرمایا۔ ورنہ مرتبہ اطلاق میں عالم سے مستغنی تھا۔

پس اس نسبت کا خیال رکھنا ضروری ہے اور آنحضرت ﷺ کے قدم باقدم چلنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے خاص مقام وحدت میں غیریت مجازی کے اعتبار کی رعایت رکھی ہے اور ہمیشہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کی تعلیم دی ہے:

شاہ گر بر تختِ خویشت داد جائے — تو منہ بیروں زحدِ خویش پائے
گر شاہ بنشاندت بنشیں بر سریر — شاد بنشیں لیک خود را بندہ گیر

(۱) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝

Marfat.com

بندہ باش ••• روز و شب کین بود خوشنودی درگاہ رب

صاحبِ صحو کی حالت:

صاحبِ صحو دو اعتبار کی رعایت کرتے ہیں، اسی بناء پر بعض ایسے الفاظ جو صرف وحدت کے مخبر ہوتے ہیں ان کی زبان سے ادا ہوتے ہیں اور بعض اوقات جذبات شوق ان کے دل پر چھا جاتے ہیں اور ساقی ازل شراب عشق کے جام سے کام جاں کو نوازتا ہے جس سے وہ مدہوش ہو جاتے ہیں اور دوئی کا حجاب اور من وتو کا پردہ درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ اگر ان کا حوصلہ وظرف نشۂ شراب کے مطابق ہوتا ہے تو زبان سے کوئی لفظ ناپسندیدہ نہیں نکلتا اگر ظرف وسیع نہیں ہے اور اس نشہ کی تاب نہیں لاسکتا تو یقیناً اس کی زبان کھل جائے گی اور نامناسب باتیں لب پر آئیں گی۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ شمس تبریز اور شیخ بایزید رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ نے کیا لیکن صاحبانِ صحو کو جب غلبۂ حال سے افاقہ ہوتا ہے تو جو کچھ جذب میں کہا تھا۔ اس سے پرہیز کرتے ہیں اور توبہ واستغفار فرماتے ہیں۔

سلطان العارفین کا مقولہ اور توبہ:

جیسا کہ سلطان العارفین قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ جب تجلیاتِ ربانی نظر آئیں اور صفات بشری زائل ہوگئیں تو ان کی زبان سے بے ساختہ کلمہ ''سبحانی ما اعظم شانی'' نکل گیا۔ جب غلبۂ حال کی چمک ماند پڑ گئی تو اپنے اس جملہ سے توبہ کی اور مریدوں کو حکم دیا کہ جب اس قسم کے الفاظ میری زبان سے سنو تو احکام شریعت کی پابندی کرو اور علماء راسخ کے فتویٰ کے مطابق میرے قتل میں سستی نہ کرو۔

توبہ کا سبب:

اس کلمہ سے استغفار اس لیے تھا کہ شریعت میں اس طرح کا کلمہ کہنا درست نہیں ہے نہ کہ سرے سے یہ کلمہ درست نہیں ہے۔ کیوں کہ حقیقت وشریعت ایک ہے۔ اور آخر عمر میں فرمایا اِنّی لو قُلتُ یوماً سبحانی کنت شرکاء قطع زناری۔ اگر میں کسی دن کہوں کہ پاک ہے میری ذات تو میں زناریوں میں سے ہوں گا اور میں کہتا ہوں اشھد ان لاالٰہ الا اللہ واشھد ان

Marfat.com

محمداً رسول اللہ۔ یہ محض اس لیے کہا تا کہ جاہل اس کلمہ کو درست نہ سمجھ لیں اور شیخ کی تقلید میں زبان سے نہ پڑھنے لگیں۔ بلکہ اس کو کلمات کفر سمجھیں ورنہ ان سے کفر صادر نہیں ہوا تھا۔ کیوں کہ کفر تو یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کا منکر ہو جائے یا دوسرے کو خدا بنا لے یا مطلق مقید میں جو فرق ہے اس کو اٹھا دے اور قطرہ کو عین بحر کہنے لگے۔

آپ تو ان فاسد عقیدوں سے بیزار تھے بلکہ بحر ایمان اور دریائے عرفاں میں مستغرق تھے۔ ان سے جو گناہ ہوا وہ تو صرف اظہار کا گناہ تھا بلکہ اس اظہار میں اعتبارات کا خیال قائم نہ رکھنے کا۔

اظہار و اخفا میں غلبۂ حال کا فرق:

اظہار و اخفا میں ظرف و حوصلے کا فرق حال کے غلبہ اور تفاوت کے مطابق ہوتا ہے اور صاحبِ کمال کے احوال کا اختلاف بھی معتبر ہوتا ہے۔ رنج و خوشی ابتداء و انتہا کے حالات جو اس پر طاری ہوتے ہیں وہ یکساں نہیں ہوتے:

یکے از نیم جو جرعہ گشتہ صادق ــــ یکے از یک صراحی گشتہ عاشق
یکے دیگر فرد بردہ بیک بار ــــ مے و خمخانہ و ساقی و خمار
کشیدہ جملہ و ماندہ دہن باز ــــ زمی دریا دل آمد آں سرفراز

اقسام ملاحدہ:

ملاحدہ کی دو قسمیں ہیں۔ بعض معتقد ہیں کہ مطلق و مقید میں نہ باعتبار ذات فرق ہے نہ باعتبار صفات۔ تلبیسات کے قائل ہیں اور تفاوت ذات کے منکر۔ یہ دونوں اعتقاد عقل سے بعید ہیں اور شریعت و حقیقت دونوں میں نا قابلِ قبول۔ کیوں کہ اگر ہر چیز میں ذات حق کا ظہور بے تفاوت ہو تو لازم آئے گا کہ ممکن (مخلوق) صفات کاملہ کے ساتھ متصف ہو کیوں کہ اس ذات حق میں صفات کمالیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور ذات کا واجب صفات سے خالی ہونا محال ہے اور جب تمام صفات کاملہ ہر فرد میں موجود ہوں گی تو ضروری ہو گا کہ ہر انسان عالم غیب ہو اور ہر چیز پر قادر ہو، اسی طرح ہر

Marfat.com

گائے، گدھا، درخت، پتھر غرض کائنات کا ہر فرد خالقِ کائنات کی صفات سے متصف ہو۔ اور اس کا غلط ہونا مشاہدہ سے ثابت اور ظاہر ہے اور شریعت میں بھی منع ہے۔ پس جب صفات کاملہ سے وہ موصوف نہیں تو مطلق و مقید کا فرق خود ہی معلوم ہو گیا۔ دوسری قطعی دلیل یہ ہے کہ فانی مخلوق کو بقا نہیں وہ ہر آن فنا ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے ممتنع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حوادث کا قیام دنیا میں محال ہے

قطرہ را بحر گفتن کے رواست | بحر راہم گفتن کے سزاست
...... میداں یکے اما بفرق | زانکہ وصف و حکم شاں از ہم جداست

قطرے کو بحر کہنا درست نہیں، اور بحر کو قطرہ کہنا اور بھی نامناسب ہے۔

محققین کی رائے:

اس مسئلے میں کاملانِ عرفان کی یہ رائے ہے کہ مطلق و مقید میں فرق ہے حسب ذات بھی اور بہ اعتبار صفات بھی۔ کیوں کہ مخلوق اس کی ذات کا مظہر ہیں اور مخلوق کی ذات و صفات اس کی صفات ہیں لیکن عین صفات نہیں۔ جیسا کہ صفاتِ خلق کی نسبت صفات حق کے ساتھ ایسی ہے جیسے قطرے کی نسبت دریا کے ساتھ۔ بغیر اس کے کہ صفات حق کُل ہو اور صفات خلق اس کے اجزاء، اسی طرح ذات خلق بہ نسبت ذات حق ایسی ہے جیسے ذرّے کی نسبت خورشید کے ساتھ نہ بحسب کل وجز بہ اعتبار جزو بلکہ ذاتِ خلق میں ظہور حق کے تفاوت کے مطابق ہوتی ہے۔ ذات و صفات خلق ذات حق کی عظمت اور صفات کمال مطلق کی نسبت سے ہے۔

ملاحدہ کا عقیدۂ وحدت وجود:

ملاعدہ کوتاہ نظری اور فساد قلب کی وجہ سے ہر مخلوق کو بلا فرق و امتیاز عین حق سمجھتے ہیں اور اسی اعتقاد فاسد کے سبب حلال و حرام کو یکساں اور کافر و مومن کو ایک جانتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے عذاب آخرت کے منکر ہیں اور اعتقاد کی بنیاد یہ ہے کہ جب تمام عالم وہ خود ہی ہے تو عذاب کسے دے گا اور وہ اپنی ذات کی سزا کب پسند کرے گا۔ یا جیسا کہ بعضے جاہلِ گمان فاسد رکھتے ہیں کہ بندے کا گناہ اس کے حکم اور اس کی تقدیر کی بنا پر ہے تو جو چیز خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے واقع ہوئی ہے

Marfat.com

اس پر گرفت نہ ہوگی لیکن یہ دونوں دلیلیں عقل کے نزدیک نا قابلِ قبول ہیں۔ اوران کی غلطی دنیا پر روشن ہے۔ اس لیے کہ دنیا میں بعض لوگ غم وانندوہ میں مبتلا، اور بعض قید و بند میں گرفتار ہیں اور چند امراض سے خستہ حال ہیں۔ اور یہ تمام تکالیف تقدیر ہی کے سبب وارد ہوئی ہیں۔ جب سب اسی کی ذات ہے تو یہ عذاب کس پر ہے، اور جب سارے گناہ تقدیر ہی ہیں اور بندہ بے گناہ ہے تو یہ سزا کس لیے ہے؟ جب دنیا میں یہ عذاب ہوتے ہیں تو آخرت کے عذاب کی خبر جو خدا تعالیٰ نے دی ہے اس کو روکنے والی کیا چیز ہے حقیقت یہ ہے کہ جو حالت قطرے پر عارض ہوئی اس کو دریا پر محمول کرنا عقل سے دور ہے جو حادثہ کہ نمود پر ظاہر ہوتا ہے اس کا وقوع وجود پر ضروری نہیں۔ اسی طرح جو واقعہ خلق پر ظہور پذیر ہوتا ہے ذات حق اس سے منزہ ہے۔

صوفیہ کا وحدت وجود:

عقائد صوفیہ کا منشا یہ ہے کہ اس کا اعتقاد محققوں کے اعتقاد کے مطابق ہے لیکن اس کا مشاہدہ ان کے مشاہدے کی طرح نہیں ہے اس لیے کہ وہ اپنی ہستی میں محبوس ہے فنا کی منزل سے نہیں گذرا اور منزل مقصود یعنی مشاہدۂ وحدت وجود تک نہیں پہنچا۔ اگر چہ اس کا اعتقاد خوب ہے۔ لیکن مشاہدہ کے لحاظ سے محجوب ہے۔ اگر چہ اس کا اعتقاد قید ہستی میں ہے لیکن بزرگوں کے فرمان کے مطابق وہ اولیاء کے زمرہ میں داخل ہے۔ حدیث مَنْ تشبه بقوم فهو منهم (۱) اس بات کی صداقت پر گواہ ہے۔

مشرک کی تعریف:

مشرک وہ ہے جو خلق کو ذات حق غیر سمجھتا ہے اور اس کے باوجود اپنی ذات یا غیر کو خدا کہتا ہے یا کسی الوہیت میں اس کا شریک ٹھہراتا ہے۔ جیسے کہ فرعون، نمرود، اور دجّال کے معتقدین یا اسی طرح کے دوسرے مدعیانِ خدا بدانجام۔

روضہ معرفت حق:

معرفت حق کے کئی مدارج ہیں۔ اور معرفت نفس جو معرفت حق کی شرط ہے کئی درجے رکھتی

(۱) بخاری، جلد چہارم۔

Marfat.com

ہے۔ پس معرفتِ نفس کا ہر درجہ معرفتِ حق کا ایک دریچہ کھول دیتی ہے مثلاً جو شخص اپنی ذات کو پہچانتا ہے اور یہ جانتا ہے ذات مصور وملعون ہے تو جانتا ہے کہ ان صفتوں کو پیدا کرنے والی اور صورت بنانے والی ایک معین ذات ہے اور اس قدر معرفت نفس کے مقابل معرفت حق متعین ہے کیوں کہ وہ پہچانتا ہے کہ اس کا نفس قالب بھی ہے اور غیر قالب بھی اس طرح کہ ہر وہ فعل جو جسم سے صادر ہوتا ہے جیسے دیکھنا، سننا ، چلنا، کہنا سب کو نفس کے ساتھ منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے کہا، میں نے دیکھا اور میں نے سنا اور اگر کوئی تکلیف یا آرام کسی عضو کو پہنچتا ہے تو اس سے نفس ہی رنجیدہ ہوتا ہے اور لذت پاتا ہے پس اس معنی میں نفس عین قالب ہے اور اس سبب سے کہ مالک قالب کے ہر جزء کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے میرا سر، میرا ہاتھ، میرا پاؤں اور میرا سارا بدن۔ اور مضاف کو مضاف الیہ میں داخل کرتا ہے۔ اگر چہ جزء کی اضافت کل کی جانب جائز ہے لیکن کل کی اضافت کل کی طرف جائز نہیں۔ اس لحاظ سے نفس غیر قالب ہے۔ پس اس حیثیت سے کہ نفس عین قالب ہے خوب عیاں ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ غیر ہے نہاں ہے اور اس رو سے کہ جسم کا قالب مشکل ہے، رنگین ومصور ہے اور اس سبب سے کہ غیر قالب ہے یہ صفتیں اس کے لیے نامتصور ہیں۔ جس نے نفس کے دونوں اعتبارات جان لیے وہ عارف ہوتا ہے اور پہچانتا ہے کہ ظہور ذات حق تمام موجودات میں اسی قبیل سے ہے یعنی ظہور ذات حق ممکنات میں عیاں بھی ہے اور اس سے منزہ بھی، تقید کے اعتبار سے ظاہر ہے اور باعتبار اطلاق نہاں ہے۔ باعتبار نمود اس کا عین ہے اور باعتبار تنزیہ اس کا غیر ہے وجود مقید بھی ہے اور مطلق بھی تعینات عالم کے ساتھ متعین بھی ہے اور صفات حق کے ساتھ متصف بھی اور جو نہیں پہچانتا کہ اس کا نفس ایک وجود ہے لیکن اس کے اعضاء میں سے ایک عضو میں اس کو حکم دیتا ہے کہ موجود ہے۔ مثلاً ہاتھ میں پکڑنے کی صفت، پاؤں میں چلنے کی قوت، آنکھ میں دیکھنے کی قابلیت، کان میں سننے کی استعداد، پھر وہ پہچان لیتا ہے کہ ذات حق کا ظہور بھی اس کی ذات میں موجود ہے۔ اور اس کے لیے ایک تعینی مظہر تمام تعینات کی نسبت۔ پس سب کو یکساں نہیں جاننا چاہیے۔ اور تفاوت حکم کو سب میں ایک دوسرے کی نسبت نگاہ میں رکھنا چاہیے۔

Marfat.com

اور جو شخص پہچانتا ہے کہ اس کی ذات تمام تعنیات میں سے ایک ہے وہ جانتا ہے کہ وہ بھی حق ہے جو اس صفت کے ساتھ ظہور پذیر ہوا ہے اور جس کو وہ ''خود'' سمجھتا تھا۔ تعنیات حق میں سے ایک تھا لاجرم ''خود'' کو معدوم اور حق کو موجود کہے گا۔ جب معرفت کا یہ درجہ حاصل کرلے گا درجہ معرفت ''عرفت ربی بربی'' جو اسی کا کنایہ ہے اس کو حاصل ہوگا۔

چار عمل:

چار عمل ہیں جن کے نتیجے بہت اور جن کے ثمرات بے شمار ہیں۔ اور ذات خداوندی کے قرب کے مراتب کا ہر درجہ جو مختلف عبادات سے حاصل ہوتا ہے امید ہے کہ ان میں کسی ایک پر عمل کرنے سے بے مشقت حاصل ہو جائے گا۔ جیسا کہ ان بزرگوں کو ہوا ہے جو اس راہ پر گامزن ہوئے ہیں اور ان کے ثمرات تجربہ میں آئے ہیں۔

صفت تواضع:

ان میں سے ایک تواضع ہے جو بموجب حدیث: مَنْ تواضع رفعه الله ومَنْ تكبَّر وَضعه اللهo

(ترجمہ) جس نے تواضع کی اللہ نے اس کا درجہ بلند کیا اور جس نے گھمنڈ کیا اللہ نے اسے نیچا دکھایا۔

رفعت و علو مرتبت کا باعث ہے۔ اپنے کو سب سے چھوٹا جاننا اور سب کو اپنے سے بڑا جاننا اور سب کو اپنے سے بہتر سمجھنا اور اپنے کو ہیچ جاننا اور عمل پر بھروسہ نہ کرنا، خدا کے فضل پر نظر رکھنا، ترک اختیار کرنا، عجز و شکستگی کا طریقہ اختیار کرنا۔ اور اس صفت کی انتہا فنائی وجود ہے جس کو موت سے پہلے مرجانا کہتے ہیں:

ره این ست سعدی که مردان راه — بغیرت نکردند در خود نگاه
زاں بر ملائک شرف داشتند — که خود را به از یک نه پندا شتند

Marfat.com

تکبّر بدترین گناہ ہے:

اس صفت کی ضد عُجب و تکبّر سب سے بڑا عیب اور بدترین گناہ ہے۔ جیسا کہ ابلیس جو بہت بڑے مرتبے پر فائز تھا صرف اسی تکبّر و عُجب کی وجہ سے شیطان مردود ہو گیا۔ اس نے تکبّر میں کہا۔

قَالَ اَنَا مِنۡ نَارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ○ (۱)

(ترجمہ) کہا میں آگ سے ہوں اور اس کو (آدم کو) تو نے مٹی سے پیدا کیا۔

آداب:

دوسرا عمل آداب ہے جو اہلِ طلب اور اہلِ سعادت کا شیوہ لازم ہے۔ وہ حق تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے آداب بجالانا اور تمام احکام شریعت کو نقص و تفاوت سے پاک خیال کرتا ہے اگر ایسا عمل نہ ہو سکے جیسا کہ چاہیے تو بھی کبھی ادب سے خالی نہ رہے اور آن حضرت ﷺ کے ادب کے بارے میں جان و دل سے کوشش کرے اور ظاہر و باطن سے آپ سے محبت کرے اور آپ ﷺ کے تمام اقوال و افعال کو جو اللہ کے یہاں مقبول ہیں دل و جان سے پسند کرے۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت آداب کا پورا پورا خیال رکھے اور ان کی محبت کا نقش صفحۂ دل پر بٹھائے اور ان کو تمام اولیاء، ابدال، اقطاب و مشائخ سے افضل جانے اور سب کو قابلِ تعظیم جانے اور کسی کی شان میں گفتگو نہ کرے کیوں کہ وہ اس بارگاہ کے مقبول بندے ہیں جہاں دوسروں کی رسائی نہیں، اور ان کا مخصوص درجہ ہے۔ اور وہ کچھ جو بعض اصحاب کی مخالفت میں پیش آیا اور جو لڑائیاں ان کی آپس میں ہوئیں وہ اجتہادی غلطی ہے فساد و عناد نہ تھا۔ اس لیے کسی کو زیبا نہیں ہے کہ ان کے بارے میں نامناسب کلمۂ زبان سے کہے، عقل کی کمی اور شیطان کے بہکانے سے ان کی شان میں طعن و گستاخی کی راہ ڈھونڈھے لعنۃ اللہ علی الروافض والخوارج۔

اولیاء و علماء کی عزت:

اولیاء و علماء کی نسبت ادب کی رعایت کرنا کیوں کہ یہ لوگ راہ شریعت و تقویٰ کے سالک اور بارگاہ مالک کے مقرب ہیں اور استاد، مرشد اور تمام بزرگوں کی نسبت بھی یہی طریقہ اختیار کرنا

(۱) پارہ ۸، سورۃ الاعراف۔

Marfat.com

چاہیے۔ جسارت واعتراض سے اجتناب کر کے، ظاہر و باطن غیب وحضور ہر حال میں ان کے ساتھ یکساں رہے۔ اور اس باب میں جامع کلام یہ ہے کہ جن کی بزرگی شریعت کے لحاظ سے ظاہر ہو ان کا ادب دل و جان سے کرنا چاہیے۔

بے ادبی ابوجہل وابولہب کا طریقہ ہے:

اس کے برعکس بے ادبی ہے جو ابوجہل وابولہب کا طریقہ ہے اور دین و دنیا میں خذلان و رسوائی ہے اور یہ اعمال واحوال بد ہیں ان کی تقلید کرنا، سعی وکوشش سے ان کی راہ چلنا اور اس راہ سے اپنے کو نہ بچانا، اور اس راستے سے ہٹنے کو بے کاری اور دوری کا باعث جاننا تباہی و بربادی ہے، مَنْ تشبہ بقومٍ فھو منھم کی حدیث اس کے انجام کی مخبر ہے۔ سنتِ نبوی ﷺ بجالانے کی حکمت یہی ہے۔ اور اس کے خلاف کفر ہے، بدعت وگناہ ہے اور ان دشمنانِ خدا کے گروہ میں شامل ہونے کے برابر ہے۔ بہت سے اعمال شریعت میں برائے تشبہ حدیث منع فرمائے گئے ہیں اور اکثر تشبہ کی حدیثوں میں اہلِ سر کے لیے ممانعت ہے۔ جن کا ذکر اختصار کی وجہ سے یہاں مناسب نہیں اور وہ مسائل فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

روضاتؒ

(فارسی متن)

مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

عکسی اشاعت

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد دوام و منت تمام خداوند ذی الافضال والاکرام راکہ حد سعد انعل در انعام برشتہ بے سر انجام کشود و نعمت ایمان محض فضل و احسان بیجا طاعت و پاداش عبادت ہرگز خواست عطا فرمود۔ مومنان سعادتمند را بجذبۂ یحبہم و یحبونہ از خویش بر بود و مشتاق و دو ستدار بر عہد نرجو بالتوسل تا ختم الی ربہا ناظرۃ مستغرق مزود و واصلان ارجمند را حدلت ظلم اجر غیر ممنون الی ابد الاباد مضاعف بیغیر دو سہ

شکر اورا نہاد و نعمت بے منتہا ؛ کہ شود بے منتہائے را مقابل منتہا

الحمد للہ علی جمیع نعمائہ و درود بے منتہی بران رہبر راہ ہدی و شفیع روز جزا آن سالک سبحان الذی اسری آن نجاة دریکن اللہ رامی آن معجز بیان ان ھو الا وحی یوحی آن خاکی نسبت رہبر بالافق الاعلی آن تخت نشین قاب قوسین او ادنی آن محرم اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ نظم

آن سراج منیر راہ ہدی ؛ آن بشیر و نذیر خلق خدا

زینت انبیاء و فخر زمان ؛ رحمت از خدا بوے جہان

عالم از بہر او گرفتہ وجود ؛ آدم از بہر او شدہ مسجود

مظہر لطف ایزد بیچون ؛ سبب کاف کاو کن فیکون

نظر او نبود در جہان نابود ؛ سایہ اش زان سبب نشد موجود

یا الٰہی درود بے حد بے ؛ بر محمد فرست تا لیق و سے

ہمہ بنیاد ہم بر اصحابش ؛ ہم بر اولاد و بر احباب لیش

خصوصا بریں یار غار سر حلقہ اصحاب کبار افضل مہاجرین و انصار آن شیخ عالم فنا آن سیاح صحرائے بقا آن سالک راہ تحقیق امیر المومنین ابوبکر صدیق و بران امام عامل و عابد کامل ناصر دین و ملت و قامع کفر و بدعت آن گرم رو راہ تجرید آن محرم اسرار توحید آن مجاہد منبر و محراب امیر المومنین عمر بن خطاب و بران معدن علم و حیا و منبع جود و سخا آنکہ مقبول درگاہ آن شہید صبغۃ اللہ آن بحر کبیر علم و عرفان آن مخصوص الحیاء من الایمان امیر المومنین عثمان بن عفان و بران شہسوار میدان جہاد و قاتل اہل کفر و عناد آن صدر نشین مسند فقر و تقوی آن سلطان مملکت توکل و رضا آن شیر بیشہ دین آن امام واقع یقین مفتاح کنوز مطالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نظم

چار یار رسول صدر دین ؛ ہر یکے رہبر طریق یقین

ہر یکے صحبت رسول خدا ؛ گشتہ در بحر دین گہر یکتا

ہمہ شان مصطفی راہ وصول ؛ ہمہ شان نور عین شمع رسول

ہمہ بر مسند رسول خدا ؛ عشر لیت اگرچہ خلفاء

ہمہ در بحر قلزم مستغرق ؛ ہمہ یار رسول عاشق حق

ہمہ از پاکی صدق و یقین ؛ خانہ شرع را چہار ستون

ہر کہ نبود محب این ہر چار ؛ زد رسول خدا شود بیزار

آنکہ انصار رسول بیزارست ؛ جا بود جائے آن لعین نار

خداوندا دل ما را از غیر خود نگاہ دار و غیر را در دل ما مگذار و در عشق خود چنان مستغرق کن کہ از خود بے خبر شویم و بجذبات لطف خویش کش کہ از دولت وصل تو بہرہ ور گردیم و بر سلوک جادۂ شرع استطاعت بخش و بر متابعت حبیب خویش صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم استقامت دہ ما را با ما مگذار و کار ما در ہر دو جہان بفضل و کرم خود سپار این رسالہ است مشتمل

بر دقیقہ چند مبنی بر ارشاد طالبان بر طریق صواب و اعلام ایشان بر موجبات بعد و حجاب و بیان فرق میان اقسام اولیاء و اخراج عقائد خاصہ از عقائد عرفا و اتحاد شریعت با طریقت و حقیقت و دقیقہ چند در صفت وحدت۔

اگرچہ انکشاف سر توحید بے صفائے قلب و حصول وجد و حال محال است و نیل عقل در بیان کیفیت آن گنگ و لال اما چون بعضے معتقدین کہ بوجد و وجد و حال نرسیدہ اند الا ادراک ظاہر و باطن را بچشم دل دیدہ شریعت و حقیقت را مخالف یک دیگر گمان بردہ مذہب خود و عقائد علماء و عرفا را متناقض یک دیگر خیال کردہ مضطر می گردند و بعضے خستہ عقائد عرفا را و از عقائد علماء منکر اند و در زمرۂ ملاحدہ میروند و بعضے بر عقائد علما معتقد بودہ از عقائد عرفا انکار نمودہ در سلک فانا لا کرمن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی منتظم اند بنا علی ہذا سالک می شوند بنابران دقیقہ چند از علم حقیقت و معرفت از باطن شریعت اخذ کردہ بقدر امکان تقریر و استطاعت تحریر بودہ بیان نمودہ شد تا اتحاد اعتقاد ہر دو طائفہ را معتقد بودہ بر ہیچ کلام انکار ننماید و شریعت و طریقت و حقیقت یکے دانسته مخالفت یک دیگر نداند۔ والتوفیق من اللہ۔

و آنچہ درین رسالہ مذکور شدہ بے سند از آیت یا حدیث یا قول مشائخ نیست و چون رسالۂ ابیات را تحقیق بر کثرت با صنعت بعد ثبوت ہدایات بنابران مسمی بروضات شد۔

قال اللہ تعالی و ما الحیوۃ الدنیا الا لعب و لہو یعنی نیست زندگانی دنیا مگر بازی کودکان و مشغولی و لہو آن کسانی کہ در عزیز دنیا رفتہ سست خراب و فرحناک است پس شادی و فرح او مرتع الزوال است و عیش و راحت او خواب و خیال و خوش شدن بر و ضلالت است و غم خوردن در و جہالت۔ رباعی

در عیش دنیا سراپا بے بقاست ؛ عزائی و غم تو کی بجاست

بچشم عقل اگر بنگری جہان خواب است ؛ بچشم شان دو عمر ہر چہ بنگری سراب است

قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الدنیا ساعۃ فاجعلہا طاعۃ یعنی دنیا گر بہ بینی ساعت و ساعتی است و ہیچ بر اول و آخر او مرور و لہذا از حوادث او محفوظ تاب و کلام و ل دو چون کیمیا نایاب و مقصود موقوف بعد ذلت و ہر راحتے متعلق بعد محنت بر جا کہ آفتاب جلوہ نمود در کمترین دے زوال گرفت و ہر جا کہ کمال ظہور فرمود بزوال و نقصان پذیرفت ہر گلزار کہ گرم شد ہمچنان بک زمانے سرد گردد و ہر گلے کہ تازہ و سبز شد در قلیل مدت پژمردہ و زرد گردد و نقش نمود سرابست و حیاتش نقش بر آب۔

جہان چہ نسبت ساعت و راہ حباب ؛ وجود دانستہ چو حلقہ کہ از حباب بود

بہر چہ ولت الفت گیرد آخر کار تفرقہ پدید و ہر کہ در وصل او ہنگامی عاقبت در فراق او بگدازد

گیرم کہ پس صحبت بود صد سال ؛ الفراق الفراق آخر کار

ہر کہ بر دل بست تا ترک از دنیا بہیودہ گرست و آنکہ دیدہ بر امید دوست ادہ اش در انتظار سوخت و ہر کہ در طلبش قدم نہاد بکمال خویش نیا مد و خاک بلند ہمت کہ ترک او گوید و ہیچ مقصود بے عنان بر دو دیدہ و جہل راہ دو دیدہ بر رشتہ او نہ پیوست

سر عزیز بشد و تخت شاہ نمائے ؛ بہ بین جہان کہ دمان خراب مائد

قال اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب یکی کہ بمحبت دنیا گفتہ اند نظر بر عیب او نمی کند ہمہ محبت اوست کہ معیب بودہ در نظر خوب و چشم او از مشاہدہ عیوب کور ساختہ محبت مانع از بیان حمدہ از صحبت خلق بہ ملاذ نزہ

ولذات است مستغرق در قناعت بر روی خود کشوده و کمی صحبت مباش که هر چه لذت باید بر همان نشیند پاکی و نجاست را در میان نه نهند.

قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم ترک الدنیا رأس کل عبادة وحب الدنیا رأس کل خطیئة یعنی ترک دنیا سر همه عبادتهاست که عبادتها از ترک دنیا زایند و محبت دنیا سر همه گناهان است که همه گناهان از محبت دنیا ظهور آیند پس جان ای عزیز که هم اهل از راه حق که ترک دنیاست و مراد از آن خلو از محبت دنیا و ما فیهاست و ترک معنوی عبادت از همین معنی است و اگر با حصول این معنی ترک صوری که میسر شود افضل و اولی است زیرا که فوق رسیدن صوری و معنوی متابعت رسول خداست صلی الله علیه وآله وسلم است ای عزیز همت در این راه عالی کن و دل از محبت ما سوای حق خالی کن که غذا پر از رخت است که تا خالی از آن متاع دیگر در وی ننهند و شیشه که پر از شراب است تا تهی نسازند گلاب در وی نمی اندازند بجائی که سلطان در وی آمدند خس و خار را بجانب بیرون برزند.

روضه سعادت انسان در طاعت فرمان ملک المنان است و خسارت او در خلاف آن مراد از این نکته این است که اگر کسی از اهل طلب بجهت حصول مطلب متمسک بعملی شود که آن عمل یا ذکر مذموم بوی از مخالفت شریعت بود ممکن نیست بوسیله آن عمل بر مسند مراد نشیند بلکه محال است که از خرمن مقصود خوشه چیند که ابلیس اگرچه بزعم خود ترک سجده بسوی آدم نیکو پنداشت و فرق را سجده کرده از وفاداری انگاشت اما چون عمل او خلاف امر ایزدی بود همین اعتقاد بنا بیان در وادی لعنت و ضلالت سر نهاد. نظم

پند حق بود چون بهترین راه ؛ پند خویش کن ترک اندرین راه
پند حق ترا با حق سپارد او ؛ پند تو ترا با تو گذارد او

چو بگذری خلاص از قید هستی ؛ چه باشی پای بند خود پرستی

هر دقیقه که تا صاحب راه پیش آید کیفیت حکم آن از ادراک تو نگشاید در شریعت نظر کن هر چه حکم آن در شریعت عیان است در طریقت و حقیقت نیز عیان است یعنی اگر در شریعت خوب است در طریقت و حقیقت نیز محبوب است و اگر رد آنجا مردود است حتی با نیز مانعیت لان کل طریقة ردیه الشریعة فهو مردودة ـ

شریعت چراغ است در راه دین ؛ مشو دور زینش زمانی ببین
که در ظلمت ره بچشم خرد ؛ ز نورش عیان هست نیک و بد

طالب را باید که اول در عقاید شریعت خود را درست سازد بعد از آن بطلب حق پردازد که بعضی مریدان که در صحبت مرشدان محنت و ریاضت می کشند و جرعه از جام مقصود نمی کشند سببش همان است که در عقائد ایشان فساد و نقصان است و از شامت همین اعتقاد نالید باز در ریاضت ایشان کاسد است زیرا که خلاف عقیده از عقائد شریعت یا کفر است یا بدعت و کافر و مبتدع را بار نیست در معرفت حضرت عزت و در دین پاک اعتقاد هر چند گناه بسیار است امیدوار لقای پروردگار است حق تعالی محبان سعادت اندیشش را بمتابعت محبوب خویش که طریق محبت از همه در پیش است راه نمود و حب خویش جزای این متابعت فرمود بقول تعالی ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله.

پس بنده اگرچه خود را از جمله دوستان حق شمرد اما تا متابعت آن سرور صلی الله علیه وآله وسلم ننماید حق تعالی او را دوست ندارد و بعضی طالبان که بوصل مطلب نارسیده اند سبب عدم قبول ایشان همین بوده که در متابعت تقصیر نموده اند بلکه بی متابعت خلاصه کائنات صلی الله علیه وآله وسلم ظهور طلب و محبت حق قسمی است از محالات و هر که را این سعادت رو نمود البته ببرکت بعضی متابعت بوده اما متابعت در فرائض و واجبات

باعث ظهور طلب و محبت است و متابعت در مسنونات و مستحبات سبب حصول مطلب و ازدیاد محبت است بقول صلعم و اکما عن الله تعالی لا یزال ان یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احبه فاذا احببته فکنت له سمعا و بصرا و لسانا فبی یسمع و بی یبصر و بی ینطق یعنی خدای تعالی فرموده است که نزدیک می شود بسوی من بنده بسبب نوافل تا آنکه دوست می گردم من آن بنده را پس وقتیکه دوست می گردم من او را پس می باشم من آن بنده را شنوائی و گویائی و بینائی که بمن بشنود و بمن بیند و بمن گوید پس طالب را باید که چون تخم طلب در باغ دل بکارد و محبت بران دارد که سنت رسول صلی الله علیه وآله وسلم از دست نگذارد و متابعت فرض و نفلی و حالی بجا آرد تا سحاب فیض بر روی دانش ببارد و نهال امید و میوه مقصود بار آرد و اگر کمال متابعت نتواند هیچ از وسع و امکان او بر نیاید غفلت نشاید. نظم

ای آنکه زنی لاف محبت همه جا ؛ بر وجه زره عشق نمائی دعوی
بی پیروی نبی اگر عاشقی تو ؛ هرگز نشوی کوی محبوب بمقامی

سوال متابعت احوال را بجا آوردن چه مکان است چگونه میسر شود زیرا که حال از کیفیات نفسانیه است که تحقق آن باضطرار است نه از افعال جسمانیست که کسب آن باختیار است مثل شوق و عرفان و ذوق و وجدان و غم و فرح و امثال آن که بر دل می آید … سالک بتحصیل آن چگونه راه برد.

جواب … احوال … است عمل نمودن آن متابعت احوال آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم … احوال البلاء … فتباکوا یعنی … بگرید … نیاید شما … بتکلف بنالید … حدیث

او راست بجهد نمودن برای حصول چیزی که مستلزم گریه است بهنگام دیدن اهل بلا پس طالب را باید که در متابعت آن سرور صلعم خود را بجهد و جهد ماند هر عملی که باعث نشاء حال بود بهمان پردازد و تکلف تمام در خود متحقق سازد که متابعت آن سرور صلعم همین است ـ

گر نه ز درد آب دیده ات بچشم کن ؛ از … عشق رو چو عاشقان ریشه کن
گر نه ای تیشه چون فرهاد تا کوه کنی ؛ در حیله … شیرین … شکن

حق تعالی لطفی که عشق افزای خویش را که طالبان سرگشته در هوای او یند و عاشقان از سر گذشته در سودای او موعود بر ایمان و عمل صالح بپا نموده و فرموده فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا و عمل صالح باجماع علماء در راه شریعت بودن و از اختلاف آن اجتناب نمودن و بر سنت آن سرور صلعم سلوک فرمودن است پس عاشق صادق هرگز نباید که بخلاف امر معشوق عمل نموده باشد خصوصا امری که وعده وصال موقوف بران بوده باشد.

چنانکه نقل است که چون فرهاد را بوصل شیرین در سر افتاد شیرین او را بکندن کوه فرستاد فرهاد چون رضای معشوق دران یافت بجان منت نهاده سر اطاعت در برهم نتافت و کندن کوه عاشقانه در رنج ها دید تا بحسب آرزوی شیرین کوه را بکندید پس کسیکه عاشق جمال ازل و طالب دیدار لم یزل گردد بطریق اولی از حکم معشوق سر نکشد و بامید وصال … محنت … نترسد. بیت

در بیابان غمش هر خار که … ؛ بر دل عاشق … گلها بشگفد

… معشوق … آسایش نفس … وصال از دست [illegible]
… دعوی محبت … عشق … مقدر … [illegible]

ناصحیح است و دعوی اش کذب صریح است

کاش خوبان ہمہ از عاشق خود جان طلبند ؛ تا ہر بوالہوسے عاشق ایشان نشود

متابعت آں سرور صلعم بر دو نوع است ظاہری و باطنی اعمالے کہ تعلق بتن دارند متابعت ظاہری است و اعمالیکہ تعلق بدل دارد متابعت باطنی و حکم شریعت بجا آوردن ہر دو متابعت واجب است، قول تعالے واتبعوہ لعلکم تہتدون و ایں امر بجہت عموم شامل است بر ہر دو متابعت و نیز فرمودہ کہ وذروا ظاہر الاثم و باطنہ یعنی گناہان تن بگذارند و ہم گناہان دل ترک کنند پس کمال متابعت آں است کہ ہم سنن ظاہری بجا آرد و ہم سنن باطنی فرو نگذارد تا در فیض بر روے دلش کشاید و جمال مطلوب از پردۂ غیب رو نماید ؎

تا نسازی پاک پیدا و نہان ؛ ظاہر و باطن نہ بینی حق عیان

بلکہ موثر کمال دریں معنی قسم ثانی است لیکن جستن آں بحصول قسم اول نہادنی است ؎

چون بیاری طہارت ظاہر ؛ باطنت مرحق کند ظاہر

و آنچہ مشہور است کہ حکم شرع بر ظاہر است مراد آں است کہ اجرائے احکام شرع کہ تعلق بخلق دارد چوں تعزیر و قصاص و اذان و امثال و غیرہا بظاہر معتبر است نہ آنکہ راہ شرع بر ظاہر منحصر است۔

مثلاً دو کس بر شخصے تہمت زنا زدند و بحضور قاضی بشرب خمر بر وے گواہی دادند پس اگر قاضی بر کذب ایشان اطلاع نیابد لازم است کہ متہم علیہ را بحد شرب خمر جزا دہد اگرچہ او عند اللہ بے گناہ باشد زیرا کہ علم انسان از باطن محجوب است و علم غیب خاصہ خداوند علام الغیوب پس چوں اطلاع بر باطن از استطاعت انسان دور است ناچار باجرای احکام بحسب ظاہر مامور است و عند اللہ آں متہم علیہ و قاضی بے گناہ اند و مزوران مستحق

عتاب ہماں درگاہ اند

یا شخصے بوحدانیت حق تعالے و رسالت رسول صلعم مقر است اما بدل ازاں منکر است پس اگر بر حقیقت باطنی او مطلع نشوند لازم است کہ احکام از قبول شہادت و التماس اسلام و نماز جنازہ و غیرہا بر وے جاری کنند اگرچہ او عند اللہ از جملہ کافر است و حشر او در زمرہ منافقان فاعلم ان اجراء احکام الشرع علی نوعین احدہما ما یتعلق بالخلق کالتعزیر و القصاص و التسلیم و الاطلاع علی مدعی و الحکم بالکفر و الایمان و غیرہا و اجراء ہذہ الاحکام متعلق بالظاہر و الخلق مامور بہ وہو المراد من القول فان الشرع ظاہر و ثانیہا ما یتعلق بالحق کفصل القضایا فی الآخرۃ و التفریق بین الصادق و الکاذب و اجراء الثواب و العقاب و ادخال الجنۃ و النار و امثال ذلک و اجراء ہذہ الاحکام موقوف علی ما فی نفس الامر لا لیس بمخفی عن اللہ تعالی۔

روضہ - قال اللہ تعالی و تبتل الیہ تبتیلا معنی بر از خلق بسوے حق برید کی لیس این عمل است تقطع کردن از خلق و پیوستن بحق من کل الوجوہ ہم از روے طلب و ارادہ و ہم از روے عشق و محبت و ہم از روے قصد و ہمت و ہم از روے علم و معرفت و ہم از روے اضافت و نسبت و ہم از روے عزم و نیت و ہم از روے اشتغال و ذکر و ہم از روے خیال و فکر و ہم از روے معاینہ و شہود و ہم از روے تحقق و وجود و ہم از روے اعتماد و التجا و ہم از روے خوف و رجا و ہم از روے ابتغا و رضا

و قطع کردن از روے طلب و ارادہ آں است کہ غیر او را بجز خواہش غیر از دل بشوئی و طلب دنیا و عقبی از سر بدر کنی و عبادت حق بجہت دور قصور نکنی و قدم بمتابعت براے نفس نزنی و کار بجہت ریا و سمع نکنی و مراد و مطلوب تو در ہر دو جہاں حق باشد و طاعت و عبادت تو محض براے رضاے او بود کہ طالب الدنیا مخنث و طالب العقبی مؤنث و طالب

المولی مذکر ؎

دنیا طلب کہ ایں ہمہ طلب نہ نیکو است ؛ عقبی طلب کہ ایں ہمہ قسمے نہ زیباست

شو طالب مولی و مراد از ہیچ مخواہ ؛ مولی چو ترا ہست الکل تراست

و قطع کردن از روے عشق و محبت آں بود کہ غیر او را معشوق و محبوب نسازی و عشق و محبت خاصہ با حق بازی زیرا کہ غیر او در صفت و سیرت از عیب خالی نیست پس عشق با حق باید شیوہ ہمت عالی و بعضی کہ عام است آنست کہ خوبی انسان در موقع زوال و فنا است و انسان نیز بے ثبات است و بے بقا پس لائق عشق کسے است کہ ذات و صفات او از جمیع عیب پاک است و معاد جمال بے زوال او از ہمہ نقصانات منزہ است و مبرا و اخلاق و افعال او بہمہ ستودہ و اعلی و در حسن و خوبی فرد و یگانہ است و یکتا فنا را بجمالش گذری نہ کمالش را از نقصان خبری ؎

جلالش ما حسن تو نامہ گشتہ است ؛ ولیکن ایں ادب خیال معنی انبیا اسرار

ہر حسن و جمال کہ در جہان روشن است از خورشید حسن او لمعہ است در نظر جلوہ و ہر عشق و محبت کہ بر دلہا محیط است اندر یاے عشق او قطرہ ایست در عالم و قاعدہ کمال حسن او از احاطہ عقل و فہم بیرون است و ہر چہ در وہم و خیال تو آید جمال او از آن افزون کہ بموجب ارشاد آں سرور صلعم ان اللہ جمیل یحب الجمال محبت حق اجل و اولی است و صفت او اعاد و نہایت ناپیدا عجب از غافلے کہ با چنین جمال عشق نبازد و از غیرے غافل شود و بہ غیرے پرداند ؎

اصل در یوسف جمال تو ا جلال ؛ اے کم اتش شو فداے آں جمال

اگرچہ حسن کہ در عالم است قطرہ از دریاے حسن او است اما بطراز قطرہ بدریا شتن محبت بجز یاد داشتن موجب ... شود بنظر

اے بجزلی از ہمہ خوبان فزون ؛ حسن و شفقت بر ہمہ غایت برون

پرتو حسن تو در عالم فتاد ؛ عالم از عشق تو در غم اوفتاد

حسن تو خورشید و دیگر ذرہ ہا ؛ عشق تو دریا و باقی قطرہ ہا

اے خوشا آں کو شد مطلق بیار ؛ رفت در عشقش بہنگام فراق

اے خوش آں کو شد دراں صاحب قمر ؛ بعد ازاں خوبی در تسلیم او

اے جمالت خوشتر از باغ بہشت ؛ ہست جنت زیں ایک پار خشت

ماہ عشق خود نما اے ذوالجلال ؛ تا بہم از عشق تو اندر وصال

شوق عشق خود بہ بر گردنم او ؛ آتش عشق خود افگن در تنم او

برکشم از عمر عشق خود مرا ؛ گرچہ نعشم می کنند سوے جدا

نیست نہ بجز ہجر ہا پاے دلم ؛ نیست آں سست کار گم دلم

اے چنیں قوت کجا یابد نیست ؛ رو بیاں را تمت شدیں کہ است

گر بلطف خود بگیر بہ جست من ؛ ذوق بہ بیں ز کشش سوے وطن

بشکند زنجیر نفس از پاے من ؛ دل بجانانت سوے دل شعلہ زن

در ہواے عشق تو پراں شوم ؛ بگذرم از نفس جملہ جاں شوم

یا رب از دین قبول مصطفیٰ ؛ کن دعاے مستمندان را روا

و قطع کردن از روے قصد و ہمت آں بود کہ از جمیع مقاصد بگذری و ہم دو جہاں را بجوی نخری و بوجود ہیچ سبب شادی بری و در ہمہ او غم خوری شادی تو وصال و حضوری او و غم تو در فراق و دوری او باشد و کشف و کرامات و ال ... از ہمہ دنیا و آخرت میان تو و میان او حائل گردد کہ ما لذات قرب و وصال است لذات دنیاے فانی و نعمات جنت باقی را بجوی نخرند ؎

Marfat.com

دنیا طلبی کار زنیان فی المثل است — عقبیٰ طلبی نیز مخنث عمل است
ایں ہر دو گرفتار حق طلب گرم بعلی — کاسے بہرہ بدل وارد و حق بعمل است

و قطع کردن از روئے علم و معرفت آں بود کہ خود را جاہل و منکر باشی و نقش غیر از صفحۂ دل بر داشتی و موجود مطلق حق را دانی و بوحدت حقیقی او را بشناسی یعنی چناں یقین کنی کہ غیر حق در عالم نیست و اشیاء متعددہ کہ بہ صورت اغیار می مانند اغیار حقیقی نیستند ملک اغیار مجازی اند کہ عبارت از تعینات متنوعہ حق است۔ بعین حق کہ آں عبارت از ہستی مطلق است و از عین تا تعین فرق بسیار است کہ عین یکیست تعینات بے شمار ے

خانۂ دل کن ز غیر حق تہی — تا طلوع وحدت اندر وے نہی
خویش را بہم بدل خور راہ مدہ — در مقام شہ و رخت خود منہ

و قطع کردن از روئے اضافت و نسبت آنست کہ ذات جمیع عالم را مظہر ذات حق دانی و صفات ہمہ را مظہر صفات حق خوانی چوں بریں یقین آری پس جمیع اقوال و افعال و حرکات و سکنات و صفات و خاصیات منسوب بخود و خلق نداری بلکہ ہمہ را بحکم وحدت حق شماری ے

گرچہ تیر از کمان می گزرد — از کماندار بیند اہل خرد

اما حق را بصفات ممکنات (متصف) پندار کہ ایں خیال فاسد از حضرت پاک او دور دانی کہ اضافت نوشتن بکاتب از روئے اجرائے قلم است بر نامہ و اگرنہ موصوف بصفت نوشتن نیست مگر قادر و نسبت تیر انداختن بہ تیر انداز بجہت کشیدن کمان و کشادن آنست و الا موصوف و صفت ری ہماں کمان است۔

و قطع کردن از روئے عوم و نیت آں بود کہ ہیچ فعلی از تو برائے غیر واقع نشود

و جمیع اقوال و افعال و حرکات تو خالصاً للہ بود و صبر عملے کہ نیت کنی نیکی یا بدی موقوف دانی چوں نیت نیک حاصل کنی آنگاہ بعمل آری کہ للہ والا فلا مکن۔

و قطع کردن از روئے اشتغال و ذکر آں است کہ در دل بر خاطر بہ ہنگام شغل دل بغیر وے نہ پسندی و خود را مشغول باو داری و یک نفس بے یاد او نہ برآری ے

اے دوست دل خانۂ اسرار الٰہی است — ایں خانہ ہمہ غیر حالیۃ سزاست
می دار بجہد چند ہر وم پاسش — زاں روکہ یک خانہ بیک دوست سزاست

و قطع کردن از روئے خیال و فکر آنست کہ خیالات باطل از دل بر ہم زنی و فکر ہائے بیہودہ از سر جملہ فکنی و ہمیشہ در خیال۔

از باشی و فکر در آیات و صفات الحسنیٰ — حسن فکر تو چہ بینم بجمال دگراں

ہم خیال تو مرا بہ کہ وصال دگراں۔ قطع کردن از روئے معائنہ و شہود آں بود کہ نظر از غیر بر داری و ہمہ اشیاء را ظہور حق پنداری و ہمہ جا حق را جلوہ گر بینی و کل شئی از باغ ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ فیہ یعنی در ہر چہ نظر ساقی چناں دانی کہ ذات حق کہ از صفت ایں شی مقدس و مبرا است ظہور او بایں صفت روشن و ہویدا است رنج رنگ چنانکہ در ازل ازیں صفت منزہ بود الحال نیز ہم چناں پاک و منزہ است ے

گناہ آمد شہود ما سوی اللہ — ازیں نوع گناہ استغفر اللہ

و قطع کردن از روئے تحقق و وجود آں است کہ بموجب حدیث موتوا قبل ان تموتوا از صفات بشریت و نفسانی بیروں آئی و بحکم حدیث تخلقوا باخلاق اللہ تخلق و متخلق شوی یعنی در طریق فنا فی اللہ از وجود تنفر نمائی تا بمنزل بقا باللہ بحق بیاسائی زیرا کہ چوں نقش ہستی خویش تمام بشوی آنگاہ بحق شنوی و بحق بینی و بحق

گوئی ے

اگر پیش از اجل یکدم بمیری — دراں یکدم ہمہ عالم بگیری

قال النبی صلعم وجودک ذنب و بر دیں از روئے اعتماد و التجا آں است کہ بغیر او اعتماد نکنی و از غیر او حاجت نخواہی و تکیہ بر فضل او کنی و از آفت غیر یاد پناہ بگیری در وقت درماندگی و بیچارگی او را خوانی و عزت و خواری از وے دانی ہو المجیب ہو المغیث ہو المعز ہو المذل ے

و انما التفویض کار خود بحق باشد نکو — حاجت از وے خواہ و از خویشتن باد مگو
عزت و خواری ہیچ و راحت جملہ از حق است — اعتماد و التجا بر کس مکن الا بدو

و قطع کردن از روئے خوف و رجا آں است کہ چشم امید بر غیر نہ نہی و خوف غیر را بدل راہ ندہی کہ قاضی الحاجات حق است و او بتر سیدن حق و اللہ احق ان تخشوہ

موحد کہ در پائے ریزی زرش — چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس — بریں است بنیاد توحید و بس

و از نفع و ضرر غیر نظر برداری و محبت و راحت و بلا و نعمت از حق شماری و جمیع کارہائے خویش بوے سپاری ے

در شرع از شرک پوشیدہ است — کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست
گرت دیدہ بخشد خداوند امر — نہ بینی دگر صورت زید و عمر

و قطع کردن از روئے ابتغاء رضا آں است کہ ترک رضاء خلق گوئی و در طلب خوشنودی حق پوئی بلکہ رضاء خلق نیز محض برائے رضاء حق جوئی و آنچہ حق تعالیٰ فرمودہ بجا آری و از آنچہ منع نمودہ خود را باز داری و بسبب خوشنودی خلق غضب حق طلب نکنی و قدم غیر در راہ رضاء حق منزل بیجاں کہ مذہب مباحیاں جاہل است

کہ رضا کسی از زید نباید ساخت و در رضا جوئی خلق باید پرداخت اگر کسے خرآمدہ گوید باید خواند اگر حرامی دیگر بدہد بخشش باید رساند و ایں ما بہ است زیرا کہ نفس پرتلبیس تا نشود باشد مع شر ابلیس، و مولانا عبدالرحمٰن جامی کہ یکے از عارفاں گرامی است چہ نیکو فرمودہ ے

ترک آزار کردن خوئے تو — دفتر کفر ماست در باب
سنگ آمد بر شیشۂ اعمر تو — شد منکر آں او معروف
نفس تحت گزرشت چوں ای — وادرشہ درہ باحت روی
از علامات خلق و دین ناری — منزلیش حصر در کم آزاری
صد دلہ از اباحیان بکمن — کس میاندید جو خواہی کن
نسبت خود کنند بہ جنبل — وہم عذر انداو ایشاں
ہر کہ در عرش را بجود بزار — کے زہ در پیش آید ایں بکار
نیست مذہبی این کنند ادا سست — نیست جمعیت ایں کارو جہت

پس بداں اے عزیز از آنچہ در بیان معنی آیۂ کریمہ قولہ تعالیٰ و تبتل الیہ تبتیلاً ما گفتہ شد مراد آں است کہ طالب را باید کہ تقریب حکم آیہ کریمہ منظور دارد و بظاہر و باطن حکم آں عمل آورد و بریدن از غیر و پیوستن بحق در جمیع وجوہ مذکورہ کہ معنی آیۃ شریفہ حق تعالیٰ بقطع از ما سوائے من کل الوجوہ امر فرمودہ اگرچہ ایں فقیر دریں کلمہ لفظ از آں اکتفا نمودہ و از قطع از ما سوا و پیوستن بحق جل و علا الحق وجہ صبر نگوید معنی توحید صفات سالک (تحقق) نہ گردد اگر در یکے ازیں وجوہ مذکورہ نقصان بود شرک خفی بجا بود۔

بداں اے عزیز اگرچہ بریدن از خلق من جمیع وجوہ واقع است اما اگرچہ پیوستن

Marfat.com

بخلق محض برائے حق است نکو است کہ ہیں نوع پیوستن موجب رضاء او ست مثلاً پیر را طلب کند سبب آنکہ ہادی راہ خدا است بہشت را خواہد بہائے آں کہ روۃ دیدار آنجا است با اولیاء اللہ را دوست ملو را ناں روئے کہ دوستاں حق اند باشتغال بکفایت مہمات ایشاں کند از آں کہ ایشاں در ذکر حق مستغرق اند یا در رضائے او در پر کوشد بجہت آں کہ رضائے حق در رضائے ایشاں دست دہد دیا بر حسن مخلوقے عشق بازد باید آں کہ از مجاز بحقیقت رہ برند ایں ہمہ کہ مذکور شد و شال آں بحسب حقیقت محض پیوستن است بحق اگرچہ باعتبار ظاہر پیوستن است بخلق۔

لقولہ علیہ السلام ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم ؎

عاشقان را تم بقائے جاودانہ دوست ۔ دوم بر لذت رضائے دو دیدانہ دوست
مدعیان چوں نخجستہ دعا جسم ۔ عاشقان جنت بجائے وصل دیدانہ دوست

بشرطیکہ نیست دریں امر خالصاً للہ بود نہ آں کہ خود را در کارے برائے ہوس نفس انداز و نیت حق را (بجہت) آں حیلہ سازند۔

حضور با حق و غفلت از خلق کہ شرط ارجاں طاعات ملک مقصود جمیع عبادات است بر ہیچ عملے حاصل نیامد ہیچ جاں ندا خواید مگر بعشق ہر کہ در عشق حقیقی یا مجازی بار غمی کشیدہ است صدق ایں معنی بالبداہہ دیدہ است کہ چوں معشوق در خانۂ دل جا می سازد در ہر چہ غیر معشوق است از دل جدا می سازد ہر کاریکہ عاشق مشغول می شود ولش بدیاد معشوق می جوید اگر گویا است ذاکر است و اگر خاموش ذاکر او اگر بخواب است در خیال او است و اگر بیدار است در اندوہ خیال او ہیچ کن در جمیع امور

چوں نشستن و خاستن و راہ رفتن و طعام خوردن و نماز گزاردن و قصاں خاطر من بلکہ بہر جا کہ توجہ می کند بہر کاریکہ دست می زند ظاہرش اینجا است و باطنش در حضور یار خواہ عشق حقیقی باشد خواہ مجازی چوں ذکر غیر از دلش جدا شود ہر عبادتے کہ بکند بحضور دل ادا شود آنگاہ جمیع طاعات از وکمال گیرند و ہمہ عبادات او اصلاح پذیرند بدلیل قولہ صلعم لا صلوٰۃ الّا بحضور القلب، ایں رتبہ کہ در عبادات است واں مقصود در جمل طاعات است ہمہ جمع است در خزینہ عشق از آں کہ او جامع الکمالات است و ہم در یں معنی گوید ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ۔ اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت ناموس ما ۔ ای افلاطون و جالینوس ما
ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں ۔ چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

حق تعالیٰ منزل ہر عبادت عضوے از اعضا ساختہ است کہ مظہری است مقتضی ظہور اما طرح عشق در منزل دل انداختہ کہ در جمیع بدن مقامے است مستوسعا ایں اشارت است باخفاء ایں راز کہ سریست میان بندہ و خداوند بے نیاز پس عاشق را باید تا نہ کہ ایں سر از نامحرماں بپوشد و در اظہار آں نکوشد کہ در اظہار ریا متصور می گردد و نیز غلبہ عشق می پذیرد۔

دل ہمی گردد چو از دل جنبش آمد زلزلہ ۔ مشک را کہ شود پنہاں شد عیاں از فغاں

اما اگر بعضے اوقات حالات عشق و جذبات شوق چناں غالب آید دو نام اختیار از دست طاقت او بر بایند و پردہ از سر کار بے اختیار بکشایند اگر چہ آں حالات نہ اختیاری او بود بجز لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا در ظہور آں معذور بود۔

راہ شریعت ہمہ راہ عشق است سلوک ایں راہ جز بعشق میسر نشود و سالک

ایں راہ جز عاشق نبود زیرا کہ آنچہ از تکالیف و امور شاق کہ در قرآن و حدیث واقع است تحمل آں جز بعشق صورت نہ بندد و ایں محنت و رنج جز عاشق بر خود نہ پسندد اگر چہ ناعاشقان نیز از بیم دوزخ و شوق بہشت تحمل آں می کنند اما اکثر واں الغزند کہ آں تحمل نمی توانند بر متابعت آں سرور صلعم کما ینبغی ہمت نمی گمارند و اکثر احکام کہ در شریعت بہ اسم اند بجا نمی آرند زیرا کہ تقوی ایشاں با امید و بیم جنت و نار است و تقوی و احتیاط بعشق پیوند تنگ و مقرر است کہ ہر کاریکہ بعشق و محبت دست دہد آں نتیجہ انشا نتواں آید کہ با امید و بیم کنند لہٰذا بزرگی فرمودہ است کہ نماز سیاست و عاشقاں را است ؎

کے صنایع خانقاہ در گرد عشق ۔ کا سماں را فرش سازند در عشق
نا بصبا ہر تا نمی بارہ ما ۔ عاشقاں ہجراں ترا زہبق دہا

و مختصر بیان ایں است کہ آنچہ در کتاب حق جل و علی و احادیث سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ است شریعت است و بجا آوردن ہمیں اعمال بتقوی و احتیاط طریقت است و حالاتے کہ برکت آں اعمال حاصل شود آں حقیقت است۔

سوال. میان شریعت و طریقت چہ فرق است **جواب.** میں ربہ مساوات است از یں وجہ نسبت عموم و خصوص مطلق یعنی بیک وجہ ہر دو یکے اند بلا فرق دیگر وجہ شریعت عام است و طریقت خاص یعنی طریقت داخل شریعت است و شریعت شامل طریقت و ایں نسبت ۔ ۔ ۔ ۔ زیرا کہ حضرت سرور صلعم فرمودہ کہ الشریعۃ اقوالی و الطریقۃ افعالی و الحقیقۃ احوالی ۔ ۔ اقوال و افعال آں حضرت صلعم را گر چہ بحسب مفہوم متغایر اند اما بحسب مصداق متحد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ معنی و ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آں حضرت صلعم خلق فرمودہ ۔ ۔ ۔ ۔ نمودہ اند ۔ ۔ ۔

علیہ قولہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون پس اقوال تحت افعال آمدہ و افعالے کہ خود جل آمدہ اند بمتابعت آں امر کردہ اند پس متابعت افعال ایشاں ثابت شد و اقوال ایشاں پس افعال داخل اقوال شد پس چوں میان اقوال و افعال اتحاد ثابت شد میان شریعت و طریقت نیز اتحاد لازم آمد۔

سوال. ہر گاہ کہ میان شریعت و طریقت مغایرت منفی است پس تفرید اسم و تفرید حکم را فائدہ چیست یعنی چرا حکم شریعت در حدیث با قوال ذریعہ اند و حکم طریقت با فعال باز گردند۔

جواب. جائز است کہ تفرید اسم و تفرید حکم موجود بود اما بحسب ما صدق اتحاد یافتہ شود چناں کہ قول آں سرور صلعم الایمان سری و الاسلام علانیہ تفرید اسلام و تفرید حکم میان ایمان و اسلام موجود است اما بحسب ما صدق توافق میان ہر دو متفق زیرا کہ ہر کہ مسلم است مؤمن است و ہر کہ مؤمن است مسلم اما نسبتاً عموم و خصوص مطلق پس زیرا کہ شریعت عیاں است از اقوال آں سرور صلعم و افعال آں حضرت بر مدار احکام عام است و دریں معنی احادیث امر براوائے نفل نقط ۔ ۔ ۔ و قید تقوی و احتیاط بر آں نیفزودہ کہ آں در جہ فرائض و واجبات است و در احادیث بجا آوردن اعمال تقوی و احتیاط فرمودہ کہ رتبہ مسنونات و مستحبات است۔

و طریقت کنایت است از افعال آں سرور صلعم و افعال آں حضرت بکمال توحید بخصوص تقوی و احتیاط و تجرید پس باعتبار شریعت عام است و طریقت خاص و ایں نکتہ باید دانست کہ عام را بر خاص وجود ممکن است و خاص را بے عام وجود محال یعنی اقتضا ایں وجہ می تواند بود کہ یکے در شریعت باشد و ہنوز در طریقت نیا

Marfat.com

اما این محال است کہ یکے در طریقت باشد و در شریعت نباشد و باعتبار دو وجہ
اول ہر کہ در شریعت است در طریقت است و ہر کہ در طریقت است در شریعت
است بداں کہ طریقت و حقیقت ہیچ گاہ از شریعت بیروں نیست و دلیل بر آں کہ
طریقت و حقیقت داخل شریعت است بچند وجہ است۔

اول آں کہ حضرت نبوت مآب صلعم فرمود کہ الطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی
پس ہر فعلے و حالے کہ صفات افعال صفات صلعم بود بہما سنت است و سنت
یکے از احکام شریعت است۔

و دلیل دیگر آں کہ حق تعالیٰ ما را بمتابعت آں سرور عالم صلعم امر کرد و قال
واتبعوه لعلکم تهتدون امر باتباع کہ در آیۃ کریمہ واقع است ماں حکم بمتابعت
تمام است خواہ اقوال باشد و خواہ افعال و خواہ احوال پس چوں طریقت افعال نبیق
است متعلق و حقیقت احوال او ثابت کہ امر متابعت ہم ہیچ جا معنی طریقت ست و ہم حکم
بجا آوردن حقیقت و ہر چہ بجا آوردن آں امر شریعت صادر است داخل شریعت است
دلیل دیگر آں کہ ہر عملے اعتقادی کہ در طریقت و حقیقت است از ترک دنیا و سلوک
تقویٰ و مخالف نفس و ہوا و تحقیق فنا و دوام ذکر حق و نفی ما سوائے و وجد و جذبات قرب
مولیٰ و غیر ذلک از آیات و احادیث و اجماع بیرون است و ہر چہ در آیات و احادیث و
اجماع علما است داخل شریعت است۔

دلیل دیگر آنکہ روایت است از ابن مسعودؓ کہ فرمود روزے رسول صلعم از برائے
ما خطے کشید و فرمود کہ این راست سوئے حق است و از چپ و راست آں خط خطہائے دیگر
کشیدہ و فرمود کہ راہ با اندکہ بر ہر یکے ازاں دیوے موکل است و این آیۃ خواند و ان ھذا صراطی
مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصٰکم ؛

لعلکم تتقون یعنی خدائے تعالیٰ فرمودہ است کہ این راہ شریعت است مستقیم پس متابعت
کنید این راہ را و متابعت نکنید راہ ہائے دیگر را پس جدا شد راہ ہائے دیگر شما را
از راہ حق و این راہ شریعت شما را فرمودہ است شرعنا الا لعل نکونوا مع... شاید کہ شما بپرہیز
از خطا و بپرہیزید از راہ ہائے دیگر پس بموجب این آیۃ و این حدیث راہ راست کہ بسوئے
حق است یکیست و باجماع فنا دراں راہ طریقت جز شریعت نیست پس طریقت و حقیقت
راہ شد و ہر کہ در راہ ہائے دیگر افتاد گمراہ شد۔

سوال۔ ہر گاہ طالب کہ بسوئے حق است یکے و نبوت رسید پس الطرق الی اللہ
بعدد انفاس الخلائق چرا مقبول گردید۔

جواب۔ این ہمہ راہ ہا کہ بسوئے خداوند تعالیٰ است عبارت از اعمال شریعت
غراست و شریعت جامع آنہا است زیرا کہ بعضے بکثرت نماز بحق رسیدہ اند و بعضے بخشوع
و نیاز و بعضے بکثرت صوم و بعضے بعزلت و نوم و بعضے بدوام ذکر و کمال فکر و بعضے بحج و
جہاد و بعضے بنفع عباد و بعضے بانفاق و احسان الی غیر ذلک من الخیرات والحسنات
التی تعبر عنہا بالاعمال الشرعیۃ الطرق والطرق التی ہی مخالفۃ لھذہ الاعمال ہی من غیرہا
باطلۃ کثرت او ہی وکل علیہا الشیطان کما مر فی بیان الحدیث النبوی صلعم۔

طریقت کمال شریعت است و شریعت وجود طریقت پس ہر وجود شریعت وقتے کامل
گردد کہ با اعمال طریقت عامل گردد سلوک طریقت آنگاہ مستقیم شود کہ راہش بر جادہ شرع
بود بعضے جاہلاں کہ بے حقیقت شریعت برخوردہ اند پنداشتہ اند کہ شریعت عین صوم
صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ است پس خبر نداشتہ اند از آنکہ شریعت عمل نمودن است بر تمام
احکام کہ در کلام ملک علام و احادیث آں سید انام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام آمدہ است
کہ طریقت را نیز شامل است و بعضے جاہلاں کہ بر ماہیت طریقت کما ینبغی واقف نشدہ

اند گمان بردہ اند کہ طریقت عین ترک نمودن لذات و گناہ نبودن از تعلقات است،
و آنگاہ نگشتہ اند از آنکہ طریقت سلوک فرمودہ است و متابعت افعال آں سرور
عالم صلعم و افضل آں بعد کمال صلعم منحصر در ترک تعلقات است بلکہ مشتمل بر ادائے
جمیع فرائض و واجبات است کہ کمال شریعت ہم حاصل است پس ہر کہ در راہ شریعت
کامل است احکام طریقت را بالضرورت عامل است۔

چوں ماتِ احکام شریعت گردی ؛ تا چند تو سالک طریقت گردی

روضہ۔ شریعت عبارت از یکے دو درجہ فرائض و واجبات است و سنن موکدہ
و اجتناب از محرمات و منہیات است کہ بعمل نمودن آں از عہدہ و فسق بمی برآید و عہدہ
شرع می آید۔

و دوم درجہ سلوک متابعت مستحبات و احتراز از شبہات و مکروہات است کہ بجا آوردن
آں قرب حق حاصل شاید و طریقت عبارت از ہمیں درجہ است پس در شریعت وقتے کامل
گردد کہ بریں ہر دو درجہ عامل شود اگر درجہ اول بجا آرد و بدرجہ دوم نرساند اگرچہ
درجہ شریعت عاقل بود اما از شریعت کاملہ خارج باشد و از ینجاست کہ بزرگے فرمودہ

اگر قدر شریعت کامل آئی ؛ طریقت را ضرورت شامل آئی
شریعت را قدم بر آسمان ؛ طریقت از شریعت نیست بیروں
کے کہ در شریعت راسخ آید ؛ حقیقت را بروئے خود کشاید

روضہ۔ بعضے احوال کہ این سرکار فرض طریقت گفتہ اند مثل دوام ذکر حق و ترک
محبت دنیا مطلق چنانکہ یک لحظہ غفلت را حرام می شمارند و محبت دنیا را حرام
می دانند پس ہر گاہ آں چیز ہائے کہ در شریعت فرض است پس طریقت کہ جز و لیست
در شریعت فرض نیست بچہ وجہ ثابت شدہ۔

روضہ۔ چوں طریقت سنت آں خاتم النبی است صلعم پس این شرائط شرط
برائے صحت آں سنت است چنانکہ سنتہا است در نفل نیز فرائض آمدہ اگر معطل
یکے از ارکان نماید فساد نماز پدید آید حتی ادائے فرض الطریقۃ۔

چوں باجماع علماء و اتفاق عرفاء باطن پاک آں برگزیدہ لولاک صلعم کافی بود بہ
از مظاہر معرفت حق و دل او بحرے بود مواج از عشق مطلق پس حق تعالیٰ کہ ما را
بمتابعت او امر نمودہ ظاہر است کہ ما را بحاصل نمودن عشق و معرفت فرمودہ بلکہ بجمیع
امور کہ در ذات آں خلاصۂ کائنات مختص بود بہ اقوال و افعال و اخلاق و احوال پس
آں حکم است ہم بجا آوردن شریعت و ہم کامل کردن طریقت و حقیقت تن با قوت
او وصال دل با فلاق او ہائے ... حال

کرد سر رشتہ مطلق ؛ در شہود نماے مستغرق
اگر بنہادہ در خود دوانی ؛ جہد کن تا بہ مقصد کہ بتوانی

طریقت سنت نمودن است و متابعت آں سرور صلعم نمودن آساں نیست کہ تابع
آں کس بود کہ ترک دنیا کند و قدم در راہ تقوی زند و مخالفت نفس و ہوا پیش گیرد
جد و جہد بہ اثبات حق بر خود بپرد و دوام ذکر حق بجا آرد و صفت مطلق حاصل نماید
در راہ شریعت بظاہر و باطن سلوک نماید و بجا آوردن جمیع اعمال و احوال کہ در
سنت آں حضرت صلعم بود گرویدہ آنگاہ در متابعت درست آید اما آنکہ چند سنت
آساں بجا آرد و سنت ہائے کہ بر نفس او شاق است فرو گذارد و بہ مع تنگ خود را
از جملہ متابعان آں سرور صلعم شمارد بے خبر است کہ بر حقیقت متابعت اطلاع ندارد
اما اگر بحسب بعضے اعمال اطلاق متابعت بروے کنند روا است و اگر باعتبار جمیع اعمال
گویند خطا است۔

Marfat.com

روضه. معتقد شریعت و حقیقت یکیست فرق و تفاوت اصلا درمیان نیست مگر درین نکته فلانی وارد احول است که یکی را دو می شمارد۔

سوال. هرگاه که در شریعت خلق را غیر حق ثابت نموده اند و در حقیقت عین حق مقرر فرموده پس موافقت میان هر دو اعتقاد بچه نوع حاصل آید و رفع مخالفت چگونه رو نماید۔

جواب. در شریعت که خلق را غیر حق مقرر نموده اند مراد از آن غیر مجازی است نه غیر حقیقی و غیریت مجازی منافی عینیت حقیقی نیست که بسبب آن منافات مخالف اعتقاد حقیقت شود و در حقیقت که خلق را عین حق گفته اند مراد از آن عین عین حقیقی است نه عین مجازی و عینیت حقیقی با غیریت مجازی نیست تا بعلت آن منافی اعتقاد شریعت بود پس خلق عین حق است باعتبار حقیقت درین معنی و غیر حق است باعتبار صورت و مجاز و این هر دو اعتبار محقق است در خلق بنسبت خداوند بے نیاز پس هر که بر این هر دو اعتقاد معتقد است عارف است و هر که ازین هر دو یکے منکر است منافق است زیرا که انکار یکے ازین هر دو با انکار حال عرفا هر دو انکار صریح است و جهل مرکب و اگر درک این عبارت بر طبع تو مشکل گردد ازین تمثیل نظر کن تا بوجه احسن حل شود۔

مثلاً دریا ست عظیم کیفیت بدایت و نهایت او معلوم است و نه کمیت عرض و عمق او مفهوم و جوئے خورد ازین دریا بر آمده بطرفے روان شد پس این باعتبار حقیقت عین آن دریاست زیرا که وجود او از همان دریا پیدا است همان دریا که درین مکان بصفت بحر متصف است درین مقام بصورت جو منکشف است و هر که باین اعتبار جوے را عین دریا مقرر می کند عارف الله است و عینیت خلق با حق

که صوفیه بر آن می دانند همین اعتبار است و همین جوئے که باعتبار حقیقت عین دریا است، باعتبار مجاز غیر آن زیرا که صفاتی که بحر بدان صفات مشهور و معلوم است در جوئے مفقود و معدوم است (مثلاً) بعظمت و شوکتے که بحر جاری ست جوئے ازان صورت و صفت عاریست چه بحر پیل فرو می برد و جوئے از سر کمر بند می گذرد و بحر کشتی عظیم را بر روے خود می برد و جوئے خوے باریک را از جا بردن نتواند هر که باعتبار جوئے را غیر بحر میگوید طریق صدق می نماید نفی و اثبات مغائرت میان حق و خلق که علما بدان قائل اند باعتبار همین فرق است ـــ

گر فاعل شرع بود دگر کاسب خیر ؏ گر صاحب خانقاه و گر راهب دیر
از روے تعین همه غیر اند نه عین ؏ وز روے تحقق همه عین اند نه غیر

اما کسے که جوئے را عین بحر می پندارد و بحسب ذات و صفات تفاوت میان هر دو مستعنف نه انگارد جاهل است بهره از عقل ندارد چرا که فرق بالمشاهده موجود است پس منکر آن ناچار مذموم و مردود است و مذهب ملاحده همین است و کسے که معتقد بود بر آن که این جوئے نه از آن دریاست بلکه وجود این از دریا جدا است غافلے است که بحسب بصیرت اعمی است ـــ

گرچه عالم قطره از بحر ذات مطلق است ؏ درمیان بحر و قطره فرق تحقیقاً حق است

یعنی فرق انگاشتن بر بهر دو ظن لمحه است، غیر دیدن یکدگر را نیز با شرک وافق است
مولانا عبدالرحمن جامی قدس سره درین باب می فرمایند ـــ

نه به تنزیه شو چنان مشغوف ؏ که بمعنی صفت شوی موصوف
نه بتشبیه این چنان مائل ؏ که بجسم و جهت شوی قائل
معتدل شو که هر که اهل دل ست ؏ از جمیع امور معتدل است

تا رساند تمام رتبه ما ؏ علم خیر الامور اوسطها

بالجمله عزیزا این تمثیل که تحریر نموده شد گمان نبری که ذات حق کل است و خلق جزو چنانکه جوئے جزولیست از دریا و لیکن نقص و تفاوت او بنسبت دریا ظاهر پیداست هم چنان خلق نیز صفات حق است اما این نقص بنسبت صفت اطلاق او جوئے ست بلکه قطره است بنسبت دریا یعنی نقص ذات و صفات خلق بنسبت عینیت ذات و کمال صفت حق جل و علی تغیر صفات و تبدیل حالات و وقوع حادثات از قسم محنت و مانده و الم و فنا و عدم در خلق می گنجد و هیچ بر ذات مطلق نمی برد چنانکه حالیکه بر قطره رود بر دریا عارض نمی شود مثلاً قطره را کسے زد خورد پس بحر را خبر نبود یا قطره تیره شد پس بحر تیره نگردید یا قطره با متزاج لون سبز و سرخ یا سیاه گشت پس بحر سرخی و سبزی و سیاهی نپذیرد

شعر حق اگرچه بالاج صد کره ظهور ؏ شدن ضائع شد ورا در عالم شهود
هر حادثه که بر جهان می گذرد ؏ از ساحت پاک حضرتش باشد

سوال. هرگاه که ظهور ذات جمله در جمیع موجودات پیداست و جلوه او در همه ذرات کائنات ظاهر و هویداست پس آن چیست که طالبان در طلب او کمر همت بسته می شتابند و آن کیست که در جستن او جد و جهد می نمایند و نمی یابند۔

جواب. اگرچه جمیع موجودات ظهور آن ذات اند اما بنسبت بحر ذات مطلق بمنزله قطرات اند پس کسے که طالب بحر بود بدین قطرات تسلی کے شود ـــ

بینا مشغله تا طلب باشند ؏ بستیلی نیرے آرام با شد
یک قطره کجا گردد مقناع ؏ نهنگاه که تشنه تمام باشند

پس طالب را باید که نه از قطرات کائنات ظهورات حق جسته اما طلب در توجه بحر

ذات که باید بیند که حیف به سره شان و موصوف بصفات الانی کالکان است زیرا که در شریعت معظم بنده را بطلب ذات مطلق امر فرموده اند و از طلب و عبادت جمیع (ماخلق شد) که عبارت از موجودات و ممکنات است منع نموده اند تا هر که معبود دیگر و نجات است از زمره کفر و ضلال است اگرچه بدیدان قطره تسلی طالب بحر نمیشود اما حق تعالی قادر است که چون خواهد بر طالب متجلی گردد و حد نظر بقیدی کمال صفات خود ظاهر کند جزوے از جمال ذات مطلق در آن مرآت انگند چنانکه چراغ و شیشه نهد جنبش برنگ چراغ نماید یا در قطره عکس بحر افتد رو در قطره صورت بحر پدید آید همچنان ذات مطلق در آئینه طالب وصال را جمال لاینال بدین صفت می نماید و تجلی عبارت از همین معنی است و دلالت حدیث نبوی صلعم که روایت سائی فی لیلة المعراج بلفظ باین معنی هویدا است و تجلی در جمیع اما ذات بحاد در آن رتبه هم از آن صورت و شکل منزه و مبرا است ـــ

پهنینگ نیست آئینه در شکل این یکی ؏ گرو آئینه خورشید
در قطره چو عکس بحر گردد پیدا ؏ از پر تو آن قطره شود بحر نما
اما چو نظر کنی ز راه معنی تو ؏ دریا نشود قطره ز قطره دریا

شریعت انکار وحدت وجود نیست، اما اخفاء است زیرا که در آیات و احادیث ظهور آن صورت بنسبت آیات و احادیث دلالت بر وحدت وجود می کند اما او خلاف حسند حکمت ان است که اظهار آن موجب از دیاد طغیان و در اهل ضلال باعث وقوع فساد است که ایشان می برند جمیع مخلوقات را بلا تفاوت عین حق پندارند فرق از مراتب وجود و حلال و حرام یکی پنداشته قدم از حد شریعت بیرون گذارند لاجرم بعلت فساد اعتقاد عدم انتفاء

Marfat.com

را در سلک اہل تحاد ورآمدند و اظہار غیر تبہ مجازی اگرچہ مباحاست با آن از فتنہ و
غیرہا ست از موجبات فساد جدا است و ازیں جا است کہ اظہار آں روا است
و ما اخفا . بر دو نوع است یک نوع آں بود کہ از نظر ہمہ کس پنہاں اند
چنانچہ ستارہا اگرچہ در سقف نیلی آسمان اند اما از نظر ہمہ کس پنہاں اند و نوع دوم
آں بود کہ از نظر بعضے مخفی بود و در نظر بعضے در تجلی چنانکہ ہلال کہ چوں در اول شب طلوع
می نماید ہر کہ باصرہ سلیمہ دارد در نظر در آید و ہر کہ در بینائی کش قصور است
از نظرش مستور است . و اخفاء وحدت وجود کہ در شریعت است موافق قسم ثانی
است زیرا کہ بعضے آیات و احادیث دال بریں معنی است کہ درک آں موقوف
بر غور و بینی و نکتہ دانی است و ایں اخفا . من وجہ اظہار سری تواں گفت اما باید دانست
کہ اخفاء ایں سر از عام است نہ از خواص .

سوال . ہرگاہ کہ اعتبار وحدت وجود در شریعت پنہاں است پس تحقق آں
بکدام دلیل بر ما عیاں است .

جواب . بتواتر نقل از بزرگان کہ خاندان درگاہ اند باجماع اولیاء کہ علماء باں
اند و ہر چہ کہ از ایشاں مسموع شود ( ) آں تحصیل بود زیرا کہ ایشاں تقلیلی
و صلاح ندیدہ اند و امثال احکام شرع بدل و جان کشیدہ و در متابعت آں سرور
صلعم بظاہر و باطن کوشیدہ و در طریق معرفت ایشاں فرمودہ اند از پیر خود شنودہ
پیر نیز از پیر خویش استماع نمودہ و علی ہذا القیاس ایں سلسلہ با صحاب رضہ پیر سد و از
آنجا بحضرت صلعم می پیوندد پس در بیان ایں سخن ہمہ تواتر است زیرا کہ ہر یکے سالک
سلسلہ تقوی و مجتنب از کذب افترا است مگر کسے کہ ایشاں را اعقاد نیست بر کلام
ایشاں اعتقاد نیاید ایں بہر تقدیم درست آید کہ از تعصب آں را انشا نکار نماید

کہ در جمیع سلسل قومی ایں طائفہ مبین است و اجماع اولیاء و عرفاء بریں و نیز و قتیکہ سالک
بر عبادت و ریاضت من قلبت می نماید و توجہ برو مداومت نکرد فیض بوارش
می گشاید علم وحدت وجود دانند کہ وجدان در دل او ظہور می فرماید و وجدان یکے از
اسباب علم ست چنانکہ در علم کلام مذکور است کہ اسباب العلم للخلق ثلثہ
الحواس السلیمۃ والخبر الصادق والعقل .

وجدان را نیز قبل عقل گفتہ اند چنانکہ در خود میں یابم کہ ما را اگرسنگی یا تشنگی
راحت یا فرح یا لذت یا الم ایں ہمہ وجدان است پس ایں طائفہ را علم بر وحدت
وجود بدو وجہ حاصل است یکے استماع ( ) از سالکان ایں راہ کہ سلسلہ
سالک ایشاں متعلق بجناب حضرت رسالت پناہ است صلعم و ایں خبر صادق است
دوم وجدان کہ آں نیز بہ خبر صادق موافق است .

سوال . ہرگاہ کہ ایں علم ثبت با حادیث نبوی است صلعم پس آں احادیث
در کتب چرا نیستند .

جواب . ہمیں احادیث کہ در کتب مشہور است معانی ایں علم در مضامین آں
متواتر است اما فکر کردہ اند ایشاں از درک آں مہجور است و بر تقدیر تسلیم لازم
نیست کہ ہر سخنے کہ آنحضرت صلعم فرمودہ باشد در کتب احادیث موجود باشد زیرا کہ بعضے
احادیث ازاں قبیل اند کہ اہل استماع آں ولی خلق اند و آں را آنحضرت صلعم بخفیہ
فرمودہ و بتعلیم خاص و عام امر نمودہ از اصحاب میان خلق منتشر گشتہ تا مجتہداں
آں را جمع نمودہ در کتب نوشتہ اند .

بعضے احادیث ازاں قسم اند کہ اہل استماع آں بعض اند نہ کل و آں را آنحضرت
سرور صلعم بر اصحاب بظہور کردہ و اظہار آں خبر بر ایشاں حکم نکردہ بقول نکر اں

علی قدر عقولہم و قولہ من منع الحکمۃ الی غیر اہلہ فقد ظلم و اصحاب موافق فرمودہ
آں سرور صلعم ہر کرا قابل آں دیدہ اسرار حقیقت اطلاع بخشیدہ و بر غیر اہل با
خفاء کوشیدہ چنانکہ روایت است .

از ابو ہریرہ رضہ کہ فرمودہ یاد گرفتم من از رسول خدا صلعم دو علم کہ چوں دو ظرف سر پوشیدہ
بودند لیکن پراگندہ ساختم یکے ازاں را در میان شما و دیگر را اگر پراگندہ کنم ہر آئینہ
بریدہ شود ایں گلوئے من .

و ہر کہ آں علم را از اصحاب شنیدہ و نیز متابعت ایشاں لازم دیدہ اظہار آں بااہل
آں گزیدہ و علی ہذا القیاس ایں علم الی زماننا ہذا بسالکان ایں راہ رسیدہ اگرچہ
مجتہداں کما ینبغی از دیگراں براں مطلع گردیدہ اما چوں مصلحت در اظہار ندیدہ بنا بریں
در سلک تحریر نکشیدہ مگر بعضے از سالکان کہ در حالت سکر بسبب تنگی حوصلہ ناموس شریعت دریدہ
و بافشاء سخن کہ اظہار آں بر عوام در شریعت ممنوع است نترسیدہ و ہمیں سبب بعضے
ازیں سخنان در عوام اشتہار یافتہ و از ترتیب تنزل بر قتل کاملاں بسبب ہمیں اظہار
یافتہ و دادہ اند .

غیرت فکر زباں ہمہ خاصاں بہ برید ❊ کہ کجا سر غمش در دہن عام افتد

اما ہر چند کہ ایں اسرار در عوام شہرت یافت لیکن حقائق ایں اسرار از نظر تیرہ ایشاں
مستور ماندہ زیرا کہ بریں معنی ظاہری آیات و احادیث عمل نمایند معنی باطن بر عقل نشنیدہ
اسرار دل بقال نتواں دانست ❊ بے لذت وجد و حال نتواں دانست
تا آب کلوک نکنی ایں معنی ❊ از گفتہ ہے مثال نتواں دانست

اما بیقین باید دانست کہ ممکن نیست کہ ہیچ سرے از اسرار مخالف ظاہر آیات و قواعد
بود و الا بر ذات صحابہ کذب لازم شود نعوذ باللہ من ضلالۃ ہذا الاعتقاد و ما اگر ہمی سخنے

مخالف شرع بظہور رسیدہ از جملہ آں اسرار شمار نیست چہ قبول نباید فرمود بے شک و
شبہ ردش باید نمود کہ آں نہ سر الہیت است بلکہ ایں کہ دلیل بر رد خبر لیست انما خیلا سیما لا بد ارکد
ہر کہ تبع آں افترا است کہ بسبب ضلالت رہنما است و ملقی آں شیطان رہنما در آں است
نفس بدخواہ است لاں کہ باطن مخالف الظاہر فہو باطل و آں نکتہ ہا کہ خاصاں با خاصاں
راضی آمدہ ازیں قسم ذکر نہ .

بعضے ازاں اسرار عشق و محبت اند کہ اظہار آں بر عوام ازاں طریقہ دور است و
بعضے انوار توحید و وحدت اند کہ افشائے آں بر جہاں موجب قطع نظر ایشاں از حفظ مراتب
و سبب ترک ایشاں و فتنہ و شر و فساد است .

و بعضے اخبار کریم و رحمت اند کہ بیان آں بر سفہا باعث دلیری ایشاں بر آیات
و عید و موجب جسارت ایشاں بر فسق و فجور است پس غیر ازیں ہم کہ از عوام مستور
است مرجع آں ہم ہمیں اصلاحات .

و بعضے اذکار و اشغال کہ مرشدان صاحب کمال مریدان طالب وصال را بجہت
حصول علم وحدت و مزید عشق و محبت تلقین میکنند و آں اذکار و اشغال رسند ظاہر از کتاب
و سنت ندارند نیز احتمال دارد کہ از ہمیں قبیل بود یا الہامات الہی بایں دلیل بود چنانکہ
بعضے نمازہا و ادعیہ کہ اولیاء اللہ فرمودہ اند فوائد آں بیان نمودہ موجب آں علم
بایشاں الہام ربانی بود و نیز اگر بدعت ثابت شود بدعت حسنہ خواہد بود ہم چنیں
اگر عملے کہ خود در آں ہلاکت نفس و ہوا بود و در شریعت پسندیدہ و اعلی بود زیرا کہ عمل بر
حکم شریعت خواہ بجا آورد آں بے شائبہ عجب و ریا موقوف است بر ہلاکت نفس
و مخالفت ہوا پس ہر عملے کہ مقتضی بود ایں معنی است و در شریعت مستحسن و نیز است
بکونہ لحصول الاحکام .

معرفات ۵۰

مگر معامله که نامشروع است از مکاسب آن اگرچه نیت نیک بود نیز ممنوع است زیرا که اعتقاد قائده از تکلف شرع چنان است خام و مرتکب آن بطلی است تا تمام و گناه هرچند به نیت نیک بود عبادت نشود.

سوال. بعضه کاملان این راه که بعضی طالبان را عملی خلاف شرع فرموده اند واو را بسبب آن عمل عقده باطن کشود چه سبب است جواب فتح باب ایشان به سبب گناه نشده بلکه آن ثمره اعمال نیک است که در گناه بظهور آمده زیرا که اگر سبب گناه کار بودی باید که پیوسته جهان گناه مبتلا شدند در باب ایشان می کشود.

چنان که نقل است که شاه شجاع کرمانی رحمة الله علیه در طلب حق با چهل شب بیدار بود و در پی است ملکه هرگز چشمش غنود بعد از چهل سنه خواب بروی غلبه نمود و سالی بر بستر خواب بیاسود ناگاه جمال بی مثال که همیشه در طلبش بود در خواب معاینه نمود و دید حالت زبان سوال می کشود که خداوندا به طلب تو بودم (دور) شتافتم عجب است که این مطلب در خواب یافتم جواب آمد که ای نادان یافتی در مطلب که تو در خواب رسیدی بسبب آن بیداری هاست که در پی طلب کشیدی تا اگر مدام در خواب راحت می آرمیدی هرگز این دولت در خواب نمی دیدی.

پس بعض که بعضی پیران که بعضی مریدان را در بعض اوقات عملی مخالف شرع می فرمایند از آنست که چون بعض گناه واقع آید و بعضی چیزها را که در ین راه مانع اند فنا کنند شرب خمر و بذل ( ) عجب و ریا دفعه میکند و نان گلمات خوردن و دماغ کبر را فرو شکنند بنا بر آن مرشدان معتدل که طبیعت و طبائع مسلم اند چون طالبی را می بینند که مانعی از موانع این راه در عقبات او مستقر است و حب و دلش بدان متعلق و مستمر است بجهت دفع آن او را کسب گناهی می کنند اما پیوسته در آن نمی دارند بلکه بعد

معرفات ۵۱

از حصول علاج شده و حشمت آن بیرون آمدند.

مثلا جامه چرکین می شود و شستن آن به آب تنها ست او می رود صابون به سبب می زنند چون صابون ازالت کثافت کند چنانکه صابون را با سائی از وی جدا می کنند اما این علاج وقتی میسر باشد که از علاج های دیگر عاجز می آیند ــه

بـے سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید
که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزل ها

جمیع عقاید که علماء ظاهر بدان معتقد اند علماء باطن نیز بعد اعتقاد ایشان معتقد اند یعنی هرچه عقاید علماء است همان عقائد عرفا است هر که دلش بنور عقل بینا است نزد او این حقیقت ظاهر و پیدا است زیرا که اعتقاد علماء آن است که حق تعالی یکیست و او را شریک نیست اعتقاد عرفا نیز همان است که خداوند تعالی و تقدس یگانه و یکتا و منزه از شریک و یکتا بلکه از شرکاء وجود نیز مقدس و معتقد است زیرا که وحده لاشریک له نفی مطلق شرکا ست و حکم این طائفه ماسوی اشتراک جا است و فرقی که میان حق و خلق نزد علماء مقرر است نزد عرفا نیز همان فرق معتبر است.

هم چنان فرقی که میان قطره و دریا ست همان فرق باعتبار اطلاق و تقیید میان حق و خلق پیدا است و آنچه که علماء بدان مقر اند که ذات او چنانچه حالا منزه و مقدس بود حالا نیز بلا تغیر همچنان است عرفاء نیز قائل اند بدانکه ذات باعتبار اطلاق الان کما کان است و آنچه که علماء خلق را غیر حق می شمارند عرفاء نیز بآن انکار ندارند بلکه ایشان نیز غیریت مجازی ثابت نموده اند و احکام این غیریت موافق اعتقاد علماء بوده و آنچه که علماء اقرار فرموده اند وجود خلق از تاثیر خلقت و قدرت اوست عرفاء نیز بدان معتقد بوده اند که تعینات جز مکه همه از قدرت و صنعت اوست که اگر

معرفات ۵۲

تمام بصنائع نبودے چگونه به تعینات گوناگون ظهور فرمودے.

سوال. چون وجود همه اشیاء ظهور ذات اوست و صفات جمیع عالم ظهور صفات او و ذات و صفات او از ازل تا ابد بیک حال و منزه از تغیر و انتقال است پس کیست که در عالم متغیر و متبدل میشود آن کیست و چیزے که از عدم بوجود می آید و از وجود بعدم میرود آن چیست.

جواب:- آن همه تعینات و تلبسات اوست که از عدم بوجود آیند و از وجود بعدم میروند باختلاف تعلقات اراده ذات مطلق متغیر و متبدل میشوند و آن همه امور اعتباریه اند نه حقیقیه و عالم عبارت است از موجودات اعتباریه که آن همه اعراض اند جواهر اما باعتبار حقیقت و بحسب ظاهر و فهم این نکته بعید است از طبع حاضر پس خالق و صانع است ذات او و مخلوق و مصنوع است تعینات و تلبسات او و ذات او چنانکه در ازل بود همچنان موصوف است بکمال صفات و تغیر و تبدل در تلبسات است و تعینات ــه

گر بگردانی بیکدم صد لباس ؛ نیست تبدیلی بذات در قیاس

ذات حق سبحانه بوجود تعینات نمی افزاید و نه بعدم آنها صفات او نقصان می پذیرد مثلا اگر صد آئینه مقابل یک شخص بود در صد آئینه عکس او ظاهر شود بی آنکه آن شخص از جای خود انتقال کند و در آئینه جا گیرد یا از وحدت بر آید و بکثرت اتصاف پذیرد چون آئینه ها را از مقابل بردارند عکس ها به عدم می انجامد بی آنکه ذات آن شخص معدوم شود یا نقصانی در کمال او معلوم گردد و در بعضی آئینه که ناهموار و معیوب اند عکس مطابق اصل نمی ماند بلکه صورت زشت و کثیف یعنی بدنما پدید می آید پس متصف بآن کجی و زشتی همان عکس است نه اصل زیرا که اصل بهمان خوبیش

معرفات ۵۳

است بلا نقص اما ازین تمثیل گمان نبری که تعینات و تلبسات عکس ذات قادر قیوم است زیرا که عکس غیر اصل است و غیر حق معدوم است بلکه مراد ازین تمثیل آن است که چنانکه بوجود و عدم عکسها تغیر حال و تبدل و انتقال بر شخص واقع نمی شود هم چنان ذات حق در ظهور بکثرت تعینات متغیر و متاثر نمی گردد.

روضه. ذات حق در هر مظهرے که ظهور فرموده در آن مظهر عین آن مظهر بوده و بصفت مظهر حق خویش را منزه بوده با صفت مظهر هرگز متصف نگشته و اثری از صفات حدوث و امکان گرد دامنش نگشته مثلا یک نور چون در شیشه های رنگارنگ بتابد ظاهراً همان رنگها شده و متصف با سرخ و زرد و سبز می نماید اما از صفت اصلا هرگز متصف نشود و هم چنان ذات حق که منزه از جمیع اشیاء است لیکن بصورت جمیع اشیاء ظاهر و پیدا است لیکن وجود او از جمیع اشیاء منزه و مبرا است اما ازین مثال نه پنداری که سوای ذات او چیزی موجود است که حق بصورت آنها ظاهر شده چنانکه شیشه های رنگین غیر نور اند که بر رنگ آنها پدید می آید زیرا که این همه صور و اشکال که نمودار اند همه نمود آن ذات اند و الا فی الحقیقت وجود ندارند و همه معدوم اند وجود ایشان اعتباری است که محض نمود است نه حقیقی که آن عبارت از تحقق وجود است.

سوال. چیزی که وجود ندارد نمود او چگونه شود.

جواب. نمود لازم وجود نیست زیرا که عکس که در آئینه می نماید موجود نیست اما چون وجود اشیاء فی الحقیقت ذات حق است بنا بر آن اعتبار اطلاق وجود بر ایشان می توان نمود اما چون بر ایشان من حیث ذاتها که همه نمود اند موجود نیستند پس عالم نمود حق است و حق وجود عالم.

و نیز از تمثیل شیشه و آئینه خیال نکنی که سبب ظهور حق در صور و اشکال

Marfat.com

نمود اصلی تغیر پذیرفت چنان که قد بسبب تافتن او در شیشه‌ها نمود اصلی او متغیر شد برنگ شیشه‌ها نمود گرفت زیرا که نزد من حق چنانکه در ازل بود هم چنان است و مع ذلک جمیع صور و اشکال نیز نمود او عیان است تا هر که او را در صور و اشکال نظر کند متشکل و متمثل بیند و اگر در هستی مطلق نظر کند مقدس و منزه یابد و این همه صفات ناقصه از تغیر و تبدل و تلبس و تشکل و تمکن در مکان و جریان زمان و حدوث و امکان و غیره آن همه بر منزه است و صفات کامله از وجوب و قدم و وحدانیت و فردانیت و تنزه و تقدس و غیر آن همه لازمه وجود است. رباعی

بدهستی حق دو اعتبار است عیان ؛ بود است یکی دوم نمودش میدان
اوصاف که تشبه است گول بیان ؛ اوصاف منزه است محمول بدان

مراد ازین تمثیل که مذکور شده آن است که سالک را باید که اعتقاد خود راسخ بر آن دارد که ذات حق موصوف است بصفات کمال و معروف است به منزه از مانند و امثال منزه است از تغیر و زوال مبرا است از صور و اشکال مبرا است از ادراک وهم و خیال و از آنکه (هانم ﷺ جابر بد غربان زمان پاک است حضرت او از جمیع شوائب امکان و جمع ذرات بجمیع صور و اشکال تعینات خود نموده و صور همه ذرات موجود است ظهور فرموده اما به سبب این ظهور حقیقت ازلی او اصلا متغیر نگشته و شانه از تغیر و تبدل به صفات ثبوتی ازلی او نگذشته و ذات و صفات او چنانکه در ازل بود هم چنین حال است و قیام حوادث بذات او محال است و صفت او فی الحقیقت نیست جز منزه و نمود او همه به منزه است و هم به تشبه و اگر سبب تحقیق این هر دو نمود که به تنزه و تشبه است در یک ذات وسوسه امتناع جمع ضدین بخاطر آید منع شک بدان نماید که حق تعالی فی الحقیقت به جمع ضدین قادر است اگر چه این محال در

ظاهر است و عقل عاجز ی از درک آن قاصر است زیرا که صفت ضد به ضد میان دو شی محض بخلقت خدا است پس کسی که آن را ضد یک دگر از رو اگر موافق کند نیز روا است که چند چیز که در عقل آن را ر د محالات میشمارند در آئینه آن اشکال را نمودار می‌نماید اول آنکه نمود بی وجود محال است و در آئینه نمود شکل و صورت مثال است دیگر آنکه محال است که اعراض بی اجسام وجود گیرند و محال آنکه در آئینه صورت و شکل و لون و حرکت و سکون بی جسم صورت می‌پذیرد دیگر آنکه اشکال کبیر و صور عظیم در آئینه پیدا است با آنکه آئینه خورد از آنها است دیگر آنکه آنچه از جنس اشکال در آئینه خود در تیره از آنها است چیزی آئینه صدق آئینه است و بلکه بیرون و این همه دلیل است بر امکان جمع ضدین از قدرت بیچون و هو علی کل شی قدیر.

روضه. هر چند که اعتبار وحدت وجود در شریعت پنهان است اما اشارات در آیات و احادیث و اجماع روشن و عیان است اما الآیات بقوله تعالی ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی و قوله تعالی نحن اقرب الیه من حبل الورید و قوله تعالی هو الله فی السموات وفی الارض و قوله تعالی الا انه بکل شی محیط و قوله تعالی اینما تولوا فثم وجه الله و قوله تعالی و هو علی کل شی شهید و قوله تعالی ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم و غیر ذلک.

و اما الحدیث کقوله صلعم من رآنی فقد رای الحق و قوله صلعم لا تسبوا الدهر فان الدهر هو الله و قوله صلعم الاحسان ان تعبد ربک کانک تراه.

و اما الاجماع فلانه قد اجتمع العلماء علی ان قول الخلق و فعله و حرکاته و سکناته

من الله بدلیل قوله تعالی کل من عند الله و هذا اشارة الی وحدة الوجود و کون الخلق ظهوره و ایضا قد اجتمع العلماء علی ان وجود الخلق قائم بالله و فی هذا اشارة الی التوحید.

(منه) و ایضا العلماء المحققون (قدس سرهم) اجتمع علی وحدة الوجود بالقلب وان لم یظهروا باللسان (منه) خوفا من وقوع الفتنة فی السفهاء والجهال لقوله تعالی والفتنة اشد من القتل و قوله علیه السلام من منع الحکمة عن غیر اهله فقد ظلم.

حق بدو قسم است یکی صاحب صحو است و یکی صاحب سکر و صاحب صحو آنست که نقش وجود غیر حقیقی از آئینه دل او دور شده و شاهد عینیت حقیقی حاصل نموده مع ذلک اعتبار غیریت مجازی را نیز رعایت فرموده پس در مشاهده هر شی هم نظر بر عینیت حقیقی میدارد و هم بر شی به غیریت مجازی نگاه میدارد پس میان (منه) مقید و مطلق است و تفاوتی که میان مقید است به نسبت یک دیگر تمیز میکند که (منه) آنرا از اعتقاد د) و ملاحظه درجات وجود که آنرا حفظ مراتب گویند مشغول داشت امثال شریعت غرا و اعتقاد بجا می‌آرد یعنی همه اشیاء را بحسب حقیقت عین حق می‌پندارد و بحسب مجاز غیر او احکام هر دو اعتبار را مرعی میدارد و این مقام انبیاء و اهل و اولیاء کمل است و صاحب این مقام از سائر اقسام افضل از محققان همه یکتا است (منه) در جهان بیند. و لیک فرق مراتب در آن میان بیند

بحسب مراتب کنند بروی حکم
ز نیک نیکی و از بد بدی عیان بیند

اما صاحب سکر آنست که اعتقاد او مثل اعتقاد صاحب صحو است اما در مشاهده بسوی عینیت حقیقی مجذوب است پس اعتقاد هر دو یکسان است اما تفاوت در مشاهده ایشان است زیرا که صاحب سکر در مشاهده متوجه است بسوی عینیت حقیقی فقط و در دیدن قطرات نیز است بسوی شغف زبان حالش بوحدت وجود قائل گشته که

اعتبارات غیریت مجازی از دلش زائل گشته زیرا که چون دائم بسوی یک اعتبار متوجه بود اعتبار ثانی از مشاهده اش زائل شد اما از اعتقاد او هرگز بدر نرود مثلا زید شخصی (منه) را (بزند) یا چیزی بدو عطا کند بحسب مشاهده ضرب و عطا از زید پیدا است و بحسب اعتقاد از تقدیر حق جل و علا است پس هر که ضرب و عطا از زید مشاهده نماید انکار (منه) تقدیر حق (جل و علا) صادق نباید و صاحب سکر در بعضی اوقات.

(منه) از غلبه سکر غیریت مجازی که عبارت از حلال و حرام است نیز نقصان (منه) د) بهنگامی که شعر از وحدت حقیقی بود از زبانش می‌برآید

محو تماشای تو گشتم چنان ؛ کز خود و از غیر ندیدم نشان
هر چه بدیدم همه ذات تو بود ؛ نه همه اشیا بصفات تو بود
چو ساحلی بجر کشید مرد فنا ؛ چشم سوی بحر گشادم ز موج
بشغل بحر چنان شد دلم ؛ کز خبر فرق شدن قائلم

(منه) و همین است مقام د) و عین القضات و غیر ایشان و هر که درین مقام بر نسبت تمام دل ناقص و خام است زیرا که صاحب صحو این مقام را حاصل نموده اعتبار غیریت مجازی را رعایت فرموده و اجل درجات حاصل او.

(منه) و چون مراد حق سبحانه از ایجاد عالم عبادت و معرفت خویش است لقوله تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون و حکم کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق پس نسبت عشق و معرفت و عبادت که میان عاشق و معشوق و عابد و معبود است و عارف و معروف مطلق بغیریت مجازی است و لهذا حق سبحانه از مرتبه اطلاق که وحدت صرف است در مرتبه تقید که عبارت از وجود صوری و مجازی است ظهور فرموده والا در مرتبه اطلاق از عالم مستغنی بود پس این نسبت ما از دست

Marfat.com

نباید داد۔ ودر متابعت آں سرور صلعم قدم باید نہاد کہ آنحضرت در مقام خاص وحدت اعتبار غیریت مجازی را رعایت فرمودہ اند پیوستہ بقول اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ معرفت بودہ ؎

شاہ گر بر تخت خویشت داد جائے ؛ تو منہ بیرون ز حد خویش پائے
دشاہ گر بخشیدت بر سریر ؛ شاد بنشیں لیک خود را بندہ گیر
بندہ باشی ؛ کایں بود خوشنودی درگاہ رب

وصاحب صحو ( ) در اظہار را رعایت میکند بنا بر آن حرفے کہ مخز منصب فقط بود ازوے سر نمیزند (و) بعضے اوقات جذبہ از جذبات شوق بر گردی دلش صاف ریزد وساقی ازل شراب عشق در کام جانش فرو ریزد وغلبہ مستی گردد از مستی اند ( ) حجاب دوئی وپردۂ منی وتوئی از میان برخیزد اگر بحسب حوصلہ او بموازنہ این ( ) موافقت نماید حرفے ناپسندیدہ از زبانش نہ بر آید اگر ظرف او قابلیت وسعت آن می نبرد لاجرم لب زیر گشتہ از راہ دہان بظہور آید چنانکہ منقول است (از) در شیخ بایزید رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہما اما ہر کہ صاحب صحو است چوں از غلبۂ حال (بہوش آید) آنچہ در وقت مستی گفتہ باشد از آن اجتناب میکند واستغفار می نماید چنانکہ (منقول) است۔

از سلطان العارفین قدس سرہ کہ چون در وقت تجلیات بباقی مندرمال صفات بشریت نفسانی کلمۂ سبحانی از وے سر زد بعد از اظفار لمعات حال وغلبہ بر جاست آن مثال استغفار کرد ومریدان را اجازت داد کہ (چوں) مثل این کلمہ ازمن استماع نمائید در اشتغال شریعت علما راسخ بودہ بقتل من مبادرت (نمائید)

اما استغفار او از اظہار این کلمہ آں بود کہ آں در شریعت درست نیست نہ از

سر این کلمہ کہ آں حقیقت وشریعت یکیست ونیز در آخر عمر گفت الٰہی لو قلت یوما سبحانی کنت مشرکا ر قطع زناری وا قول اشہد ان محمدا رسول اللہ واین محض برائے این گفت کہ تا جاہلان این کلمہ را نیک نہ پندارند وبہ تقلید این کلمہ را بزبان نیارند بلکہ از کلمات کفر شمارند والا ازوے کفر صادر نشدہ بود زیرا کہ کفر آنست کہ کسے از ذات حق منکر شود وخود را یا دیگرے را حق داند یا فرقہ کہ میان مطلق ومقید است آں را تمیز نا نمودہ ہر قطرہ را عین بحر خوانند (او) ازیں اعتقادہائے فاسد بیزار بود بلکہ در کمال ایمان درجۂ عرفان مستغرق (باشد) وکلمہ کہ از ایشان صادر شدہ ہمیں اظہار بود بلکہ در اظہار سرے اختیار بود ( ) شعر بپروانہ چو آتش تماشا سوخت خود را گوید برگشتم .... این لیک از زبان ( ) در ( ) معتبر در اظہار را خفا تفاوت حوصلہ ہا است موافق تفاوت غلبات حال ونیز معتبر اختلاف احوال صاحب حال است بحسب تنوعات اوقات وحالاتے کہ (بر او) جاریست از سر حد حزن تا ابتدا را انتہا ؎

یکے از سکی اسد لیش خاقل آید ؛ یکے زیں رنگ منافش غافل آید
یکے از نیم جرعہ گشتہ عاشق ؛ یکے از یک مراحی گشتہ عاشق
یکے دیگر فرو دہ بہ یکبار ؛ مے وخم خانہ وساقی وخمار
کشیدہ جملہ خانہ درون بازم ؛ زہے دریا دل آمد آں سرافرازم

ما ملاحدہ بعد قسم اند بعضے معتقد اند بہ آنکہ در مطلق ومقید فرق نیست بحسب ذات ونہ بحسب صفات وتجلیات را فی زاینید ( ) تفاوت ذات را منکر موجود اعتقاد عقل جماعت در شریعت وحقیقت (مردود) زیرا کہ اگر در ہر شے بے تفاوت ظہور ذات حق بودے پس لازم آید کہ ہمگی بصفات کاملہ متصف شود چرا کہ لزمہ

آں ذات صفات کمال است وانفکاک ذات از صفاتے کہ واجب آید باں ذات محال است ودر قتیکہ ہمہ صفات کاملہ بہر فردے موجود باشد پس لازم آید کہ ہر انسانے بعلم غیب دانا بودے وبر ہمہ چیز قادر مطلق باشد۔ ہمچنیں ہر گاو وخر وحجر وشجر یعنی ہر فردے از افراد کائنات متصف گردد بصفات خالق کائنات وبطلان آں بمشاہدہ عیاں است ونیز شریعت مانع آں است پس چوں اتصاف بصفات کاملہ معدوم است تحقق تفاوت (ذیز پیدا) معلوم ونیز دلیل قاطع بر امتناع آں حال است زیرا کہ قیام حوادث (بر ذات) او محال است ؎

قطرہ را بحر گفتن کے رواست ؛ بحر را ہم قطرہ گفتن کے روا ست
...... میان یکے مالفرق ؛ ناکہ وصف وحکم شاں از ہم جداست

اما محققان (قائل) اند بر آنکہ در مطلق ومقید فرق است ہم بحسب ذات وہم بحسب صفات چہ خلق نمود ذات اوست عین ذات صفات خلق صفات است نہ عین صفات پس چنانکہ صفات خلق بہ نسبت صفات حق قطرہ ایست بہ نسبت دریا بے آنکہ صفات حق تجزے بود صفات خلق اجزا ہم چناں ذات خلق بہ نسبت ذات حق ( ) بہ نسبت خورشید نہ بحسب کلیت وجزویت بلکہ بحسب تفاوت ظہور حق در ذات (خلق) وذات وصفات خلق بہ نسبت عظمت ذات حق وکمال صفات مطلق ؎

یکتاست بہیں ؛ لیکن نہ طریق ہمسے کن ہر چیز
می خوانہ بحکم بود نیک نظر ؛ می خور علیحدہ از ہم تا شد گریز

اما ملاحدہ گمراہ بعلت بینش کوتاہ ہر مخلوقے را بے تفاوت عین حق می پندارند وسبب ہماں اعتقاد فاسد است کہ حلال وحرام را یکے (می دانند) وکافر را یکے خوانند

ازیں جاست کہ از عذاب آخرت منکر اند واعتقاد ( ) [illegible] گمان کردہ اند کہ ہر گاہ جمع عالم ذات است پس عذاب کہ خواہد کرد۔ و [illegible] ذات خود چگونہ عذاب خواہد پسندید چنانکہ بعضے جاہلان ایشان بدان داشتہ اند کہ ہر گاہ گناہ [illegible] وتقدیر اوست پس چیزے کہ خود از کسے بوقوع آورد او را بدان چیز نیازارد [illegible] دلیل [illegible] ( ) [illegible] عذاب بتقدیر [illegible] ہر گاہ [illegible] ہر گاہ در دنیا [illegible] عذاب [illegible] است [illegible] خلود بر حقیقت آنست کہ [illegible] قطرہ عارف [illegible] دریا [illegible] آید [illegible] وقوع [illegible] بخلق پیداست ذات حق [illegible] است۔

اما منشأ عقاید صوفیہ آنست کہ اعتقاد او مثل اعتقاد محققان است اما شاہد [illegible] مثل [illegible] است [illegible] ہستی خود باقی ماندہ است و [illegible] درمیان فنا [illegible] از مشاہدہ وحدت وجود است خود [illegible] اعتقادش [illegible] است اما بحسب مشاہدہ مجذوب است لیکن اعتقادش [illegible] است اما [illegible] بزرگان داخل [illegible] است وحدیث [illegible] اقوام [illegible] مصداق این [illegible] ذات حق [illegible] الوہیت [illegible]

Marfat.com

گرداند چنانچه فرعون و نمرود و مستغنیان و جهال مردود و جنود اصنام خسارت انجام
روضه. معرفت حق درجه ها دارد و معرفت نفس که شرط معرفت حق تعالی
نیز مرتبه ها دارد پس هر درجه که از معرفت نفس د ( ) نماید اندران درجه
از معرفت حق برسد کشاید مثلاً کسے که خود را بشناسد (ای) و مصور
و ملون ست بداند که این صفت با ما ترکیب و جسم و صورت کند (ذات)
مبین است و بلنا. این قدر معرفت نفس همین قدر معرفت حق متعین ست ( )
هر که بشناسد که نفس او هم عین قالب ست و هم غیر قالب بدان معنی که هر فعلے که از
قالب بوقوع می آید از دیدن و شنیدن و رفتن و گفتن همه را نفس بحق نسبت می
کند و می گوید من رفتم و من گفتم و من دیدم و من شنیدم و نیز اگر رنجے یا راحتے در بعضی
از اعضا واقع می شود متالم و متلذذ بآن نفس می گردد پس بایں معنی نفس و عین
قالب است) و غیر بداں وجه که هر جزے از قالب ملک کل قالب را بجزها اضافت
می کند و می گوید سر من و دست من و پاے من و جمیع بدن من والمضاف یدخل
فی المضاف الیه) و امکان یجوز اضافة الجزء الی الکل لکن لایجوز اضافة الکل الی الکل
( ) غیر قالب ست پس ازیں حیثیت که نفس عین قالب است عیاں
است و ازیں حیثیت که غیر اوست نہاں است و ازیں معنی که قالب جسم او شکل است
در ( ) و مصور است و ازیں وجه که غیر قالب ست این صفتها برو نا متصور است
پس هر که بر وفا اعتبار نفس را نیست قالب عارف شود بشناسد که ظهور ذات حق نیز در
جمیع موجودات ازیں قبیل بود یعنی ظهور حق هم در ممکنات عیاں است و هم منزه است
ازاں به اعتبار تقید ظاهر است و باعتبار اطلاق نہاں و هم عین اوست باعتبار نمود
و هم غیر اوست باعتبار تنزه و جود هم مقید است و هم مطلق هم متعین به تعینات عالم

و هم موصوف بصفات حق مهر که بشناسد که نفس از یک وجه است اما در عضوے
از اعضا اصلاً مجے دیگر موجود است مثلاً دست صفت گرفتن دارد و پاے صفت
رفتن و چشم قابلیت دیدن و گوش استعداد شنیدن پس بشناسد که ظهور ذات
حق نیز صد ( ) مظهر است و اسما صفتے و مظهری بنسبت سایر تعینات
در مرتبه و حکمی) و دیگر است پس همه را یکساں نباید داشت و تفاوت حکم وجه به نسبت
یک دیگر نگاه داشته در ( ) کرد) بشناسد که نفس او از جمله تعینات حق است
بشناسد که او تمیز حق است که باین صفت ظهور فرمود و او را که خود می پنداشت تعینے
از تعینات حق بوده لاجرم خود را معدوم داند و حق را موجود خواند چوں ایں وجه از
معرفت نفس حاصل نماید به معرفت ( ) عرفت سبل سبلی کنایت از آنست
بشتش آید چه لولا اند که تیجه آنها انبیا است و شروه هر یکے ازاں به مثابه مرتبه
از انبات تقرب آں جناب که با قلع عبادات بعضے نماید میناست که بعمل نمودن
صفتے ازیں صفات بی مشقت بدست آید چنانکه اکثر بندگان که راه ایں صفات پیموده
اند و ثمره آن را تجربه ساخته نموده اند.
یکے ازاں تواضع است که بموجب حدیث من تواضع رفعه الله و من تکبر وضعه الله
(سبب) رفعت و علو رتبت است یعنی خود را از همه کمتر دانستن و همه را از خود بهتر دیدن
و خود را هیچ شمردن و اعتماد از عمل بر داشتن و نظر بر فضل حق داشتن و ترک اختیار
گزیدن و طریقه عجز و شکستگی ورزیدن و نهایت ایں صفت فنائے وجود است که عبارت
از مودن پیش از مرگ مقصود است سه

سه این ست سعدی که مردان حق	بعزت نکردند در خود نگاه
ازاں بر ملائک شرف داشتند	که خود را به از سگ نپنداشتند

و ضد ایں صفت که عجب و تکبر ست زشت ترین و معصیت) و بدترین ذنوب ست
چنانکه ابلیس که مخصوص (بمنزلت) عظیم بود بیک نکته عجب و تکبر شیطان رجیم گشت قال انا
(من نار و خلقته) من طین و دوم آداب ست که لوازم اهل طلب است و سعادت دارین را
سبب یعنی.
ادب امر و نواهی حق بجا آوردن و جمیع احکام شریعت را چنانکه د ( ) نقص
و تفاوت معرا اندیم چناں اعتقاد کردن و عمل بداں کما ینبغی از دست نه هیچ باری از ادب
خالی نباید و ادب نسبت آں سرور علم صلی الله علیه وسلم به جان و دل کوشیدن و نشانه
در باطن محبت ایشان گزیدن و جمیع اقوال و افعال ایشان چنانکه نزد حق مقبول اندیم چناں
بدل و جان پسندیدن و ادب نسبت و صحابه رضی الله عنهم نگاه داشتن و نقش محبت ایشان
بر صفحه دل نگاه داشتن و از ( ) و ابغض و عقاید در مشائخ ایشان را افضل پنداشتن و
همراه تعظیم یاد کردن و در شان هیچ یکے سخن ناسزا گفتن که تبر ایشان که جان در گاه
است دست دیگراں نارسا است و جمیع مخصوص بایشان است د ( )
و آنچه که مخالفت میان بعضے اصحاب بظهور رسیده و محاربه که میان ایشان بوقوع گذشته
از خطا در اجتهاد بوده نه از عناد پس هر د ( ) که به مسلک مذهب ایشان نیز
ناسزا گوید بسبب نقصان عقل و اضلال شیطان ( ) در شان ایشان
راه طعنه جوید لعنة الله علی الروافض و النواصب د ( )
ادب نسبت اولیا و علما که سالکان راه شریعت و طریقت و مقربان درگاه مولی اند ( )
رعایت فرمودن و به نسبت استاد و مرشد و جمیع بزرگان نیز همین طریق پیمودن و از جادت
احتراز نمودن (و اجتناب) نمودن و در ظاهر و باطن و غیب و حضور با ایشان یکساں
بودن و کلام جامع درین باب آنست د ( ) بزرگی در شریعت حیا است و ادب آن

در دل و جاں گزیند
و عکس ان ( ) اکثر ترک) ادب است طریقه ابوجهل و ابولهب
است و خذلان دین و دنیا (است) نه سکان و تقلید صحیح نمودن است
در اعمال و در احوال بد ( ) بجد و جهد در راه ایشان در ( ) رود سکون این
راه از خود دور نه ( ) در گرفتن خود را ازیں سبیل موجب بود است
و تعطیل و حدیث من تشبه بقوم فهو منهم بجز از تیجا ایں ست و حکمت
در بجا آوردن سنن نبوی همیں است و نقیض این صفت که د ( ) کفر
است و بدعت و عصیان ست باعث منسلک شدن در سلک ایشان
است و بسیار علما در شریعت مخض برائے تشبه (با نقل) خبر فرموده اند
و اکثر خیر ها بجهت تشبه باهل سر منع نموده ذکر آن درین جا از طریقه اختصار
دور است و آن مسائل در کتب فقه مسطور است.
بحمد الله علی نعمائه و احسانه و ( ) علی رسوله محمد و آله و اصحابه که نسخه
روضات من تصانیف عارف کامل عالم اعمل شیخ عبدالحق محدث دهلوی
رحمة الله علیه بخط ناقص بنده عبدالحسین مودودی بروز پنجشنبه تاریخ
نوزدهم شهر ربیع الثانی ۱۲۵۰ھ بصرت اختتام رسید. نقل را کتابت
زبده صلحائے (...) و الاشان محمد وارث علی خان بهادر
اعلی الله

Marfat.com

فہرست آیات قرآنی

صفحہ کتاب	آیت	سورۃ	پارہ	آیت
۱	یحبهم ویحبونه	سورہ المائدہ	۶	۵۴
۱	وجوه یومئذٍ ناضرة الخ	سورۃ القیمہ	۲۹	۲۳_۲۲
۱	فلهم اجر غیر ممنون	سورہ التین	۳۰	۶
۱	سبحان الذی اسریٰ	سورہ بنی اسرائیل	۱۵	۱
۱	لکن الله رمی	سورۃ الانفال	۹	۱۷
۱	ان هوالاوحی یوحی	سورۃ النجم	۲۷	۴
۱	بالافق الاعلیٰ	=	=	۷
۱	اقاب قوسین اوادنیٰ فاوحی الٰی عبدهٖ ما اوحیٰ	=	=	۱۰،۹
۳	من کان فی هذهٖ اَعمٰی الخ	سورۃ بنی اسرائیل	۱۵	۷۲
۷	ان کنتم تحبون الله فاتبعونی	سورۃ آل عمران	۳	۳۱
۹	فمن کان یرجوا لقاء الخ	سورۃ الکہف	۱۶	۱۱۰
۱۰	واتبعوهُ لعلکم تهتدون	سورۃ الاعراف	۹	۱۵۸
۱۰	وذروا ظاهر الثم وباطنهٗ	سورۃ الانعام	۸	۱۲۰
۱۲	وتبتل الیهِ تبتیلاً	سورہ المزمل	۲۹	۸
۲۰	لایکلف الله نفساً الا وسعها	البقرہ	۳	۲۸۶
۲۲	لم تقولون مالاتفعلون	سورۃ الصف	۲۸	۲
۲۴	وان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه الخ	سورۃ الانعام	۸	۱۵۳

Marfat.com

۴۴	وھو علیٰ کُلّ شیٍ قدیر	سورہ الحدید	۲۷	۲
=	مارمیت اذ ر میت ولکن اللہ رمیٰ	سورہ الانفال	۹	۱۷
۴۴	نحن اقرب الیہ من حبلِ الورید	سورہ ق	۲۶	۱۶
=	ھو اللہ فی السمٰوٰتِ وفی الارض	سورہ الانعام	۷	۳
۴۵	الا انہ بکل شی محیط	سورہ حم السجدہ	۲۵	۵۴
=	وھو علیٰ کل شئی شھید	سورہ سبا	۲۲	۴۷
=	ان الذین یبایعونک انمایبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم	سورۃ الفتح	۲۶	۱۰
۴۷	ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون	سورۃ الذاریات	۲۷	۵۶

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو (القرآن)

جن لوگوں پہ ہے انعام ترا، اُن لوگوں میں لکھ دے نام مرا
محشر میں مرا رہ جائے بھرم اللہ کرم اللہ کرم
(صبیح رحمانی)

نیک خواہشات کے ساتھ!

حنا ٹریڈرس

9592 مینار مارکہ سونف عمدہ کٹنگ

قاضی محمد عثمان رحمٰن ٹاؤن پھلیلی پریٹ آباد حیدرآباد

فون رہائش: 0221-617296
موبائل: 0303-7212372

Marfat.com